UNIVERSAL LIBRARY

OU_226390

UNIVERSAL LIBRARY

226390

حصہ اول

اجوبۂ اربعین

روز واضح

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خداوند متعال وصلوٰۃ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع اصحاب و آل۔ بندۂ احقر و بے ثبات **محمد حیات** عرض کرتاہے کہ اندنون بعضے عقل کے کچے مذہب کے متنزلزل لوگون نے چند سوال شیعونکی جانبسے پیش کئے ہرچند کہ یہہ مضامین قدیمی اور پرانے تھے جنکے جواب بارہا علماء اہل سنت وجماعت نے دئیے اور لکھے۔ مگر عادت ان مذہب والون کی ہے کہ انہین باتونکو رنگ بدل کے پیش کیا کرتے ہین چنانچہ یہہ اٹھائیس سوال اُسی قبیل کے تھے جواب اُن سوالون کے مشفق و مکرم مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹوی فرزند رشید مولوی انصار علی صاحب مرحوم نے لکھے تھے۔ ان بعد وہی سوال جناب فخر الاماثل مرجع الافاضل جناب مولوی **محمد قاسم** صاحب نانوتوی کی خدمتمین پیش ہوئے تو جناب موصوف نے بہی باصرار احباب قلمبرداشتہ ایک روز و شب مین اُس کے جواب مین تحریر فرمائے یہہ دونون تحریرین بندہ کو ہاتہہ آئین اور مناسب زمانہ یون معلوم ہوا کہ یہہ گوہر بے بہا یونہین چھپے نرہین بلکہ چہپ کے مشتہر ہوجائین اس لئے اُسکی طرز مناسب یون تجویز ہوئی کہ اول سوال لکہا جائے بعد اُس کے جواب جناب مولوی محمد قاسم صاحب اُسکے بعد جواب مولوی عبد اللہ صاحب کا اور ان جوابون کا ایک حصہ قرار دیا جاوے چنانچہ یہہ حصہ اوّل ٹہرا اور اِن جوابون کے اخیر مین دونون صاحبون نے چند سوال **علماء شیعہ** سے کئے ہین اگر کوئی صاحب اس رسالہ پر کچہہ تحریر فرمائین تو ان سوالون کے جواب لکہنے کی بہی ہمت کرین اور بعد اسکے چند مسائل اور کہ مذہب شیعہ کے اصول فہمہ سے ہین اُسپر کچہہ تحریرین جناب مولینا مولوی **محمد قاسم** صاحب کی ہمارے ہاتہہ آئی ہین اُسکو جدا کرکے دوسرا حصہ قرار دیا اب یہہ کل جوابات چالیس ہوگئے اور اس مناسبت سے نام اس مجموعہ کا **اجوبہ اربعین** رکہا گیا اللہ جلشانہ سعی احقر کی مقبول فرماوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ط والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین والہ وصحبہ وازواجہ اجمعین

بعد حمد وصلوۃ کے یہہ خادم خاص محمد قاسم اپنے مخدوم ومکرم مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت مین عرض سلام ونیاز کے بعد عرض پرداز ہے کہ آج بروز چارشنبہ معلوم نہین ۱۶ ہے یا ۱۷- آپ کا والانامہ لاوڑ سے میرے پاس آیا دیکھا تو ایک طومار کا طومار تہا شیطان کے وسوسون کو بھی مات کیا دیکھکر دل بہت گھبرایا جیمین کہتا تہا یہہ ناگہانی بلا اوقات کہوئیگے لئے کہان سے سر پر آپڑی پہر تسپر حاصل نہ وصول شیعونکی راہ پر آنے کی اُمید نہین ادہر دل کاہل کو یہہ خیال تہا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب ہی نے ان سوالون کی اپنی لاحول سے کیون نہ خبر لی۔ مین کجا اور دیوبند کجا مگر کچہہ آپ کا خوف کچہہ حاجی صاحب کا لحاظ۔ چاروناچار قہر درویش بر جان درویش۔ جب اور وقت فرصت نہ ملی تو اسوقت بعد مغرب لیکر بیٹھا اور اپنی اوقات کی خون پر کمر باندہی مولانا میری کم فرصتی کا کچہہ حال نہ پوچھئے صبح کو بارہ بجے شام کو دن چھپے کیا چہوٹتا ہون نہ عقل ٹہکانے نہ ہوش بجا مین کہین دل کہین تسپر عقل کی نارسائی اور اوپر کی بے سروسامانی اور ادہر نامہ بر یعنی حاجی ظہور الدین کو گہر کا یہ شوق کہ کل کے جاتے آج ہی جانیکو تیار بہر حال یہ آپ ہی کا ارشاد ہے کہ مجہسا کاہل باوجود ہجوم سوال اور گمگشتگی سامان کتب اس نا امیدی پر کہ سائل کو خدا ہی راہ پر لائے تو آئے قلم اُٹہاتا ہون اور بنام خدا جو کچہہ خیال نارسا مین گزرتا ہے لکھتا ہون پر یہہ ڈر ہے کہ قلم کی باگ چہوڑ دیجئے تو پہر دیکھئے کب انتہا آتا ہے اور روکئے تو کہان تک روکئے اس تشویش و پیچ مین بارہا یون خیال آتا ہے کہ مولانا اس ناکارہ کو معاف رکہتے تو بہت مناسب تہا اور انصاف سے دیکھئے تو میری دلتنگی بجا بھی ہے آپ کے ہوتے میری کیا ضرورۃ۔ اور اگر آپ کو فرصت نہ تھی تو مولوی عبد الحق مولوی عبد اللہ مولوی محمود حسن مولوی فخر الحسن مولوی خلیل احمد مجہسے کس بات مین کم تھے پہر آپ کی اصلاح ہو جاتی تو چاندی کا سونا بنجاتا قاسم کیا بکنے لگا مولانا آپ کا ارشاد بر سر یہ اپنی کیفیت بے اختیاری کا بیان تھا امتثال امر مین بندہ نے چون تک نہین کی یہہ گستاخی نہین آپ کے اخلاق پر ناز تہا دیکھئے یہہ آپکا خادم سر زیر با نیاز رکہکر بسم اللہ کرتا ہے

مخدوم من مجکو امید نہین کہ سائل راہ پر آئے انداز سوالات کہے دیتے ہین کہ یہ اوپر کی بات نہین اس مین نہ دل کا ملاؤ ہے ہان خدا کو سب قدرت ہے ورنہ اپنا تجربہ اور پُرانے افسانے سب اسی بات پر شاہد ہین کہ جیسے کنوان تو ایک پیشاب کے قطرہ سے ناپاک ہوجاتا ہے اور قطرہ پیشاب بہت سے پانی مثل دریا سے ملے تو پاک ہو ایسا ہی اہل اسلام کے بگڑجانے کے لئے تو ایک خطرہ بھی کافی ہے اور اہل خطرہ بہت سی لاحولون سے بھی درست نہین ہوتے ؛ بنی اسرائیل کو دیکھئے حضرۃ موسیٰؑ نے کیا کیا احسان کئے ره اسلام تعلیم کیا سو کیا فرعون کے کس عذاب سے بچایا تسپر تسلیم احکام مین کس قدر تین پانچ کرتے تھے پہاڑ کو اٹہا اُٹہا اُن کے سر پر معلق کردکہایا اور گرنے سے ڈرایا تب کہین اُنہون نے احکام کو تسلیم کیا ✦ مخدوم من حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کیسے کیسے معجزے دیکھتے تھے اور خبر ہوتے تھے ہان سامری نے ایک کرشمہ دکھایا اور سبکو گمراہ کردیا اس کرشمہ اور اُن معجزون کو کیا نسبت غور سے دیکھئے تو یہ بھی حضرۃ موسیٰؑ ہی کا طفیل تہا نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گہوڑے پر سوار ہوکے اُن کی مدد اور حفاظت کے لئے آتے نہ اُنکے گھوڑے کی خاک پا سبز ہوتی نہ یہ تاثیر دیکھکر سامری اُٹھا کر لاتا نہ یہ کرشمہ دکھاتا غرض حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے وہ معجزات عظیمہ کہ کسی کسی نبی کے ہوئے ہون گے کجا اور یہ کرشمہ ظاہری کجا کہ دہوکا ہی دہوکا تہا اور وہ بہی حضرت موسیٰؑ ہی کا طفیل پھر تسپر اُن معجزات کا کچھ اثر نہوا پر اُس کرشمہ پر سارے بنی اسرائیل باوجودیکہ نبی زادے تھے قدیم کے مسلمان تھے نیک بد بھلے بُرے کو پہچانتے تھے لٹو ہوگئے اور ایمان کھو بیٹھے سو مولانا یہان بظاہر یہی نظر آتا ہے سامریان شیعہ کی یہ دہوکا بازے باجتنا کام کرگئی ہے میرے جوابات دندان شکن سے وہ اُمید نہین ہان یہ بھی اُمید نہین کہ علماء شیعہ اگر کچھ حیا ہو تو پھر اسطرف کو مونہہ بھی کرین مولانا ہرچند سوالات مرسلہ دیکھنے مین اٹھائیس ۲۸ ہین پر اہل فہم جانتے ہین کہ وہ حقیقت مین ایک سوال ہے مطلب سب کا فقط اور صحابہ کی مذمت اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بڑائی ہے اور اسکی ویسی مثل ہے جیسے کسی حجام نے کہا تہا اُستا حجام نائی مین اور میرا بھائی گھوڑا اور گھوڑے کا بچھیرا غلام کو آپ جانتے ہین سو جیسے اہل فہم کے نزدیک حجام کی یہ جعلسازی ایسی نہین کہ اُسپر کان رکھئے ایسے ہی اہل عقل کے نزدیک شیعونکی یہ دہوکے بازی اس قابل نہین کہ فریب کہائیے پر کیا کیجئے عقل بہت دن ہوئے اُٹھہ گئی کوئی کوئی صاحب عقل نظر نظر آتا ہے ناچار بپاس خاطر ابناء روزگار اول ایک جواب اجمالی معروض ہے بعد ازان تفصیل وار

ہو ہر سوال کا جواب عرض کرونگا آپ تو سمجھ ہی گئی ہونگی کہ جواب اجمالی کسکے لئے ہے اور جواب تفصیلی کس کے لئے پر مین بھی اورون کے جتانے کے لئے بتائے جاتا ہون - مخدوم من جواب اجمالی تو فقط اہل عقل اور انصاف کے لئے ہے جنکی بصیرۃ دانش تیز اور سینہ صاف ہے اُن کے حق مین ان اٹھائیس سُنارون کی کھٹ کھٹ کے سامنے وہ اجمال ایسا ہوگا انشاء اللہ جیسے لُہار کی ایک اور جوابات تفصیلی اُنکے لئے ہین جنکو عقل سے بہرہ فہم سے مطلب اب قلم کو بہت تھام تھام کر مختصر مختصر عرض پرداز ہون - اول جواب اجمالی ہے حاصل ان سب سوالون کا اگرچہ بادی النظر مین جُدا جُدا معلوم ہوتا ہے بلکہ سادہ لوح تو یون سمجھتے ہونگے کہ یون ہی اتفاقی باتین ہین لیکن موافق مصرعہ مشہور - ہم خوب سمجھتے ہین تیری بھید کی باتین - سوالات مذکورہ کا مطلب ہم سے پوچھئے سائل کو نہ حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلب ہے نہ کسیکی اجماع سے غرض اُسکو اپنے مطلب سے مطلب ہے غرض اصلی اُسکی فقط یہ ہے کہ مستحق خلافۃ فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور لوگ زبردستی خلیفہ بن بیٹھے اُن پر ظلم کیا اور اس ظلم کا بار اپنی گردن پر لیا باا این ہمہ وہ لوگ خطاوار گنہگار منافق بیدین بدآئین بیوفا سراپا دغا دل کے نامرد نیت کے خراب تھے اگر بالفرض والتقدیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے اور کسیکا خلیفہ ہونا جائز بھی ہوتا تو ایسی اوصاف والون کا خلیفہ ہونا تو پھر بھی جائز ہوتا جس نے ان سوالات کو لکھا ہے اُسکی غرض اُسکو تو معلوم ہی ہے پر جس نے غور سے دیکھا ہوگا وہ ہی سمجھ جائیگا کہ مطلب اصلی یہی ہے اور سب باتین ہین - اب ہماری بھی سنئے سائل نے کچھ صراحۃً کچھ کنایۃً اصحاب کرام حضرۃ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً اصحاب ثلثہ پر اعتراض کئے اور پھر اُن مین کوئی دلیل ایسی نہین کہ جو کلام اللہ سے ماخوذ ہو بلکہ فقط چند شبہہ ہین جنکا جواب عاقل کو تو بے تامل اور کم عقل کو تھوڑے سے تامل کے بعد معلوم ہو جاتا ہے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریفین عموماً اور خصوصاً کلام اللہ مین اتنی ہین کہ گننے تو اٹھائیس سوالون سے زیادہ ہونگی سکی تو گنجائش نہین پر بمقدار عدد چار یار چار آتین - شائقون کے لئے منقول ہین اول تو والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجري تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ اول ... سبقت کرنیوالے اور انصار اور جن لوگون نے انکی خوبی اور احسان سے پیروی کی

اللہ اُنسے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اُسی سے تیار کر رکھین ہین اُن کے لئے جنتین جنکے نیچے سے بہتی ہین نہرین ہمیشہ ہمیشہ وہ اُس مین رہین گے یہہ بڑی مراد ہے ۞ اب دیکھئے اللہ تو بشہادت آیہ مسطورہ اُنسے ایسا راضی ہوا کہ خدا اُسکا نیاز روان حصہ ہے اوروں کے نصیب کرے پر سایل اور حضرات شیعہ تسپر راضی نہین کہئے یہ وہی مرغ کی ایک ٹانگ ہے کہ نہین۔ **دوسرے** آیۃ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم اس آیۃ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑ کر ہجرۃ کر آئے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا وہ لوگ سب مین بڑے درجہ والے ہین اللہ کے نزدیک اور اصل مراد کو وہی پہونچے ہین بشارت دیتا ہے اُنکو اُنکا رب اپنی رحمت کے اور اپنی رضامندی کی اور ایسی جنتون کی جنمین اُنکے لئے ہمیشہ کی راحت اور نعمت ہے اور پہر وہ اُسمین ہمیشہ رہینگے اس کے بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر اس آیت سے صاف روشن ہے کہ مہاجرین اولین کی برابر اس امت مین کسیکا رتبہ نہین اس مین کوئی ہو امام ہون یا امام زادے پہر تسپر شیعہ بارہ کے بارہ امامون کو اوروں سے افضل بتاتے جاتے ہین اور اسپر بھی بس نہین کرتے تو ارہ لعنۃ بنکر اپنی عاقبت رہی سہی بھی خراب کر لیتے ہین **تیسرے** آیۃ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ترجمہ اُس کا یہ ہے ہماری طرف سے اُن لوگونکو بھی اجازت ہوئی جنسے کفار قتال کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے وہ کون لوگ ہین جنکو بے قصور اُنکے گھرون سے نکالدیا فقط اتنی بات پر کہ وہ یون کیون کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس کے بعد انہین لوگونکی تعریف مین فرماتے ہین۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر یعنے وہ لوگ ایسے ہین کہ اگر ہم اُنکو زمین کا بادشاہ بنائین تو وہ اوروں کی طرح عیش و عشرت مین نگذارین گے بلکہ نماز کو قایم کرین گے زکواۃ دین کے نیک باتون کا حکم کرینگے بُری باتون سے منع کرین گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کامل مکمل اور ہادی مہدی ہین بذات خود تو ایسے کہ عبادات

عبادات بدنی اور مالی دونون مین پورے ادا کرنیکے لئے ہادی ایسے کہ بہلے کام سے چوکنے ندین اور
برے کام کے پاس پھٹکنے ندین دیکھئے خدا تو مہاجرین کی نسبت علی العلوم لیاقت خلافت کی گواہی
دے پر حضرات شیعہ کی کچہری مین خدا کی بہی نہین سنتے یہ بہی اندہیر نہین تو پہر کب ہوگا خلافت اور
امامت بجز اسبات کے کہ آپ بذات خود خلیفہ اچہا ہو اور رعیت کا ہادی اور کیا ہوتا ہے بنی کا یہی کام
ہے خلیفہ اور امام کا کام کیون نہوگا ورنہ پہر نیابت کے کیا معنی **چوتھے** مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
اس کا حاصل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور اُنکے ساتھی اور ساتھہ والے
کافرون پر سخت آپس مین رحمدل جب دیکھئے رکوع مین جہکی ہوئی سجدہ مین پڑے ہوئے کا ہیکی لئے
اللہ کا فضل اور اسکی رضا کی طلب رکہتے ہین اس آیت کو دیکھئے تو صحابہ کے ایمان کی جُدی تعریف
نیتون کی جدی تعریف اعمال کی جدی تعریف کرتے ہین بشہادۃ احادیث ایمان تو اس سے زیادہ
نہین کہ خدا کے دوست اپنے دوست ہوجائین اور خدا کے دشمن اپنے دشمن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین من احب اللہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع فقد استکمل ایمانہ
یعنے جس نے کسیسے خدا واسطے محبت کی اور خدا ہی کے واسطے بغض رکہا اور خدا ہی واسطے دیا
اور خدا ہی واسطے ہاتہہ کہینچ لیا اُسنے بیشک اپنا ایمان کامل کرلیا سو کوئی صاحب انصاف کرکے فرمائین
کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا یہی خلاصہ ہے یا نہین پہر نیت اس سے بڑہکر متصور نہین کہ
طالب رضا ہو عمل اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ شب و روز نماز ہی سے مطلب ہے اسپر بہی حضرات
شیعہ کو پسند نہ آئین تو یہ معنی ہوئی کہ جو سب مین بڑا کافر اور بڑا ریاکار رنڈی باز شراب خوار
ہو وہ قابل خلافت اور امامت ہے ان آیتونکے بعد یہہ عرض ہے کہ صحابہ نے جو کچہہ کیا بجا کیا یا بیجا
ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا پہر حضرت عمر کو پہر حضرت عثمان کو پہر حضرت علی کو اگر یہ ترتیب حسب مرضی شیعہ
تو نہہا ورنہ یہ معنی ہوئیکہ صحابہ نے ظلم کیا دین محمدی مین رخنہ ڈالا جنسے ہدایت متصور تھی اُنکو دم
مارنے دیا جنہون نے نیا دین بنا آئین کردیا وہ مسند خلافت دبا بیٹھے باقی اُنکے معین اور مددگار
ہوگئے اور چہوٹے سے لیکر بڑے تک عاقل سے لیکر دیوانہ تک یہ بات جانتے ہین کہ جیسے ہدایت کی برابر
کوئی عبادت نہین اسیوجہ سے انبیا سب مین بڑہکر رہے ایسے ہی گمراہ کردینے کی برابر کوئی گناہ نہین

اسی لئے شیطان کو یہہ منصب سپرد ہوا سو در صورتیکہ ترتیب معلوم غلط اور خلفاء ثلثہ ظالم اور بیدین ہون اور باقی صحابہ اُنکے مددگار تو یہ معنی ہون کہ نعوذ باللہ خدا نے اخوان الشیطن کی اتنی تعریف کے جو اولیاء کو بھی نصیب نہین اب حضرات شیعہ کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ خدا کے قول و قرار کا اعتبار ہے یا بھول چوک تقیہ کا احتمال ہے اگر خدا کو خدا اور کلام اللہ کو کلام اللہ سمجھتے ہو تو ایمان لاؤ اور شیطان کے وسوسون پر نجاؤ ورنہ اپنا کہین اور ٹھکانا بناؤ صاحبو بندہ نے کلام اللہ کا حوالہ دیا ہے کسی پنڈت کی پوتھی کا اشلوک نہین پڑہا ہے تسپر اگر بوجہ وساوس معلومہ تردد ہے تو ہم جانین خدا کا بھی اعتبار نہین پر یون ہے تو ہمین بھی شکایت نہین۔ الغرض سائل کے اعتراض ہمپر نہین خدا پر ہین آگے بھی وہی جواب دے لینگے ہان اگر یہ مطلب ہے کہ کلام اللہ پر ایمان اور صحابہ کے اعتقاد سے سر سے پاتک معمور ہین پر بطور تحقیق عرض سوالات ہے یہ غرض نہین کہ دل کے پھپھولے پھوڑئے اور سوال کے پردہ مین طعنے توڑئے بہت سے سوال لکھہ بھیجے کسی سُنی کو کیا غرض پڑی ہے کہ اپنی اوقات کو خراب کرے گا ان کے سوالون کے جواب مین کتاب کی کتاب لکھے گا تو آپ کی تسکین دو باتون مین ہوئی جاتی ہے سورہ کہف مین سولہوین سپارہ کے شروع مین دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا سفرنامہ مسطور ہے دیکھئے حضرت خضر نے کشتی کو توڑ ڈالا پھر کشتی بھی کسکی جنہون نے بے لئے دئے سوار کیا دریا سے پار کیا کیا یہ بھی کوئی قصور ہے کہ بیوجہ اُنکی کشتی توڑ ڈالی اب آگے چلئے آگے بڑہے تو کیا کیا ایک بیگناہ نابالغ لڑکے کو ذبح کر ڈالا گناہ نہین قصور نہین کسیکا خوبصورت بچا یا کھیل ہی رہا تہا یا سر کہین ہے دہڑ کہین ہے دیکھئے یہ افعال حضرت خضر جسمین سرمو شایبہ گناہ نہ تہا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کی سمجھہ مین نہ آئی عقل کیسی کچھہ نور نبوت کسقدر تسپر حضرت خضر کے پاس گئے تو خدا کی تعریف کے بعد گئے مگر با این ہمہ صواب کو خطا اور فعل نیک کو گناہ ہی سمجھے جب حضرت خضر نے بتلایا تو جانا کہ کشتی کا توڑ ڈالنا ہی کشتی والون کے حق مین اچھا تہا ورنہ پیچھے سے کشتیونکی پکڑا تھی اگر صحیح سالم دیکھتے تو حاکم کے پیادے کھینچ لیجاتے بیچارے ملاح اپنی روزی سے ہاتہہ دہو بیٹھتے ایسے ہی طفل مقتول اگر جوان ہوتا تو جیسے شیر بھیڑئے سانپ کا بچہ بعد جوانی اپنے ہی اطوار سیکھتا ہے یہ بھی اطوار کفر اختیار کرتا اور ماں باپ کو بھی کافر بنا ڈالتا سو جیسے سانپ شیر بھیڑئے کے بچونکا قبل جوانی ہی مار ڈالنا مناسب ہے ایسے ہی اُس لڑکے کا مار ڈالنا ہی مناسب تہا اس صورت مین گو کسیقدر اُسکے ماں باپ کو رنج فراق کا صدمہ ہوا ہو پر اُن کے حق مین یہ رنج ایسا ہو گیا

جیسے پھوڑے مین نشتر مار کر جراح جب پیپ نکالتا ہے تو تکلیف تو ہوتی ہے پر ہمیشہ ہمیشہ کی تکلیف کی عوض اول تو اس تھوڑی تکلیف پر ٹلتی ہی پھر جب مادہ فاسد نکلتا ہے تو اُسکی جگہ اچھا مادہ پیدا ہوتا ہے اور تولد مادہ فاسد موقوف ہو جاتا ہے ثانی تادم بقا مادہ فاسد البتہ اسید تولد مادہ صالحہ نہین سو یہان بھی بعد مقتول ہو جانے طفل مذکور کے اُسکے مان باپ کو ایک دختر صالحہ ملی جسی ایک نبی پیدا ہوا ہان اگر کلام اللہ کا اعتبار اور خدا کے قول و قرار پر اعتماد ہے تو حضرات صحابہ کے اسیطرح معتقد ہو جائے جیسے خدا کے کہے سُنے سے اپنی سمجھ کو ایک طرف طاق مین دھر حضرت خضر کے معتقد ہوئے تمہین کہو اگر خداوند کریم حضرت خضر کی ان باتون کی ہندی کی چندی نہ بتلا دیتا تو پھر حضرت خضر سے زیادہ بُرا کون تھا پھر جب خدا کا اتنا اعتقاد ہے کہ حضرت خضر کے ایسے ایسے فعلون کو معتقد ہوئے تو صحابہ محمدی کے تو اس سے زیادہ ہی ہونا چاہئے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسمین تعریف اُنکی خوبی حضرت ہی کا فیض صحبت سمجھا جائیگا ورنہ تمہین کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کیا کہیگا عجب صاحب تاثیر تھے جنسے ساری عمر پانچ چار سے زیادہ مسلمان نہوئے اور ہوئے بھی تو ایسے دنیادار کہ خدا پناہ مین رکھے دوسرے خدا کی بات بھی نہی رہے گی ورنہ آپ کی ان عیب چینیوں سے خدا کا بھی اعتبار نعوذ باللہ نہ رہیگا اور کیا رہا ہے خدا نے حضرت خضر کی تعریف مین فقط اتنا فرمایا ہے۔ عبداً من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما جسکا حاصل فقط یہہ ہی کہ ایک بندہ تھا ہمارے بندون مین سے جسے ہمنے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے ہا ںسے علم تعلیم کیا تھا سو انصاف کر کے تمہین فرماؤ کہ صحابہ کی اُن تعریفون سے جو اوپر مذکور ہوئین ان دو باتون کو کیا نسبت پھر اگر اپنی غلط فہمی سے عار لگتی ہے تو اول تو تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ نہین وہ کچھہ کا کچھہ سمجھہ گئے اگر تم اُلٹا سمجھہ گئے ہو تو کیا قیامت ہے تیسر اگر تسکین نہو تو خدا کے اعتبار کے بہروسے اُنہین روایات کی تکذیب کرے جنسے خطائے صحابہ سمجھہ مین آتی ہے اون روایات کی بہروسے خدا کی تکذیب تو کچھہ ثواب کا کام نہین یہانتک تو جواب اجمالی تھا اور اہل انصاف کو اسکے بعد انشاء اللہ اور کسی بات کی جانب پہلی تنگ ہے ہان کج فہمان ناانصاف کا جواب جنکی بات وہی مرغی کی ایک ٹانگ ہو ہم سے نہین دیا جاتا موافق مثل مشہور گوہ کی دارو موت خوارج سے اپنی تسکین فرمائین ہم کسکو بھلا کہین کسکے بُرا اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام ہمارے حق مین تو دونو مثل چشم

طفل مذکور نہ مارا جاتا اگر بڑا ہو کر ... کی صورت مین ... حضرات شیعہ کو [illegible]

و گوش قابل اتباع ہین انکی محبت انکا اعتقاد ایمان کے لئے ایسے ہین جیسے جانور کے اوپر اوڑے تو دونون سے اوڑے اور ایک بھی نہو تو گر پڑے۔ صاحبو حضرات شیعہ اور اہل سنت کا مقابلہ ایسا ہے جیسا نصاریٰ اور اہل اسلام کا مقابلہ ہم تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے معتقد ایسے ہی حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت موسیٰ کی نبوۃ کے مقرا نہین برا کہہ سکین نہ انکو پر نصاریٰ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گستاخیان کر کر اپنے اعمالناموں کے درستی کرلیتے ہین ایسی ہی اہل سنت کو تو ایک دا ایک زیادہ سبھی کے غلام سبھی کے ثناخوان پر شیعے حضرات صحابہ کی نسبت وہی عمل کرتے ہین جو ... نصاریٰ بہ نسبت حضرت خیر البشر صلعم اب یہانسے جوابات تفصیلی بترتیب سوالات لکھتا ہون۔

سوال از جانب شیعہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے کوئی حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا یا نہین ؟

جواب

حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے لئے حکم خدا تعالی اور حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہوئے پر فہم کی ضرورت ہے ورنہ کج فہمی ہے تو انکے جواب کے لئے یہ شعر مثنوی کی مرقوم ہے شعر چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست ؛ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست ؛ خدا کا حوالہ مطلوب ہے تو لیجئے خلافت کے لئے افضل ہونا افضل ہے۔ میا نجیو کا خلیفہ بھی وہی ہوتا ہے جو اسکا شاگرد رشید ہوتا ہے۔ نبی کے خلیفہ ہین یہ بات بدرجۂ اولے چاہئے اور میانجیو اور نزکدن کی مثال کی اسلئے ضرورۃ ہوئی کہ حضرات شیعہ کی عقل لڑکوں سے کچھ کم نہین شاید اگر یہ ہین تو مکتب کی بات سمجھ جاوئین بہرحال خلیفہ کا افضل ہونا افضل ہے سو حضرت ابو بکر صدیق کا افضل ہونا دو طرح سے ثابت ہے اور تنگی وقت اور تقاضاء جواب نہوتا تو شاید ہم اور بھی عرض کرتے پر اب دو ہی باتو نپر ٹالتے ہین ایک تو یہ کہ بشہادۃ آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سب مین افضل وہ ہے جو سب مین زیادہ متقی ہو پھر سورہ واللیل مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین آپ ہی ارشاد فرماتے ہین وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی جسکے یہ معنے ہین کہ بچایا جاوے گا بھڑکتی ہوئی اگ سے وہ شخص جو سب مین زیادہ متقی ہے کون جو اپنے مال کو پاک ہونے کے لئے دیتا ہے کسیکے احسان کا بدلا نہین یعنی حضرت بلال کا آزاد کرنا محض للہ ہے اللہ خدا کے لئے ہے حضرت بلال کے کسی احسان کا بدلا نہین تطویل سے ڈرتا ہون ورنہ مین بہت کچھ اس مین

انشاء اللہ آپ کی خدمت مین عرض کرتا پر کیا کرون ادہر موانع ادہر آپ) فقط اتنا ہی پوچھتے ہین کہ
کہ کوئی حدیث ہو تو بتلا دو سو ہمنے آیت تبلائی ہان یہ بات باقی رہی کہ یہ آیت اُنکی شان مین ہے کہ نہین
سو اسکی تصدیق کے لئے ساری تفسیرین موجود ہین اور بھی نہین تو بیضاوی یا تفسیر عزیزی منگا دیکھئے
باقی آپنے یہ تخصیص ہی نہین کی کہ حدیث ہو تو کنکی ہو اور ظاہر بھی ہے آپ ایسے دیوانے نہ تھے جو تخصیص
کرتے حضرت صدیق کے فضائل اگر ہونگے تو سنیون ہی کی کتابون مین ہونگے اور یہ نہین تو پہر آپ ہی
فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ہندون کی پوتہیون اور یہود و نصاری کی کتابون سے
کیونکر نکالئے گا یہ بسط و تفصیل کہان ہے علی ہذا القیاس فضائل مرتضوی بہی سنیون اور شیعون کے
اور کسکے پاس ہین دوسری آیت جو صدیق اکبر کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے الا تنصروہ فقد
نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ
وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا
حاصل یہ ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کی مدد نکروگے تو کیا ہوگا اللہ تعالی نے ایسے وقت اسکی مدد کی ہے جبوقت
اُسکو کافرون نے نکال دیا تہا جس حال مین کہ ایک وہ تہا اور ایک اُسکے ساتھ ہین فقط اور تہا جبکہ
دونون غار مین تھے جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تہا تو غمگین مت ہو اللہ ہم دونون کے ساتھ ہے پھر
اللہ نے اپنی تسلی اُسپر نازل فرمائی اور ایسے لشکرون سے تائید فرمائی جو تم نے نہین دیکھی اور اللہ نے
کافرون کی بات نیچی کردی اور اللہ کا بول بالا ہے اسمین دیکھئے حقایق دقایق تو بہت ہین پر عرض مختصر
یہ ہے کہ اللہ نے ان اللہ معنا فرمایا ان اللہ معی ومعک نہین فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے پر آنکہین
نہون تو کیا کیجئے کہ جسطرح کی معیت خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اُسیطرح حضرت
ابوبکر صدیق کے ساتھ تھی ہان اگر دو لفظ ہوتے تو یہ بھی احتمال تہا کہ یہ اور قسم ہے وہ اور قسم
اس صورت مین بجز اس کے ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق
کا مقام برابر برابر ہو یا اوپر نیچے بہرحال فاصلہ کی گنجائش نہین سو برابری تو ممکن نہین ہی ہوگا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرحد اسفل اور صدیق اکبر کی سرحد اعلی دونون ملے ہوئے
ہون سو ظاہر ہے کہ اس صورت مین حضرت ابوبکر کا رتبہ اور تینون سے بلند ہوگا یہ دو آیتین تہین
اب حدیث لیجے پر پہلے سُن لیجئے کہ کلام اللہ حدیث مین یہ کہین نہین کہ ماں باپ کے جوتیان مت

مت مارو وہان یہ ہے کہ لا تقل لھما اف و لا تنھرھما یعنے مان باپ کے روبرو اف بھی مت کرو اور جھڑکو بھی
مت مگر عاقل اتنی بات سے سمجھ جاتا ہے کہ جوتیان مارنی بدرجہ اولی منع ہے ہان دیندارن شیعہ بوجہ کم عقلی کچھ
متامل ہون تو ہون مگر ہم جانتے ہین وہ بھی نہونگے ایسا بھی عقل کا قحط پڑ گیا بہرحال ایسا ہی صدیق اکبر کی
خلافت کو بھی سمجھے یعنے قریب وفات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو امام نماز بنایا
ہر عاقل پہچان لیا کہ جو دین کا امام ہو یعنے نماز پڑہاے وہی دنیا کا امام یعنے خلیفہ وقت بھی وہی ہوگا کیونکہ
شیعونکے طور پر تو سواے افضل واشرف کسی اور کا امام بنانا جایز ہی نہین اور سنیونکے نزدیک گو جایز ہے
پر افضل یہ ہے کہ افضل ہو تسپر اس اہتمام سے کہ اور لوگ اور ونکے لئے کہین اور آپ باصرار تمام صدیق ہی
کو نماز پڑہانیکو فرماوین۔ اب حضرات شیعہ انصاف فرماوین مرتے وقت تو عام لوگ بھی خوف خدا کرتے ہین کسیکا
بار اپنی گردن پر نہین لیجاتے اگر حضرت امیر کا حق ہوتا تو اور کوئی دلاتا یا نہ دلاتا پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
اور وہ بھی ایسے وقت مین ضرور انکا حق دلا کر جاتے حضرات شیعہ کچھہ تو انصاف فرماوین جیسے ہو تو نکی نسبت
صاف ممانعت سے یہ زیادہ ہے کہ اف کرنی اور جہڑکی سے منع فرمایا ایسے ہی صاف خلیفہ بنا دینے سے یہ زیادہ ہے
کہ انکو امام عام مقرر کر دیا۔ یہی وجہ ہوئی کہ حضرت علی ہمیشہ انہین کے پیچھے نماز پڑہتے رہے اور اگر بالفرض
یہ آیتین اور یہ حدیث نہوتی تو کیا تہا خلافت کے لئے وحی کی ضرورت نہین فقط اتنی بات دیکھہ لینی ہے
کہ نبی کے شاگردون اور مریدون مین کون زیادہ لایق ہے کیہہ بات معاملات سے ایسی طرح معلوم
ہوجاتی ہے جیسے کسیکا بڑا عالم ہونا یا بڑا حکیم ہونا یا بڑا بہادر ہونا علی ہذا القیاس چونکہ یہ بحث جوابات
سوالات اربعہ مین کسیقدر بسط سے لکھہ چکا ہون اور وہ بھی ساتھہ ہی مرسل ہین تو یہان اتنے ہی پر
اکتفا لازم ہے غرض ایک جواب تو فقط جواب ہی ہوتا ہے اور ایک جواب باصواب جس کے ہر پہلو سے
اطمینان ہو سو امام بنا دینا خلیفہ بنا دینے سے زیادہ ہے علی ہذا القیاس ایک حکم تو فقط حکم ہی ہوتا ہے
اور ایک اصل مطلب سے بڑہ کر کہا کرتے جیسے لا تقل لھما سو یہ نماز کا امام بنا دینا بھی ایسا ہی ہے علاوہ
ازین بخاری شریف مین ایک حدیث ہے اسکو سبکو نہین لکھتا پر بقدر ضرورۃ اُسمین سے ایک جملہ منقول ہے
لقد ھممت او اردۃ ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون
ثم قلت یابی اللہ و یدفع المومنون او یدفع اللہ و یابی المومنون
حاصل معنی یہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین تحقیق ارادہ کیا تہا مین اس بات کا ابو بکر

صدیق اور اُنکے بیٹے کو بلاؤن اور عہد و پیمان کر کرا دون تا کہ کل کو بولنے والے ن کو کچھہ گنجایش نرہے اور کسی تمنا والیکو تمنا نہو پھر بیٹے کہا اللہ اور اہل ایمان دونون سوائے ابو بکر کے اور کیسکی رواداری نہونگے اور بخاری اور مسلم مین اس حدیث کی دوسری روایت مین بجائے لفظ اعہد الخ اکتبت کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمنی ویقول قائل الخ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برخلاف ابو بکر صدیق کا لکھنا منظور تہا پر یون سمجھکر کہ نہ خدا کو اور کوئی پسند آئیگا نہ مسلمانونکو آپ چپ ہو رہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ جسروز آپ نے قلم دواۃ منگایا اور بزعم شیعہ حضرت عمر مانع ائی کتابت خلافت صدیقی منظور تھی پھر بجانے شیعہ کیون برا مانتے ہین اگر شکایت ہو تو سنیان صدیقی کو ہو شیعون کو حضرت عمر کی داد دینی چاہیئے کہ دامادی سے پہلے ہی حق مرتضوی ادا کیا باقی اس کا جواب کہ حضرت نے منع کیا ہے یا نہین اور بجا کیا یا بیجا آگے آتا ہے یہان فقط اسقدر قابل عرض ہے کہ یہ فرمانا کہ مین لکھدیتا پر کچھہ حاجت نہ دیکھے خلیفہ کر دینا ہے یا نہین دوسری حدیث بھی بخاری اور مسلم ہی کی لیجئے عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ فکلمتہ فی شی فامرھا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ ارئیت ان جئت ولم اجدک کانھا تریدالموت قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر حاصل معنی یہ ہین کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور کسی بات مین آپ سے کچھہ عرض کی آپ نے فرمایا پھر آنا اُسنے عرض کیا اگر آپ کو نہ پاؤن یعنے آپکا انتقال ہو جائے آپنے فرمایا ابو بکر کے پاس آنا۔ اب آپ ہی فرمائے۔ یہ خلیفہ بنا دینے سے زیادہ ہے یا نہین غرض اسی قسم کے امور بہت ہین جو آپ کی خلافت پر دلالت کرتے ہین اور وقت استخلاف صدیق اکبر صحابہ کو ملحوظ رہے شوق ہو تو کتاب ازالۃ الخفا کو ملاحظہ فرمائین۔

جواب مولوی عبد اللہ صاحب

بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہین کہ جنسے صراحۃً اور کنایۃً خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واضح اظہر من الشمس ہے اس کا انکار بعینہ دوپہر کے وقت آفتاب کا انکار ہے چنانچہ اُسمین سے چند احادیث مذکور ہوتے ہین حالانکہ بعض خاص امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہین بہ نظر منصفانہ دیکھہ کہ تصدیق خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کیجئے ۞ اخرج ابن سعد عن الحسن قال قال علی رضی اللہ عنہ لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرنا فی امرنا فوجدنا النبی صلے

اللہ علیہ وسلم قد قدم ابابکر فی الصلوٰۃ فرضینا لدنیانا عن من رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ لدیننا
فقدمنا ابابکر **ترجمہ** تخریج کی ہے یہ حدیث ابن سعد نے حسن سے کہا حسن نے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے کہ دیکھا ہم نے اپنے امر میں اور پایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ تحقیق مقدم کیا ابوبکر کو نماز پڑھانے میں
پس راضی ہوگئے ہم دنیاوی امور میں اس شخص سے کہ جس سے حضرت راضی ہوئے امر دین میں پس
مقدم کیا ہم نے ابوبکر کو **دیگر** وقال البخاری فی تاریخہ روی ابن جمہان عن سفینۃ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر وعثمان ہؤلاء الخلفاء بعدی **ترجمہ** اور کہا بخاری نے اپنی تاریخ میں کہ
روایت کی ابن جمہان نے سفینہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم
کے واسطے کہ یہ خلیفہ ہیں میرے پیچھے **دیگر** الحدیث المذکور اخرجہ ابن حبان قال حدثنا ابو یعلی حدثنا
یحیی الحمانی حدثنا حشرج عن سعید بن جمہان عن سفینۃ لما بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المسجد وضع فی البناء حجرا وقال لابی بکر ضع حجرک الی جنب حجری ثم قال لعمر ضع حجرک الی جنب
حجر ابی بکر ثم قال لعثمان ضع حجرک الی جنب حجر عمر ثم قال ہؤلاء الخلفاء بعدی **ترجمہ** اور حدیث
مذکور خارج کی ہے ابن حبان نے کہا حدیث کی ابو یعلی نے حدیث کی یحیی الحمانی نے حدیث کی سعد بن
جمہان روایۃ ہے سفینہ سے ہر گاہ مسجد بنائی رسول صلعم نے رکہا ایک پتھر اسکی بنیاد میں اور حضرت
ابوبکر سے کہا کہ میرے پتھر کی برابر میں تم پتھر رکھو حضرت عمر سے کہا ابوبکر کے پتھر کی برابر تم اپنا پتھر رکھو
پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم عمر کے پتھر کی برابر اپنا پتھر رکھو پھر فرمایا کہ یہ میرے پیچھے خلیفہ ہیں
دیگر قال ابو زرعۃ اسنادہ لا باس بہ وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک وصححہ البیہقی
فی الدلائل وغیرہما **ترجمہ** کہا ابو زرعہ نے اس حدیث کی اسناد میں کچھ نقصان نہیں اور لایا ہے اسکو
حاکم مستدرک میں اور صحیح کہا ہے اسکو بیہقی نے دلائل وغیرہ میں علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المہدیین من بعدی اخرجہ الحاکم من حدیث عرباض بن ساریۃ
ترجمہ لازم پکڑو طریقے میرے کو اور طریقہ خلفاء راشدین مہدیین کو میرے بعد تخریج کی ہے حاکم نے
حدیث عرباض ساریہ سے **فائدہ** اس میں سوچنا چاہیے کہ حضرت نے بلا تعیین کسی شخص کے خلفاء
من بعدی کی اتباع کا حکم فرمایا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو خلفاء بعد وفات ہونگے راشدین
اور مہدیین ہوں گے من اتبع فاہتدی ومن خالف غوی **دیگر** اخرج الترمذی والحاکم

من حديث سلمة بن كهيل عن ابی الزعراء عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم اقتدوا
باللذين من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر واهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن مسعود ترجمہ اتباع کرو تم انکا جو میرے بعد ہین یعنے
ابو بکر و عمر کا و بیگر روی البخاری عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلعم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان وزاد الطبرانی فی الکبیر فیعلم بذلک النبی صلعم ولا ینکره
واخرج ابن عساکر عن ابن عمر قال کنا وفینا رسول اللہ صلعم نفضل ابا بکر و
عمر و عثمان واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال کنا معاشر اصحاب
رسول اللہ صلعم ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبیها
ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نسکت واخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ
قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول صلعم فقال ابو بکر اما انک
ان قلت ذلک فلقد سمعته یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج
البخاری عن محمد بن علی بن ابی طالب قال قلت لابی ای الناس خیر بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول
ثم عثمان قلت ثم انت قال وما انا الا رجل من المسلمین ترجمہ بخاری نے
ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت کے زمانہ مین ہم آدمیون مین سے چھانٹتے تھے سو چھانٹتے تھے ابو بکر
کو پھر عمر کو پھر عثمان کو اور زیادہ کیا طبرانی نے کبیر مین کہ جانتے تھے اس بات کو نبی صلعم اور انکار نہین
فرماتے تھے اور روایت بیان کی ابن عساکر نے ابن عمر سے کہا کہ جس زمانہ مین رسول صلعم ہم مین
موجود تھے ہم فضیلت بیان کرتے تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی اور روایت
کی ابن عساکر نے ابی ہریرہ سے کہا ہم لوگ جماعت اصحاب رسول اللہ صلعم جسوقت مین کہ بہت تھے
کہتے تھے افضل اس امت کے بعد نبی اس امت کے ابو بکر ہین پھر عمر پھر عثمان پھر سکوت کرتے تھے
اور روایت کی ترمذی نے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہا عمر ابو بکر کے تئے اے بہتر آدمیونکے بعد رسول
اللہ صلعم کے اسپر ابو بکر نے کہا سنو اگر تم یہ کہتے ہو تو مینے بھی حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے تھے
طلوع نہین ہوا آفتاب کسی شخص پر کہ عمر سے بہتر ہو اور روایت کی بخاری نے محمد بن علی بن ابی
طالب سے کہا محمد بن علی نے کہ مین نے اپنے باپ سے یہ کہا کون آدمی بہتر ہے بعد رسول اللہ صلعم

کے کہا ابو بکر بیٹے کہا پھر کون کہا عمر اور مین اس سے ڈرا کہ یون کہین پھر عثمان بیٹے کہا پھر تم کہا مین تو ایسا ہی ہون جیسے ایک اور شخص مسلمانون مین سے ہو دیگر واخرج احمد وغیرہ عن علی قال خیر هذہ الامۃ بعد نبیها ابو بکر و عمر قال الذهبی هذا متواتر هذا متواتر عن علی فلعن اللہ الروافضۃ ما اجهلهم ترجمہ اور روایۃ کی احمد وغیرہ نے حضرت علی سے کہا حضرت علی نے بہتر اس امت کا بعد نبی کے ابو بکر ہے اور عمر ذہبی نے کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی سے متواتر ہے متواتر ہے سو اللہ را فضیونکو لعنت کرے کیسے جاہل ہین دیگر اخرج الترمذی والحاکم عن عمر بن الخطاب قال ابو بکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ اور روایت کی ترمذی نے اور حاکم نے عمر بن خطاب سے کہا انہون نے ابو بکر سردار ہمارے ہین اور بہتر ہمارے ہین اور ہم سب مین رسول اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہین فائدہ غور کی جگہ ہے کہ انکی تعریف انکے ہمچشم و ہمعصر کیسی کرتے ہین۔ دیگر واخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن ابی لیلی ان عمر صعد المنبر ثم قال الا ان افضل هذہ الامۃ بعد نبیها ابو بکر فمن قال غیر هذا فهو مفتر علیہ ما علی المفتری ترجمہ روایت کی ابن عساکر نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہ عمر منبر پر چڑھے پھر فرمایا ای لوگو سنو بیشک افضل اس امت کے بعد حضرت کے ابو بکر ہین سو جو شخص اس بات کے برخلاف کہے اسکی وہ سزا ہے جو بہتان باندھنے والیکی سزا ہو۔ دیگر اخرج ابو القاسم الطلحی فی کتاب السنۃ لہ من طریق سعید بن عمرو بن عن منصور عن ابراهیم عن علقمۃ قال بلغ علیا ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال ایها الناس انہ بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر و لو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد هذا الیوم یقول هذا فهو مفتر علیہ حد المفتری قال ان خیر هذہ الامۃ بعد نبیها ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال و فی المجلس الحسن بن علی فقال و اللہ لو سمی ثالث سمی عثمان فائدہ افسوس کی بات ہے کہ حضرات شیعہ حضرت امیر المومنین کے زمانہ مین نہوئے جو انکے ہی ہاتھ سے سوا دبی شیخین کا مزا پاتے دیگر واخرج عبد الرحمن بن حمید فی مسندہ و ابو نعیم وغیرهما من طرق عن ابی الدرداء ان رسول

پھربھی نہین شرماتا خیر کیا ڈر ہے المرء یقیس علے نفسہ اگر کوئی بیوقوف اندھا دنکو رات تبلائے تو اسکا کیا علاج ہے **دیگر** اخرج ابن عساکر عن کعب قال کان اسلام ابی بکر الصدیق سببہ بالوحی من السماء وذلک انہ کان تاجرا بالشام فرای رویا فقصہا علی بحیرا الراھب فقال لہ من این انت قال مکۃ قال من ایہا قال من قریش قال فایش انت قال تاجر قال صدق اللہ رویاک فانہ یبعث نبی من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد موتہ فاسرھا ابوبکر حتی بعث النبی صلعم فجاءہ فقال یا محمد ما الدلیل علی ما تدعی قال الرویا التی رایت بالشام فعانقہ وقبل بین عینیہ وقال اشھد انک رسول اللہ **ترجمہ** ابن عساکر نے کعب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر کے اسلام کا باعث وحی آسمانی تھی اور قصۂ اسلام یہہ ہے کہ حضرت ابوبکر شام کی ملک مین سوداگری کرتے تھے آپنے ایک خواب دیکھے اُسکو بحیرا راہب سے بیان کیا اُسنے کہا تو کہانکا رہنے والا ہے اُنھون نے جواب دیا مکہ کا اُسنے کہا کونسے قبیلہ سے ہے اُنہون نے کہا قریش مین سے اُسنے پوچھا کیا کام کرتا ہے اُنہون نے کہا کہ سوداگر ہون اُس راہبنے کہا اللہ تعالے نے تیرا خواب سچا کرے اللہ تعالی تیرے قوم مین سے ایک نبی بھیجیگا تو اُس کا اُسکی زندگی مین وزیر ہوگا اور بعد اُسکے وفات کے خلیفہ ہوگا۔ اس باتکو حضرت ابوبکر نے پوشیدہ رکھا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے سو حضرت کی خدمتمین آئے اور یہہ کہا اے محمد صلعم آپ کے دعوے پر کیا دلیل ہے فرمایا وہی خواب جو ملک شام مین تونے دیکھا تھا یہہ سُنتے ہی حضرت کو گلے لگایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہین **فائدہ** خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ کتنے پیشتر حضرت کی تبلیغ رسالت کے حضرت ابوبکر کو بشارت وزارت وخلافت کی ملگئی **دیگر** واخرج الحاکم عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول صلی اللہ علیہ الی من ندفع زکوتنا اذ حدث ثلک حدث فقال ادفعوھا الی ابی بکر فقلت ذلک لھم قال قالوا ان حدث بابی بکر حدث الموت فالی من ندفع زکوتنا فقلت لہ قال ادفعوھا تدفعوھا الی عمر قالوا فالی من ندفعھا بعد عمر فقلت لہ قال ادفعوھا الی عثمان **ترجمہ** امد روایت کی حاکم نے حضرت انس بن مالک سے کہا بھیجا مجکو بنی المصطلق نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین کہ ہم زکوٰۃ کسکو دین جب آپکو کوئی حادثہ پیش آئی آپ نے فرمایا ابوبکر کو دو سو یہ سنتے ہی جاکر مصطفٰے سے

کھدیا انس کہتے ہین اُنہون نے کہا کہ یہہ حضرت سے پوچھہ کہ اگر ابو بکر کو حادثہ موت پیش آے تو کسکو دینا ہوگا وہ
دین سو مینے حضرت سے جا کر عرض کیا آپنے فرمایا عمر کو دو اُنہون نے کہا بعد حضرت عمر کے کسکو دین سینے
حضرت سے یہ جا کر کہا آپنے فرمایا عثمان کو دو **دیگر** عن سهل بن ابی حثمة قال بایع اعرابی النبی صلی الله
علیه وسلم فقال علی للاعرابی ائت النبی صلی الله علیه وسلم فاسئله ان اتی علیه اجله من یقضیه
فاتی الاعرابی النبی صلی الله علیه وسلم فسئله فقال یقضیک ابوبکر فخرج الی علی فاخبره
فقال ارجع واسئله ان اتی علی ابی بکر اجله من یقضیک فاتی الاعرابی النبی صلی
الله علیه وسلم فسأله فقال یقضیک عمر فخرج الی علی فاخبره فقال ارجع فاسئله من بعد عمر
فقال یقضیک عثمان فقال علی الاعرابی ائت النبی صلعم فاسئله ان اتی علی عثمان اجله من یقضیه
فقال النبی صلعم اذا اتی علی ابی بکر اجله وعمر اجله وعثمان اجله فان استطعت ان تموت فمت
ترجمہ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہا ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ کیا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے اعرابی سے کہا کہ حضرت کے پاس جا اور یہ پوچھہ کہ اگر آپ کی وفات شریف ہو جاے
تو ادا کون کریگا اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا آپنے فرمایا ادا انکو ابو بکر کرینگے
وہ اعرابی حضرت علی کے پاس آیا اور اُنکو خبر دی آپ نے فرمایا پھر جا اور پوچھہ کہ اگر ابو بکر کا بھی انتقال
ہو جائے تو کون ادا کریگا اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور پوچھا آپ نے فرمایا ادا انکو عمر
کرینگے پھر حضرت علی کے پاس آیا اور اُنکو خبر دی حضرت علی نے کہا پھر جا اور پوچھہ کہ بعد حضرت عمر کے
کون ہے آپ نے فرمایا عثمان ادا کریگا حضرت علی نے اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
جا اور پھر پوچھہ کہ اگر عثمان کی وفات ہو جائے تو کون ادا کریگا اسپر حضرت نے فرمایا کہ جب ابو بکر کی
موت آجائے اور عمر کا انتقال ہو جائے اور عثمان دُنیا سے رحلت کر جائے اگر تو مرنیکی طاقت رکھتا ہے
تو تو بھی مر رہ **فائدہ** حضرات شیعہ خواہ مخواہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے
اپنی جان کیون تباہ کرتے ہین اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت سے منکر ہو کر کیون روسیاہ بنتے ہین حضرت
امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو خود اُن سے پہلے اپنی خلافت کا خیال تہا جو اُس دیہاتی کو بار بار بھیجکر
خلفاء ثلاثہ کی خلافت ثابت کرائی اور خیال خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسواسطے ہو کیونکہ ایسی
قرابت قریبہ اور خصوصیتہ خاصہ یعنے ازدواج حضرت فاطمہ زہرا کا اور دوسرے کو کب حاصل تہا

پر اُنہون نے جو خلفاء ثلاثہ کے وقت مین دعوی خلافت نکیا تو کچہہ تو سوچا ہی ہو گا اور حیلہ تقیہ حسب
ظنون شیعہ کے ہم گوز شتر جانتے ہین اول تو اسدیتہ کے خلاف دوسرے بمقابلہ حضرت امیر معاویہ اور
خوارج کے کیون تقیہ نکیا حتی کہ شہید ہو گئے اور کون سا وقت تقیہ کا ہو گا اور جن لوگون نے مقابلہ
امیر معاویہ کے امیرالمؤمنین کا ساتہہ دیا وہ ہی بمقابلہ خلفاء ثلثہ کے بھی ساتہہ دیتے اور یہ تقیہ کی بات
ایسی مزخرفات ہے کہ ذرا ہی پاؤن نہین چلتے حضرت حسین کے معاملہ مین کیا کہین گے نعوذ باللہ منہا
کیا دونونسے ترک فرض عین ہوا ایک بات ہم اور یہ کہتے ہین کہ حضرت امیرالمومنین اپنی خلافت مین
خطبہ پڑہتے ہوئے خلفاء ثلثہ کی تعریف اور فضایل بیان فرمایا کرتے تھے اگر وہ بھی تقیہ سے تہا تو ہم پوچہتے
ہین کہ امیرالمنین کیسے شیر خدا تھے کہ بعد انتقال سالہاء سال کے بھی خلفاء کے خوف سے اُنکی تعریف
کرتے تھے افسوس کہ شیر خدا ہوکر مُردون سے خایف ہو علی ابن ابی طالب تو ایسے بزدل و نامرد نہ تھے
کوئی اور علی ہونگے کہ جنکے یہ شیعہ تبع ہوئے ہین اور اُنکی نسبت ایسی ایسی نامردیان بیان کرتے ہین
اور اگر بالفرض والتقدیر اُنکے معتقد علی بن ابی طالب ہی ہین تو یہ امور اُنکی طرف نسبت کرنے صرف
انکی حماقت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے دانا دشمن بہ از نادان دوست مگر انکا بھی کیا قصور ہے
الاناء یرشح بما فیہ جیسے خود ہین ویسی ہین باتین کرتے ہین۔ دیگر وعن جبیر بن مطعم ان امرءۃ
اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمتہ فی شی فامرھا ان ترجع قالت فان لم اجدک کانھا
تقول الموت قال ان لم تجدینی فاتی ابا بکر اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی
وابوداؤد وابن ماجہ * ترجمہ اور جبیر بن مطعم سے روایت
ہے کہ ایک عورت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کسی امر مین آپ سے گفتگو کی لیئے اُسکو فرمایا
کہ پھر آنا اُسنے کہا اگر مین آپکو نہ پاؤن گویا یون کہتی تھی کہ اگر آپ کی وفات تشریف ہو جائے آپنے
فرمایا اگر تو مجکو نہ پاوے تو ابوبکر کے پاس آئیو روایت کی اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔

سوال دوم از جانب شیعہ

اجماع اھل حل عقد کی صفت بیان کیجئے۔

جواب سوال دوم۔ اجماع اہل حل وعقد کی حقیقت۔ اور صفت تو اتنی ہی ہے کہ سب اہل حل

اہل حل وعقد ایک بات پر متفق ہوجائین اسمین پوچھنے ہی کی کونسی بات ہے جو حضرتنے سُنیون کو
دہمکا را ہان یہ پوچہنا مد نظر ہے کہ اہل حل اور عقد کسکو کہتے ہین تو اسکا جواب ہم سے لیجئے آدمی دو قسم
کے ہوتے ہین ایک ہم جیسے بے سر و سامان نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسیکے ایک وہ لوگ جو تہوک دار ہوتے ہین
جیسے آپ تو رئیس یا چودہری کم سے کم ایسے سمجہو جیسے دیوبند کے منڈ جنکے کسی کام مین کہڑے ہوجانیسے
دس آدمی کہڑے ہوجائین بیٹہہ جانیسے دس آدمی بیٹہہ جائین سو ایسے آدمیون کو اپنی اپنی حیثیت
کے موافق اہل حل وعقد کہتے ہین حل کے معنی کہولنا عقد کے معنی باندہنا سو یہ لوگ بھی ایسے ہی ہوتی
ہین کہ انکے باندھنے بندہتے ہے کہولے کہلتی ہے ایسے لوگ اگر کسیکے ساتہہ عہد و پیمان کر لیتے ہین تو انکے
ذریعہ اور اُنکے موہنہ دیکھنے والون او پیچھے چلنے والون اور تابعدارونکے ذمہ بھی وہ عہد لازم ہوجاتے
علی ہذا القیاس اگر کوئی پیر یا کوئی مدرس کسی سے کچھہ عہد یا پیمان کرے تو اُسکے مریدون اور شاگردون
کے ذمہ بھی اسکی وفا لازم ہے چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ سے بھی عیان ہے کہ سارے جہان مین
یہی دستور ہے اور اس قانون کو ہر ایک نے تسلیم کر رکہا ہے یہانتک کہ اگر دو بادشاہون
مین لڑائی لڑائی کے بعد صلح ہوتی ہے تو وہ لڑائی اور صلح ہر ہر سپاہی اور ہر ہر منشی
کی صلح اور لڑائی سمجھی جاتی ہے مگر اہل عقل پر واضح ہو گیا ہو گا کہ جس قافلہ کا افسر کسی سے
کچھہ عہد و پیمان کرے گا تو وہ عہد و پیمان اُسکی اتباع اور تابعدارون کے ذمہ لازم ہوگا ایک کا
عہد و پیمان دوسرے کسی قافلہ کے افسر یا اُسکے اتباع وخدام کے ذمہ لازم ہوگا اس سے حضرت
سید الشہداء شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی نسبت اونکو گنجایش حرف گیری نہین کیونکہ وہ بجائی خود ایک
سردار اعظم اور افسر عالم تھے اور ونکی بیعت سے یزید کی بیعت اُنکے ذمہ لازم نہوی تھی جو کوئی
عقل کا پورا جسکو دہنتورے کے پیٹنے کی حاجت نہین بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتہہ پر
کر چکے تھے حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پہینکے ہان اتنی بات باقی
رہی کہ کبہی بعض بزرگ بوجہہ کمال خاکساری اپنے آپکو سب سے کمتر سمجہکر گوشہ عافیت قبول کرتے
ہین اور اپنی طرف ہرگز گمان نیک نہین کرتے جیسے حضرت امام زین العابدین علیہ وعلی آلہ الکرام
السلام بوجہہ خاکساری بوقت دعا اس قسم کے مضامین کہا کرتے تھے کہ آہی شیطان نے میری باگ
پکڑلی ہے اور میرے اوپر غالب آگیا ہے چنانچہ صحیفہ کاملہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ مین ہے اس

اس قسم کی دعائین موجود ہین سواس قسم کے لوگ بوجہ خاکساری اپنی بیعت کو ضروری نہین سمجھتے اور اوپر
کے لوگ بوجہ کمال عقیدہ اُن کی بیعت کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہین اُسکی مثال ایسی ہے جیسے
اہل دیوبند اپنے بیمارون پر کرم کرنے کے لئے حاجی عابد حسین صاحب کا قدم رنجہ فرمانا غنیمت سمجھتے ہین
اور خود حاجی صاحب سے پوچھئے تو بوجہ خاکساری اپنے سے بُرا کسیکو سمجھتے نہین سو ایسی ہی حضرت علی
کے اول بیعت نکرنے کو خیال فرمائیے با این ہمہ جہان دوستی اور محبت ہوا کرتی ہے وہان رنج ہی
ہوا کرتے ہین پر اس رنج مین اور اعداء کے رنج مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہان جوش محبت
ہوتا ہے وہان زور عداوت اول جو حضرت ابوبکر صدیق کو لوگون نے سقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت کے
لئے گہیر لیا اور اسوقت چار و ناچار انکو بیعت کا کرنا ایسی طرح ضرور ہوگیا جیسے بارہا حاجی صاحبکو بوجہ
منت سماجت اہل دیوبند جامع مسجد کا اہتمام سر پر لینا ضرور ہو جاتا ہے یا مولوی محمد یعقوب صاحب
کو باوجود اس شدت انکار کے وعظ کا فرمانا تو اُسوقت حضرت علیؓ کو انسے ایسا رنج ہوگیا جیسے دیوبند
کی شادیون غمیون مین کسی بخیری کے باعث بہائی روٹہہ جاتے ہین تہوڑے ہی دن گزرے مولوی
ذوالفقار علی صاحب کے بڑے صاحبزادے کی شادی مین برادری کے بہائی اتنی بات پر روٹہہ گئے
کہ کہانے کا انتظام طالبعلمون کے کیون سپرد کر دیا یہ کام ہم سے کیون نلیا سو جیسے ان صاحبوں کو
خدانخواستہ مولوی صاحب سے کچہہ رنج نتہا ہان نازبرداری کہئے اسلئے تہوڑے سے تملق کے بعد
شیر و شکر کی طرح رل ملکر ولیمہ کا کہانا نوش فرما گئے اور اس سب کے تدارک و تلافی مین تنی بڑی
عزت لیگئے ایسے ہی حضرت علیؓ کو خیال فرمائے اس ظاہر کی بے اعتنائی پر جسمین واقع مین ایسی ہی
بے اختیاری تہی جیسے مولوی صاحب کی بے اعتنائی کہ کچہہ جان بوجہ کر بہائیون کی ضد سے نہ تہی
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق سے رنج ہوگیا سو وہ رنج نہ تہا ناز محبت تہا اس لئے
حضرت ابوبکر صدیق کے عرض حال کے بعد وہ رنج مبتدل بخوشی ہوگیا اور علی الاعلان یہ فرمایا کہ ہمکو
ابوبکر صدیق کے فضائل مین کلام نہین انکی بزرگی کا رشک نہین ہان ہمکو یہ اُمید نہ تہی کہ بیعت کے
وقت ہمکو پوچہنے کے بہی نہین ادہر مجمع عام بیعت کی ادہر حضرت ابوبکر صدیق نے وہ قدر شناسی کی کہ
کاہیکو ہوتی ہے منبر پر کہڑے ہوکر بقسم یہ کہا کہ مجکو جتنی قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس و لحاظ
اور اُنکے ساتہہ محبت ہے اتنا اپنی قرابت کا پاس و لحاظ نہ اتنی اُنکی محبت اور اپنا عذر بیان کیا غرض

مثل شیر و شکر دونون ایک ہوگئے وہ مثل ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ تو راضی ہوگئے پر ایراعتراض کرنے والے
راضی نہین یہ تحقیق موافق مذہب اہل سُنت تھی پر موافق اصول شیعہ انکا اور جواب ہے یعنی اول
اول حضرت علی کا ارادہ ہی نہا کہ بیعت کیجئے اپنا حق کسیکو کیون دیدیجے مگر آخر کار موافق سنت خداوند
نعوذ باللہ بداء واقع ہوا یعنے یہ سمجھ مین آیا کہ حق میرا نہین اس منصب کا مستحق مین نہین ابو بکر
ہین اور کیونکر نہ سمجھتے شیعونکی مانند بدفہم تو نہ تھے جسکو خدا اتقی کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام نماز بنائین بیچ ساری خلیفہ مقرر کرین وہی خلیفہ ہو تو اور کون ہو دُنیا مین تین ہی حاکم ہین
خدا رسول یا تیسرے پنچ جسے شریعت مین اجماع کہتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تو ایک بھی
نتہا بہرحال اول سے معتقد خلافت خلیفہ اول کہو یا بعد مین سمجھو حضرت علی کی شریک بیعت ہونے مین
کچھہ شک نہین باقی یہ عذر پوچ کہ تقیہ تہا ابو بکر صدیق حضرت عمر کی زبردستی تھی قدر دانان مرتضو
کے سامنے گوزشتر کے بہاؤ بکتا ہے اس متاع بے بہا او رگو ہر یکتا کو ٹر یا مین باندہکر رکھہ چھوڑئے لکہنو
کی نوابی جب کبہی مجال ہوگی کام آے گا غضب نہین شیر خدا کو گیدڑ سے ہی پرے کر دیا اور شاہ مردان
کو عورتون سے بھی زیادہ بیغیرت بنا دیا صاحبزادے ایسے غیر تمند کہ عراق کی تیس ہزار فوج ہزار و کرار
سے نہ چپے جان نازنین پر کہیل گئی خاندان کو غارت کرا دیا عزت دُنیا کو خاک مین ملا دیا پر اپنی بات
سے نہ ٹلے اور اُدہر سے فقط اتنی درخواست کہ ایک بیعت کر لو پہر جو چاہو سو کرو اگر ہی تقیہ تہا تو کسدن
کے لئے تہا باپ کو چاہئے تہا کہ بیٹے سے دو چار نمبر زیادہ ہی رہتے پھر اس قصہ اور اس قصہ مین زمین آسمان
کا نہین یزید فقط دشمن دُنیا ابو بکر و عمر حسب مقولہ شیعہ دشمن دین اسلئے تبرّا کے وقت انہین کو
نشانہ بناتے ہین اور اپنی تعریفین انکی شان مین سُناتی ہین اور اس غیرت اور بیغیرتی کی بات بھی جانے دیجئے
دو حکم خدا بھی ہے کہ خدا کی راہ مین جان پر کہیل جائے عزت کا پاس نکرے کسی کے بھلا برا کہنے
سے نہ ڈرے چنانچہ اچھے بندونکی تعریف مین فرماتے ہین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا
یخافون لومۃ لائم ۔ جسکے یہ معنے ہین کہ خدا کی راہ مین جہاد کرتے ہین اور کسیکی ملامت سے نہین
ڈرتے اس سے ہر کوئی سمجھہ گیا ہوگا کہ اچھونکو نہ خوف جان چاہئے نہ پاس آبرو ایسے ہی صحابہ کو
فرماتے ہین۔ وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما
ضعفوا وما استکانوا جسکے یہ معنی ہین بہت سے ایسے نبی گزرے ہین جنکے ساتھہ ہوکے بہت سے اللہ والون

نے کافرون سے جہاد کیا نسپر نہ وہ شکست ہوئے نہ ہارے نہ گہبرا کر کافرون کو سامنے لجاجت کرنے لگے سو
آپ ہی فرمائے تقیہ مین سوا ان تین باتون کے اور کیا ہوتا ہے ہان اگر کلام اللہ مین کہین ہی نامردون
اور کم ہمتون اور بیغیرتون کی تعریف ہوتی تو یون ہی سہی اور اگر یہی سچ ہے کہ خدانخواستہ تقیہ
تہا تو پہر اگر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو امام کیا ہی ہوگا تو خدا نے معزول کردیا کیونکہ ایسے
جان کے بچانے والون سے آگے کو کیا امید اور بنظر امید ہمے دور دراز شیخین کو خلیفہ کردیا شیخ ہی
سچ معلوم ہوتا ہے کیونکہ الحمد اللہ ویسا ہی ظہور مین آیا روم و شام اور کنارا یرانکو ہی مسلمان کردیا

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

مجتمع ہونا فضلات و امرا اور رؤساء اور علما کا اجماع اہل حل وعقد کہلاتا ہے یعنے ایسے لوگ مجتمع
ہون جنکے باندہے بندہے اور کہولے کہلے چنانچہ حضرت عمرؓ و دیگر مہاجرین اور انصار تہے کہ جن لوگون
نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت خلافت کی اور وہ ہی بیعت تاحیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بلا منازعت
تنازع و بلا انکار منکر قایم رہے اور تمام اہل حل وعقد کا مجتمع ہونا ضرور نہین ہان اکثر کا اجتماع ضرور ہے
تاکہ للاکثر حکم الکل ہوجائے جیسا کہ خلفاء اربعہ کی خلافت کے باب مین ہوا اور ابوبکر کی خلافت و فضیلت
کا کوئی ہی منکر نہ تہا حتی کہ تاریخ طبری مین لکہا ہے کہ امام باقرؓ نے فرمایا کہ لست بمنکر فضل ابی بکر و فضل عمر
ولکن ابا بکر افضل من عمر ترجمہ مین حضرت ابوبکر کی بزرگی کا منکر نہین ہون اور نہ حضرت عمر کی بزرگی
کا منکر مگر ابوبکر افضل ہین عمرؓ سے۔ اخرج ابو القاسم عن عبد خیر صاحب لواء علی ان علیا قال لا اخبرکم
با ول من یدخل الجنۃ من ہذہ الامۃ بعد نبیہا فقیل کہ بلی یا امیر المومنین قال ابو بکر ثم عمرؓ قیل فتدخلا نہا قبلک یا امیر المومنین فقال علی اے والذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ لیدخلانہا وانی لمع معاویۃ
موقوف نے الحساب فائدہ افسوس ہے کہ حضرت علی اور امام باقر تو ابوبکر صدیق کی یہ کچہہ فضیلت
فرمائین حتی کہ حضرت عمر پر بہ تصریح تمام فوقیت دین اور روافض خذلہم اللہ اُنکے خلافت سے منکر ہون
اور اُنکے کیا منکر ہین بلکہ اپنے ائمہ سے منکر ہین۔

سوال ۳ از جانب شیعہ

حضرت ابوبکر کی خلافت پر جو اجماع ہوا وہ بموجب طریقۂ معینہ اسلام کے واقع ہوا یا نہین۔

جواب سوال سوم واقعی حضرت ابوبکر کی خلافت پر ایسا اجماع ہوا جیسا اہل اسلام مین

چاہئے بلکہ کسی اور بات مین ایسا اجماع ہوا ہے نہین یہانتک کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب متفق ہو گئے حضرت علی نے جب دیکھا کہ میری بیعت نکرنے سے لوگونکو یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت علی ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق نہین جانتے خود حضرت ابوبکر صدیق کو بلاکر تنہا شکوہ شکایت دوستانہ کرکے وعدہ بیعت کیا اور اگلے روز مجمع عام مین آکر بیعت کی اگرچہ یہ بین نہ تہی تو اُسوقت تک کسینی خدا نخواستہ گلے پر چھری نرکہی تھی اور رکھتے بہی تو کیا تہا امامون کی موت موافق عقیدۂ شیعہ اور شہادت کلیتی اونکے اختیار ہے باقی شیعونکا یہ رانڈون کا سا رونا کہ۔
یون گلے مین رسی ڈالکر لائے اور یون ظلم وستم کیا شیطانی خواب ہے
جن حضرت علی کا ہم ذکر کرتے ہین وہ دس پانچ سے تو کیا سارے جہان سے بہی اور چنیوالے تہے

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

اجماع خلافت حضرت ابوبکر پر بطریق معینہ اسلام ہی ہوا کیونکہ اجماع دین مین اکثر علماء دین دارون اور مسلمانونکا معتبر ہے جیسا کہ صاحب آیات بینات باقرار علماء شیعہ لکھتا ہے قولہ یہ امر کہ سب مسلمانون نے جو اُسوقت تھے حضرت ابوبکر سے بیعت کی باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضے کے قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کی جلد ۳ مین منقول ہے جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے باین الفاظ فرمایا ہے جمیع مسلمانان با بوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باوہ سکون و اطمینان بسوئے او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ وخارج از اسلام است سبحان اللہ کیا دین اور ایمان ہے حضرات شیعہ کا کہ حضرت صدیق اکبر کی عداوت سے دین محمدی کو باطل کرتے ہین اور چار لاکھ مسلمانون کو جو مہاجرین اور انصار اور مجاہدین تھے اور جنمین بنی ہاشم اور اہل بیت نبوی بہی داخل تھے اُن سبکو صراحتہ وکنایتہ کافر بناتے ہین نعوذ باللہ من ذلک انتہی مین کہتا ہون کہ اجماع اہل حل وعقد کا یہ ہوا کہ اسقدر لوگون نے متفق اللفظ ہوکر بخوشنودی تمام حضرت ابوبکر سے بیعت قبول فرمائی اور اسجگہ اولی الالباب کے لئے غور کرنے کا مقام ہے کہ جب صاحب بحار الانوار کہ جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے بزبان فارسی جمیع مسلمانان با بوبکر صحیح بیعت کردند و اظہار رضامندی الخ کیا ہی لکہتا ہو حضرات شیعہ اگر حیا دار ہون تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ ہم کہتے ہین کہ جب جمیع مسلمانان نے بخوشنودی تمام حضرت ابوبکر سے بیعت قبول کرلی تو حضرت علی رضی اللہ

عنہ بھی تو مسلمانون مین ہی شامل ہین ورنہ یا بحار الانوار جو نہایت معتبر کتاب ہے اور مجتہد صاحب کی تکذیب کرو یا نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ کو جمیع مسلمان ہین سے استثنا کرو یا موجب عبارۃ بحار و ترجمہ مجتہد کے تم خود بدعتی اور خارجی ہو فقط۔

سوال چہارم از جانب شیعہ

اجماع اہل حل وعقد جو اوپر خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے واقع ہوا ہے اُس مین کون کون سے فضایل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قابل امامت کے دیکھے

جواب سوال چہارم جتنی باتین خلیفہ مین چاہیین سب خلیفہ اول مین موجود تھین اعلم الناس افضل الناس اشجع الناس اتقی الناس ازہد الناس ارحم الناس اعدل الناس اور سوا اسکی جتنے وصف شیعون نے خلافت کے لئے تجویز کئے ہین سب اُن مین تھے سند مطلوب ہو تو جواب سوالات سوم کو منجملہ جواب سوالات اربعہ کے جو اُن ۲۸ جوابون کے ساتھہ مرسل ہے ملاحظہ فرمایئے۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

فضل ابوبکرؓ کا صحابہ کے نزدیک منجملہ متواترات تہا اور بہت سی احادیث اُنکی افضلیت کی زبان زد تھی چنانچہ جو احادیث کہ فضایل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سوال جواب اول مین مذکور ہوئین وہی فضایل موجب خلافت ہوئے اور ماسوا اُنکے اور فضایل لاتعد ولاتحصی ہین بخوف طوالت کے ذکر نہین کیا نقل مشہور ہے آدمی کے لئے ایک بات کافی ہے اور عاقل کو ایک اشارہ بس ہے اور آیات قرآنی سے بھی فضایل بیشمار ثابت ہوتے ہین منجملہ اُنکے یہ آیت ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا ترجمہ دوسرا دو مین کا جب دونون غار مین تھے جسوقت کہ اپنے ساتھی سے کہتا تہا غمگین مت ہو اللہ ہمارے ساتھہ ہے **فائدہ** اسمین دوسرے کا احتمال ہی نہین اول تو ابوبکر کو رسول اللہ صلعم کا صاحب فرمایا دوسرے معیت خداوندی مین رسول اللہ صلعم کے شامل کیا سبحان اللہ وصل علی اُس شخص کی بزرگی پر جسکے ساتہہ خداوند دوجہان ہو ایک فرقہ کیا اگر اس سے تمام عالم باغی ہو جائے تو بھی کیا ہو سکتا ہے ایسے شخص سے منحرف ہونا اپنی ذات بتانی ہے اور دوسری آیت لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ترجمہ برابر نہین ہو سکتے تم مین سے وہ لوگ جنہون نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ لوگ

مرتبہ مین بہتسے بڑے ہین اُن لوگون سے جنھون نے خرچ کیا بعد فتح کے اور جہاد کیا اور قتال کرنا قبل فتح کے حضرت ابوبکرؓ کا بے انتہا روایات سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے عن علی انہ قال ایہا الناس اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال ابوبکرؓ لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخذ قریش فہذا یجبہ وہذا یتلتلہ وہم یقولون انت الذی جعلت الالہۃ الہا واحدا قال فواللہ ما دنی منا احد الا ابوبکر یضرب ہذا ویجبی ہذا ویتلتل ہذا وہو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم رفع علی بردۃ کانت علیہ فبکی حتی ابتلت لحیتہ ثم قال رفع علی بردۃ امومن ال فرعون خیر من ابوبکر فسکت القوم فقال الا تجیبونی فواللہ لساعۃ من ابوبکر خیر من مثل ال فرعون وذلک رجل یکتم ایمانہ وہذا اعلن ایمانہ ترجمہ حضرت علی سے روایت ہے اُنھون نے کہا اے لوگو مجھکو بتلاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگون نے کہا ہم تو نہین جانتے آپ ہی بتلائے کون ہے کہا ابوبکرؓ ہین مینے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے جب کہ قریش ایذا دیتے تھے کوئی آپ کو پیٹھ کے بل گراتا تہا اور کوئی مُنہ کے بل اور یہ کہتے جاتے تھے تو ہی ہے وہ شخص کہ بہت سے معبودونکو ایک ٹھہرایا حضرت علی کہتے ہین قسم اللہ کی ہم مین سے سوا ابوبکر کے اور کوئی حضرت کے قریب نہوا ابوبکر کسیکو مارتے تھے کسیکو کمر کے بل گراتے تھے اور کسیکو پیشانی کے بل اور یہ کہتے تھے خرابی ہو تمہاری کیا مارتے ہو تم ایسے شخص کو جو کہتا ہے پروردگار میرا اللہ ہے پھر حضرۃ علی نے اپنی چادر جو اوڑھ رہے تھے اُٹھائی اور روے یہانتک کہ ریش مبارک تر ہوگئی پھر کہا قسم دیتا ہون تمکو ساتھ اللہ کے آیا مومن آل فرعون کا بہتر ہے یا ابوبکر اسپر لوگ چپکے رہے آپنے کہا مجھکو جواب کیون نہین دیتے قسم ہے اللہ کی البتہ ایک ساعت ابوبکر کی بہتر ہے مومن آل فرعون جیسے شخص سے وہ تو ایسا شخص تہا کہ ایمان اپنا پوشیدہ رکہتا تہا اور یہ ایسا شخص ہے کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا دیگر حدیث محبوب سبحانی مع آیت قرآنی عن ابی جریج قال ان ابا قحافۃ سب النبی صلعم فصکہ ابوبکر صکۃ فسقط فذکر ذلک للنبی صلعم فقال یا ابابکر فقال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ فنزلت لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم ترجمہ ابن جریج سے روایت ہے کہ ابوقحافہ نے رسول اللہ صلعم کو بُرا کہا اسپر ابوبکر نے ایک طمانچہ ابوقحافہ کے مارا

الله صلی الله علیه وسلم قال ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی
وفی لفظ علی احد من المسلمین بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر ترجمہ اور روایت کی
عبد الرحمن ابن حمید نے اپنی مسند مین اور ابو نعیم وغیرہ نے ابودردا سے کہ بیشک رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ آفتاب نہ طلوع ہوا نہ غروب ہوا کسی شخص پر جو بہتر ابو بکر سے ہو مگر یہ کہ نبی ہو اور
ایک روایت مین یہ لفظ ہی علی احد من المسلمین بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر **فائدہ** اس
حدیث سے فضیلت خلیفہ اول کی ماسوا نبی ورسول کے تمام بنی آدم پر ثابت ہوتی ہے۔ **دیگر**
فی الاوسط عن سعد بن زرارۃ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان روح القدس
جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر **فائدہ**
سنت جماعت کے نزدیک خلیفہ اول کی اس حدیث سے کتنی فضیلت ثابت ہوئی کہ روح القدس
جبرئیل بھی انکو بہتر و افضل تمام امت کا فرمائی پہ شیعہ اوسکو بھی روح القدس کی غلطی پر محمول
کرینگے نعوذ باللہ من ہذا الفرقۃ الخاطئۃ **دیگر** اخرج الشیخان عن عمرو بن العاص قال قلت یا رسول
الله صلعم ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجل قال ابوها قلت ثم من قال
ثم عمر بن الخطاب ترجمہ بخاری اور مسلم نے عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہا عمرو بن العاص
نے کہ مین عرض کی یا رسول اللہ صلعم کون شخص آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے آپنے فرمایا
عائشہ مینے عرض کی مردومین سے زیادہ کون ہے فرمایا اسکا باپ پہر مینے عرض کی ان کے بعد
کون آپنے فرمایا عمر بن الخطاب **فائدہ** سود اللہ وجوہ الروافض رسول اللہ صلعم تو حضرت عائشہ
اور انکے باپ کو سب آدمیون سے زیادہ چاہین اور یہ انکی شان مین کیا کچھ زبان درازیان کرین **دیگر**
اخرج الترمذی وغیرہ عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی بکر وعمر
هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والاخرین ترجمہ اور ترمذی وغیرہ
نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے حضرت ابو بکر اور عمر کے لئے یہ دونون
سردار ہین بڑے عمر کے جنتیون مین اولین اور آخرین کے **فائدہ** اس حدیث مین رسول اللہ
صلعم نے روافض کی مطلقا بیخ کنی کردی ہے کیونکہ شیخین کو سردار کہول جنت فرمایا معلوم ہوا
کہ تادم واپسین مومن کامل رہینگے اور بعد انتقال کہول جنت کے سردار بنینگے پر یہ فرقہ باغیہ ہر

کہ ابو قحافہ زمین پر گر پڑے پھر حضرت نے اُسکا ذکر فرمایا کہ ابو بکر کیا تو نے ایسا کیا کہا قسم اللہ کے اگر میری پاس تلوار ہوتی تو بیشک اُسکے مارتا تب یہ آیت نازل ہوئی نپاویگا تو اُس گروہ کو جو اللہ پر ایمان لائے ہین اور قیامت کے دن پر کہ دوست رکہین وہ اُن لوگونکو جو اللہ رسول سے دشمنی رکھتے ہین اگرچہ اُنکے باپ ہی کیون نہون دیگر واقعہ غزوہ احد مین مذکور ہے کہ ابو سفیان نے ندا کی وہل فی القوم محمد وہل فی القوم ابن ابی قحافہ وہل فی القوم ابن الخطاب ترجمہ ایا محمد قوم مین موجود ہے آیا قوم مین ابو قحافہ کا بیٹا ہے آیا قوم مین عمر بن خطاب ہے فائدہ اسکا پوچھنا اس غرض سے تہا کہ اگر خدانخواستہ یہ اشخاص نہ ہوئے تو ہمارا کام بن گیا اور ہم نے میدان جیت لیا اِس سے معلوم ہوا کہ کفار کی آنکھون مین بھی یہ ہی لوگ اسی ترتیب سے کھٹکتے ہین۔

سوال ۵ ازجانب شیعہ

آیا کوئی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق مین ایسے تھے جو حضرت علی مرتضی مین نہ تھی۔

جواب سوال پنجم اس سوال کا اگر یہ مطلب ہے کہ اوصاف حمیدہ مین سے کوئی ایسا وصف بتلاؤ جو حضرت ابو بکر صدیق مین اور حضرت علی مین نہو تو ہم نہین کہہ سکتے کہ فلانی خوبی انمین تھی اُنمین نہ تھی پر اس سے سائل کو کوئی نفع نہین اگر دو شخصون مین برابر اوصاف ہون تب جسے خلیفہ بنا دین بجا ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ کمی بیشی کا فرق تبلاؤ تو یہ ہمارا ذمہ ہے مگر ہم جواب سوم مین منجملہ سوالات اربعہ مین بالاجمال اسکا جواب دے چکے ہین الغرض اوصاف مین بلکہ تمام اوصاف مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ سے بڑہکر تھے اس مین حضرت علی ہون یا اور کوئی چنانچہ خود حضرت علی ہی فرماتے ہین کہ سب مین افضل حضرت ابو بکر ہین سند مطلوب ہو تو بخاری مین دیکھ لیجئے تروانہ محمد بن الحنفیہ فرزند ارجمند حضرت شیر خدا یہ روایت موجود ہے بالجملہ اور اور عالم تھے تو ابو بکر اعلم تھے اور زاہد تھے تو ابو بکر ازہد تھے اور رحیم تھے تو ابو بکر ارحم تھے علے ہذا القیاس۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

چند فضائل تو در باب خلافت مذکور ہو ہی چکے اور دیگر فضائل بھی بہت ہین مثل قصہ اُس رات کے جس رات کو حضرت صلعم بقصد ہجرت غار مین تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر کا یہ حال ہوا کہ سب عیال و اطفال کو کفار مین چھوڑ کر حضرت کے ہمرکاب ہوئے اور باوجود تلاش شدید و دادو دہش

کفار کے حضرت کے ساتہہ غار مین رہے اور اُس غار مین حضرت کے آرام کے لئے اپنا کپڑا پہاڑ کر سانپ
بیچہو دنکے سوراخون مین دیا جب کپڑا نہ رہا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا اُسپر اپنا پاؤن لگا کر بیٹہہ گئے
اور حضرت اپنے سر مبارک کو حضرت ابوبکر کے زانو پر رکھ کے بے فکر ہو کر آرام فرمانے لگے اس اثنا مین
حضرت ابوبکر کے پاؤن مین چند بار سانپ نے کاٹا پر حضرت خلیفہ نے بسبب خیال بے آرامی حضرت
رسول اللہ صلعم کے کچھہ دم نہ مارا حتی کہ بے اختیار حضرت خلیفہ کے آنسو جاری ہو کر رسول اللہ
صلعم کے چہرہ مبارک پر گرے حضرت نے فوراً بیدار ہوتے ہی کیفیت پوچھہ کر اپنا لب مبارک لگا دیا فوراً
شفا ہوگئی منصفو نکو اتنی ہی بات فرق مراتب کے لئے کافی و وافی ہے کہ حضرت علیؓ کی آنکہون مین
بوقت بہیجنے خیبر کے رسول مقبول نے لب مبارک لگایا اور حضرت ابوبکر کے پاؤن مین دوسرے یہ کہ حضرت
امیر المومنین کی آنکہونمین بغرض خیبر بہیجنے کے لب لگایا اور حضرت ابوبکر کے پاؤنمین بغیر رضا نہ کہ ماسوائے
فرط محبت کے دوسری وجہ نہ تہی اور اس واقعہ ہجرت مین سواری حضرت ابوبکر کی معرفت تیار ہوئے
زادراہ اُنکے گہر لیکا غلام انکا غار مین دودہ لاتا تہا بیٹا انکا خبر کفار کی تمام دنکی منصوبے رات کو
آکر سُناتا غلام ابوبکر کا رفیق راہ تہا اجیر انکا رہبر تہا غرض کہ سفر ہجرت کو رفاقت صدیقی ہر طرف سے
گہیرے ہوئے تہی ماسوا ابوبکر کے رسول اللہ صلعم کو کمر پر لے کے کون ہاتہون کے بل پہاڑ پر چڑہتا
تہا اور کسکی طرف سے ایسی ایسی مددین پہونچین شعر دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست ٭ در
پریشان حالی و درماندگی ٭ اور منجملہ فضائل کے گفتگو کرنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یوم بدر و یوم
حدیبیہ کے اور رونا حضرت ابوبکر بسبب غایت رازدانی کے بوقت فرمانے رسول اللہ صلعم کے
ان عبداً خیر اللہ تعالی بین الدنیا والاخرۃ ترجمہ اللہ تعالے نے اپنے بندہ کو اختیار دیا
چاہئے دُنیا پسند کرے چاہے آخرۃ ٭ اور خطبہ پڑہنا حضرت ابوبکر کا بعد وفات رسول اللہ صلعم اور
تسکین دینا لوگونکو اور کہڑا ہونا مقدمہ بیعت مین واسطے خیر خواہی مسلمین کے پھر اہتمام کرنا جیوش
بہیجنے کا حسب ارشاد رسول مقبول کے ملک شام کی طرف اور قتال کرنا مرتدین سے اور حضرت صلعم
کا انت عتیق اللہ من النار فرمانا اور طبرانی نے عمدہ سند سے کہا ہے اخرج الطبرانی
بسند جید صحیح ترجمہ حکیم بن سعد قال سمعت علیا یقول ویحلف لانزل اللہ
اسم ابی بکر من السماء ترجمہ حکیم بن سعد سے روایت ہے کہا سُنا مین نے علی کو کہتے تھے اور

اور قسم کہاتے تھے کہ بیشک اللہ نے حضرت ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے اُتارا ہے۔ غرضکہ صدیق نام پانا اور جبل احد کو حضرت صلعم کا فرمانا اسکن یا احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان اور سب مسلمانون کا متفق ہوکر خلیفہ اول بنانا اور اور لکہو کہا فضائیل ہین کہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہین خدا کا فضل ہے اہل سنت جماعت کی کتابین بہت ملتی ہین حضرات شیعہ کی کتابونکی طرح مفقود و مجحوب نہین اگر کچھہ سلیقہ کتاب بینی کا ہے تو دیکہیئے ورنہ خواہ مخواہ دخل در معقولات نیجیے اور بحث و مباحثہ کا ٹانگ نہ توڑئے اور اگر ہماری کتابون کے دیکھنے کا شعور نہین تو اپنی ہی کتابین دیکھکر ذرا تو شرمندہ ہوجیئے دیکھو کشف الغمۃ کہ جو تمہارے یہان نہایت معتبر ہے تمہارے کیسے پتر ے کہولتی ہے سئل الامام ابوجعفر عن حلیتہ السیف ہل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق بسیفہ فقال الراوی وانقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ ترجمہ امام ابوجعفر علیہ السلام سے پوچہا کہ تلوار کو زیور لگانا یعنی سونے چاندی سے آراستہ کرنا آیا جایز ہے آپ نے فرمایا ہان ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو زیور سے آراستہ کیا کہا راوی نے تم ایسا کہتے ہو یہ سُنکر امام اپنی جگہہ سے کود کر اٹھے پہر فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق پھر جو شخص اُنکو صدیق نہ کہے اللہ اُسکی بات دُنیا اور آخرت مین سچی نکیجیو غور کرنے کا مقام ہے کہ اول تو خود بخود امام محمد باقر نے حضرت ابوبکر صدیق کو صدیق فرمایا دوسرے اُن کے فعل کی سند ذکر فرمائی چونکہ سائل رافضی تہا اُس نے تعجب سے کہ کیا آپ بھی صدیق فرماتے ہین حضرت امام محمد باقر یہ لفظ سُنتے ہی تیش مین آکر کہڑے ہوگئے اور فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق جو اسکو صدیق نہ کہے اللہ اُسکو دین و دُنیا مین سچا نکرے اے حضرات امامیہ اسوقت مین تم سے بطور راز داری کے پوچھتا ہون خدا کے لئے سچ تو بتاؤ کہ تمہارے ائمہ تو اسقدر حضرت صدیق کے محب و متبع ہین تم کیسکے پیرو ہوئے ہو اور امامون تک سے بھی کیون تقیہ کرر کہا ہے اور ایک نصیحت بہ نظر دوستانہ کہتا ہون کہ صاحب الحیاء والایمان سے اعراض نکرو تا کچھہ حصہ حیا کا تمکو بھی مل جائے۔

سوال ۶۔ از جانب شیعہ

حضرت علی مرتضی مین کون کون ایسے فضایل ہین جو حضرت ابوبکر یا دیگر صحابہ مین نہ تھے۔

جواب سوال ششم اس سوال مین سوال پنجم ہی کو اُلٹ لیا ہے سو اسکا جواب بھی اُسی کے جواب مین دیدیا ہے

کشف الغمہ نام کتاب الصدیق

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

معلوم رہے کہ جمیع صحابہ مین فضائل جزئیہ مین یہ تفاوت موجود ہے کہ ایک بات ایک مین ہے اور دوسرے مین نہین اسی قیاس پر حضرت علیؓ مین دامادی کی فضیلت ہے جو حضرت ابوبکر مین نہ تھی عثمان رضی اللہ عنہ مین دوہری پائی جاتی تہی اور بروقت ہجرت رسول اللہ صلعم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس مکان مین تنہا رہنا بیشک فضیلت ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ کا رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب ہو لینا کچھ کم نہین بلکہ باین وجہ زیادہ ہے کہ بوجہ حمایت رسول اللہ صلعم قاصمتہ کفار کو حضرت صدیق سے زیادہ تہی کیونکہ جتنا کوئی اپنے دشمن سے مرتبط ہوتا ہے وتنا ہی خار گزرتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اول تو بسبب کم عمری کے کچھ مزاحمت نہ تھی دوسرے یہ کہ جب حال مین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلعم کے ہمراہ نہ تھے پھر اُنسے کیا پرخاش تھی اسی لئے انکو بھی کچھ نہ کہا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گہر جاکر اُنکے بیٹے بیٹی اسما کے طمانچہ مارا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھی بہت فضائل ہین چنانچہ رسول اللہ صلعم نے غزوہ تبوک نہ لیجانے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ملال یہ کہکر دور کیا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی من بعدی اخرجہ بن ابی و ترجمہ کیا تو اس بات سے راضی نہین ہوتا کہ تو میری نسبت ایسا ہو جیسے حضرت ہارون موسی کی نسبت تھی سوائے اسکے کہ وہ نبی تھے میرے بعد نبی نہین ہے اور فتح خیبر کے لئے یہ کہکر جھنڈا حضرت نے امیر المومنین کو مرحمت فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ اخرجہ احمد والبزار عن سہیل بن سعید ترجمہ البتہ دونگا مین جھنڈا کل کو اس شخص کو کہ اللہ تعالے اُسکے ہاتھ سے فتح دیگا دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو اور اس کے رسول کو اور اللہ اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔ اور ایک یہ فرمانا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الترمذی عن ابی سریحہ او زید بن ارقم اور اہل بیت مین دعا کرکے داخل کیا جو قصہ عبا مشہور ہے اور مواخات کے وقت یہ فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ اخرجہ الترمذی عن ابن عمر ترجمہ میرا بہائی ہے دُنیا اور آخرۃ مین اور انا مدینۃ العلم وعلی بابھا وغیر ذلک اخرجہ الترمذی والحاکم عن علی ترجمہ مین شہر علم کا ہون اور علی اسکا دروازہ ہے۔ فضائل بے انتہا ہین لیکن

ایسے فضائل جزیۂ خلفاء اربعہ مین بلکہ اکثر صحابہ مین پائے جاتے ہین بخوف درازی عجالہ کے ذکر نہین کئے اور فضیلت جزوی سے فضیلۂ کلی ثابت نہین ہوتی جیسے حضرت عُمر رضی اللہ کی شان مین یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ واخرج الترمذی والحاکم وصححہ عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لوکان بنی من بعدی لکان عمر ترجمہ ترمذی نے ابن عُمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے کیا حق کو عُمر کی زبان پر اور اُسکے دل پر اور روایت کی ترمذی اور حاکم نے اور تصحیح کی اُسکی عقبہ بن عامر سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر ہوتا نبی میرے بعد تو البتہ عمر ہوتا۔ اور جیسے حضرت عثمان بن عفان کی شان مین وارد ہوئین اخرج الشیخان عن عائشۃ ان النبی صلعم جمع ثیابہ حین دخل عثمان وقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملئکۃ اخرج الترمذی عن انس والحاکم وصححہ عن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان الی النبی صلعم یقلبہا ویقول جہز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فجعل رسول اللہ صلعم یقلبہا ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین واخرج الترمذی عن انس قال لما امر رسول اللہ صلعم ببیعۃ الرضوان کان عثمان بن عفان رسول رسول اللہ صلعم الی اہل مکۃ فبایع الناس فقال النبی صلعم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت ید رسول اللہ صلعم لعثمان خیر من ایدیہم لانفسہم ترجمہ امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے درست کئے جب آپکے پاس عثمان آئے اور آپنے فرمایا کیا شرم نکرون مین اُس شخص سے کہ جس سے فرشتے شرم کرتے ہین ترمذی اور حاکم نے انس سے روایت کی ہے اور تصحیح کی اُسکی عبد الرحمن بن سمرۃ سے کہا آئے عثمان نبی صلعم اللہ کے پاس ہزار دینار لیکر جب کہ جیش عسرت کا سامان کیا اور لاکر آپ کے گود مین ڈالدئے رسول اللہ صلعم اُن دینارونکو اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے نقصان نہین کرتا عثمان کو کوئی عمل بعد کا آج کے دن کے دوبارہ فرمایا اور روایت کی ترمذی نے

انس سے کہا جب کہ حکم فرمایا رسول اللہ صلعم نے بیعت رضوان کا تو عثمان بن عفان حضرت کی طرف سے مکہ والونکے پاس قاصد گئے تھے لوگون نے حضرت سے بیعت کر لی آپ نی فرمایا کہ عثمان اللہ اور رسول کے کام کے واسطے گئے ہین اور اپنے ایک ہاتہہ پر دوسرا ہاتہہ مارا سو رسول اللہ صلعم کا ایک ہاتہہ جو حضرت کے واسطے تہا بہتر تہا اور لوگون کے ہاتہون سے جو اُن کے لئے تھے۔ غرضکہ اکثر احادیث فضائل مین وارد ہوئی ہین کہ وہ فضائل ایک دوسرے مین نہین پائے جاتے فضائل جزئیہ سے علو مرتبہ نہین ہوتا ہان جس طرح اجماع امتہ خلافت پر مرتبہ بمرتبہ چلا آیا ہے اُسی طرح فرق مراتب بھی ہے کیونکہ مجموعۂ فضائل سے فضیلت کلی حاصل ہوتی ہے۔

سوال ۷ از جانب شیعہ

سوای حضرت مرتضی کے کسی اور صحابہ کے لئے کبھی رد شمس واقع ہوا؟

جواب سوال ہفتم

آفتاب کا غروب ہو کر پھر نکل آنا طبرانی اور طحاوی نے باینطور نقل کیا ہے کہ خیبر کی راہ مین بعد عصر رسول اللہ صلعم حضرت علی کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے بعد غروب آنکھہ کہلی تو حضرت علی سے پوچہا تم نے عصر کی نماز پڑہی آپ نے عرض کیا کوئی نہین آپنے دعا فرمائی خدا تعالےٰ نے آفتاب کو پھر ہٹایا یہاڑونپر دہوپ نظر آنے لگی اس روایت کا ہر چند صحاح ستہ مین پتا نہین اور ابن جوزی نے جو بڑے محدث ہین اس روایتہ کو منجملہ موضوعات یعنے جہوٹی حدیثون مین شمار کیا ہے پر اور محققون نے اُسکی تصیح بھی کی ہے سو ہمین ہی یہی بات پسند ہے کچھہ اپنی محبت کا تقاضا کچھہ شیعونکی خاطر اسپر بہی وہ نہ سمجھین تو اُنہین خدا سمجھے پر ہمین نہین معلوم اس سوال مین سائل نے کیا فائدہ سمجھا ہے اگر یہ تمنا ہے کہ یہ معجزہ حضرت علی کے نام لگ جائے تو اُسکی اُمید بیجا اگر ہے تو رسول اللہ صلعم کا معجزہ ہے ہان حضرت علی کی کارگزاری اور خاطر داری البتہ باعث دعا مذکور ہوئے سو یہ کونسی بڑی بات ہے رسول اللہ صلعم کے نزدیک یہ ادنی بات ہے اس سے پہلے مکہ مین کفار کی استدعا سے معجزۂ شق القمر ہوا تہا تو کفار کی کیا فضیلت نکلتی تہی اور اگر اس مین کچھہ فضیلت ہے تو فقط اتنی ہے کہ اُنکی یہ خدمت پسند آی سو رسول اللہ صلعم کو ابو بکر کی خدمتگذاریان اس سے زیادہ پیش نظر تہین بخاری اور مسلم وغیرہ صحاح مین موجود ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے کیون

کیون ارشاد فرمایا کہ جتنا ابو بکر کا احسان میرے ذمہ ہے اُتنا کسیکا نہین پر اُنکو قضاء نماز کا اسوجہ سے
کبھی اتفاق نہوا تہا ورنہ اُن کے لئے دُعا کرتے تو مغرب چہوڑ مشرق سے آفتاب نکل آتا با ینہمہ یہہ دعا تھی
اور دعا مین بے اختیاری ظاہر ہے خدا کو اختیار ہے چاہے قبول کرے چاہے قبول نکرے اور قبول کرلے
تو خدا کے نزدیک بڑی بات نہین پر قابل تعریف یہ بات کہ خدا ساتھ ہوجائے سو تُم بھی جانتے ہو کہ
ان اللہ معنا کے کیا معنے ہین اور یہہ آیت کسکی شان مین ہے یار غار کون تہا اور سکینہ خداوندی
کسپر نازل ہوئے اور اُسکو بھی جانے دیجئے اگر یہہ آفتاب کا لوٹ آنا حضرت علی کی خاطر ہوا تہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر نہ تہا آپ کی دعا کا اس مین اثر نہ تہا اور تہا تو برائے نام تھا ظاہر
کا بہانہ تہا ورنہ اصل مین حضرت علی ہی کی خاطر تھی تو پھر کیا اس سے کچھہ فضیلت لازم نہین آتی
ورنہ حضرت علی اور صحابہ تو درکنار رسول اللہ صلعم سے بھی افضل ہوجائین گے ادہر یہ معجزہ اول
حضرت سلیمان کی خاطر واقع ہوا ہے اس صورة مین حضرت سلیمان سوا حضرت علی اور سب سے افضل
ہوجائینگے مگر تمہین فرماو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ
حضرت عیسیٰ علیہم السلام افضل ہین یا حضرت سلیمان شفاعت کی حدیث تو سنی ہوگی اُس مین دیکھی
خلایق کس کسکی طرف بغرض شفاعت جائینگے اس مین کہین سلیمان کا ذکر نہین۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

یہہ بہی فیصلہ آخری ہے اور یہ فضیلت بہ نسبت فضیلت حضرت ابوبکرؓ کے کہ حضرت نے فرمایا کہ مردون مین
سب سے زیادہ مجکو ابوبکرؓ محبوب ہے اور بہ نسبت فضیلت حضرت عمرؓ کے کہ لو کان نبی من بعدی
لکان عمر اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور بہ نسبت فضیلت حضرت عثمان کے الا نستحی من رجل
نستحی منہ الملئکۃ کچھہ معتد بہا نہین اور اصل بات یہ ہے کہ ردشمس فقط رسول اللہ صلعم
کی دعا سے ہوا ہے اسمین کوئی فضیلت حضرت علی کی نہ حاصل ہوی کیونکہ حضرت رسول مقبول
جس کے واسطے دعا فرماتے ردشمس ہوجاتا پر چونکہ اُنسے کبھی درباب صوم وصلوات مداہنت
نہوی اس لئے اُن کے لئے دعا ردشمس ہی وقوع مین نہ آی درحقیقت امیر المومنینؓ کی فضیلت
اسمین ظاہر ہوتی کہ خاص انکی ہی دعا سے ردشمس ہوتا اور کیسکی دعا سے نہوتا اور یہ کہین ثابت
نہین سائل کو شرم نہین کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل تہوڑے تھے جو اُسکو بڑے

اہتمام سے جُداگانہ سوال قرار دیا اور ایک قاعدہ اور بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ جو معجزہ نبوی ہے اُس سے خواہ مخواہ غیر کی فضیلت ثابت نہین ہوتی اور اگر اُسکو تم نمانو تو اکثر معجزون سے فضیلت کفار کی نکل آویگی تتبع فضایل جمیع صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب صحابہ حضرت کے مرغوب و محبوب تھے لیکن بمقتضاء آیۃ کریمہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنھم فی الارض الخ کے خلفاء ایمان اور اعمال صالحہ سے مشرف ہوکر بہرہ اندوز خلافت جہات اربعہ ہوئے جاننا چاہئے کہ خداوند کریم نے خود اُن کے ایمان اور اعمال صالحہ اور خلیفہ بنانے کے لئے تئیس مدت پیشتر خبر دی افسوس ہے جو امر خداوند تعالیٰ کی مرضی سے ہو رو افض اُسکو نمانین یہ وہ مثل ہے کہ بادشاہ کا مال صرف ہوا اور خزانچی کی جان نکلی یہ کیسی مسلمان ایماندار ہین کیا اسی بات پر ایمان لائے ہین کہ حکم خُداوندی نمانینگے اگر یہ بات ہے تو بیشک پختہ مومن ہین۔

سوال ۸ ازجانب شیعہ

حضرت علیؓ کے لئے پیغمبر خدا نے یہہ فرمایا یا نہین کہ وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھتے ہین اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتے ہین یا یہ کہ لڑائی خندق کے دن کی حضرت علی کی افضل ہے تمام اُمت کے اعمال سے جو قیامت تک کرین۔

جواب سوال ہشتم۔ واقعی رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کی شان مین فرمایا کہ وہ اللہ کو دوست رکھتے ہین اور اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور یہ ہمارا عین ایمان ہے پر اس سے افضلیت کا ثابت کرنا ایسا ہے جیسا کسی نے کہا ہے ؎ چہ خوش گفت ست سعدی درزلیخا ؛ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا صاحبو اول تو خدا تعالےٰ ہر متقی کی نسبت فرماتا ہے ؛ ان اللہ یحب المتقین دوسرے تبعان سنت کو یہ آیت ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ؛ جسکے معنی یہ ہین کہ اگر تمکو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ کو تم سے محبت ہوجاوے گی اور اللہ تمہارے سب گناہ بخشدیگا اور اللہ غفور رحیم ہے ؛ اس سے ظاہر ہے کہ یہ بات ہر مومن کو نصیب ہوسکتی ہے ورنہ ہدایت کے کیا معنی ہین اگر یہ بات ممکن نہوتی تو پھر یہ ارشاد ایسا تھا جیسے یون کہتے تم خدا ہوجاؤ اور ہم نے مانا یہ امر اورونکو حاصل نہین یا بدشواری حاصل ہے پر اسکو کیا کیجے خدا تعالےٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گروہ کی شان مین اُس سے زیادہ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنو من یرتد منکم فسوف یاتی اللہ

بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم حاصل معنی یہہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تم مرتد ہوجاوگے
تو اللہ اور ایسے لوگونکو لے آے گا جنسے خدا کو محبت ہوگی اور خدا سے اونکو محبت ہوگی مومنونکے سامنے
ذلیل کافرون کے روبرو بڑے عزت والے خدا کی راہ مین جہاد کرینگے اور کسیکے برا کہنے سے نہ ڈرین گے
اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بہت وسعت والا دانا ہے اول تو یہی فرق دیکہئے کہ وہ حدیث
ہے اور یہ آیت دوسرے اسمین فقط محبت طرفین ہی کا ذکر نہین یہ اتنے لنبے چوڑے فضائل اور بہی ہین
اور پہر کس انداز سے فرماتے ہین یہ ہمارا فضل ہے ہر کسیکو نہین ملتا جسکو ہمارا جی چاہتا ہے اُسکو دیتے ہین
بہرحال یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اُن کے ہمراہیونکی شان مین پہلے سے نازل فرمائی گئی ہے دلیل
مطلوب ہے تو سُنیئے اس آیت سے دو باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو کچہہ لوگ مرتد ہوجائینگے دوسرے
یہہ کہ اُنسے وہ لوگ لڑینگے جو خدا کے پیارے اور ایسے اور ایسے ہونگے سو آپ ہی فرمائیے کسکے زمانہ مین لوگ
مرتد ہوئے اور کون اُنسے لڑا باقی حضرت ابوبکر کو اگر نعوذ باللہ مرتد کہتے ہو تو یہ فرمائیے بجز کفار اونسے
اور کون لڑا حضرت علی لڑے یا حسین لڑے اور اگر آپ کے نزدیک کفار ہی خدا کے پیارے اور موصوف
باوصاف مذکورہ ہین تو مبارک باد ہم ہارے تم جیتے صح باقی خوارج کو مرتد نہین کہہ سکتے وہ بدعتی تھے مرتد
جب ہوتے جب کہ کلام اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوجاتے سو کلام اللہ کی نسبت
اُن کا اعتقاد تو اہین حدیثون سے ثابت ہے جن سے اُن کی مذمت نکلتی ہے ہان یہ بات جدی رہی
کہ وہ بدعت کس درجہ کی تہی کفر کے درجہ کو پہونچ گئی تہی یا ابہی سرحد اسلام ہی مین تہی بہرحال مرتد
ہونا اور ہے اور بدعتی ہونا اور جیسے شرابی ہونا اور ہے اور زانی ہونا اور ہے اور اگر بالفرض اسکو ارتداد
ہی کہتے ہین تو وہ ارتداد اس ارتداد کی برابر نہین اسی لیے خوارج کے قاتل ایسے عظیم المرتبہ نہونگے جیسے
قاتلان مرتدان زمانہ صدیق اکبر۔ اور حق یہ ہے کہ خوارج بدعتی ہین پر پرلے درجہ کے بدعتی جیسے
شیعہ ویسے ہی خوارج ہان بوجہ سب وشتم افضل الصحابہ اگر روافض کو خوارج سے بڑہکر کہئے تو
بجا ہے چنانچہ حدیثون مین جو روافض کی مذمتین ہین وہ خوارج کی مذمتون سے بڑہکر ہین ہاے افسوس
یہ فرقہ بھی اگر اسیطرح لشکر آرائی کرتا اور صحابہ سے برسر پرخاش ہوکر سر قلم کراتا تو کیا اچہا ہوتا
یہہ جہگڑا ہی چُک جاتا۔ اب رہی یہ بات کہ ایک جہاد خیبر تمام اعمال امت سے بڑہ جاے یا رد نکی

گھڑھی ہوی بات ہے حدیث اور کلام اللہ مین اُسکا کہین تپا نہین۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

قول اُسکا کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہین الخ یہ الفاظ بعینہ اُس قوم کے حق مین خداوند تعالی نے فرمائے ہین جو مرتدین کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالے قایم کرے گا قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین الخ مصداق اس آیت کی خلیفہ اول اور اُن کے معاون ہین اور وجہ فرق کی کچھہ نہین حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بھی اُن کے شامل مورد اُن الفاظ کے ہین علاوہ برین جیسے یہہ دو حدیثین حضرت علی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین ایسے ہی ایک آیت اور ایک حدیث حضرت ابو بکر کی فضیلت مین منجملہ چند آیات و احادیث کے بیان کی جاتی ہین لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ عند اللہ اسکے مصداق حضرت ابو بکر ہین جب اللہ تعالے منکم تمام اصحابہ کی جانب خطاب فرماکر اعظم ہونا فرمائے تو پھر کیا حجت باقی رہ گئی اور حدیث یہ ہے عن ابن عمر قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو بکر الصدیق علیہ عباءۃ قد خللہا فی صدرہ بخلال فنزل علیہ جبرائیل فقال یا محمد مالی اری ابا بکر عباءۃ قد خللہا فی صدرہ بخلال فقال یا جبرائیل انفق علی قبل الفتح فقال فان اللہ یقرء علیہ السلام ویقول قل لہ اراض انت عنی فی فقرک ہذا ام ساخط فقال ابو بکر اسخط علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض انا عن ربی راض غور کرنے کی جگہہ ہے کہ جب اللہ تعالے جسکو صحابہ سے اعظم درجہ کا فرمائے اور سلام کہلا کر بھیجے اور رضا جوی کا طالب ہو اسکا کیا کچھہ مرتبہ ہوگا وہ بہت محب و محبوب ہے اور جو کہ آپنے حدیث خندق کی تحریر فرمائی ہے اہل سنت کے کتب معتبرہ مین پتا ہی نہین ایسی تو بے ٹھکانے کی بات نہ فرمائے یہہ دین کا مقدمہ ہے۔

سوال ۹۔ از جانب شیعہ

شیخین یا دیگر صحابہ داخل امت ہین یا نہین

جواب سوال نہم شیخین و دیگر صحابہ داخل امت محمدی کیا سر دفتر امت محمدی ہین اعتبار نہ آئے تو کلام اللہ کی سند لیجئے خداوند کریم سورہ تحریم مین فرماتا ہے یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ اس آیت کے معنی او پہ کے ٹکڑے سمیت یہ ہین اے ایمان والو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو

شاید تمہارے گناہ ہونگا بھی اللہ کفارہ کردے اور داخل کردے تمکو ایسی جنتون مین جنکے نیچے سے نہرین بہتی ہونگی کسدن جسدن کہ نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اُن لوگون کو جو اُسکے ساتھہ ایمان لائے پہر اُسکے بعد اور تعریف فرماتے ہین مگر ہمین انحصار منظور ہے مطلب یہہ ہے کہ عام مومنونکو یہ ارشاد ہے کہ اگر توبہ خالص کرکے لاؤگے تو شاید تم بھی نبی صلعم اور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھہ جنتون مین داخل ہوجاؤ اب دیکھئے الذین آمنوا معہ کا ترجمہ بھی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے نبی کے ساتھہ سو تمہین فرماؤ وہ صحابہ ہین یا نہین اور آپ ہی ان اگر فقط التوا فرماتے تو یہ بات سبکو عام ہوجاتی مگر اس صورۃ مین یہ کلام اللہ لغو ہوجاتے اسوقت مین اس مثل کے کیا معنی تہے عام لوگون کا جو حال ہوگا وہ عام لوگون کو ئے تو یقینی ہے دوسرے اتنی بات کے لئے اور توبہ کرانے کی کیا ضرورۃ تہی تیسرے عام لوگونکو نبی ساتھہ اتنی مشارکتہ کی امید کہان ہے بہت سے نام کے مسلمان اُسروز رسوا ہونگے اور بہت سی رسوائیو نکے بعد کہین جنت مین جائینگے بہرحال آمنوا معہ کی مصداق صحابہ ہین اور وہ بایں وجہ سرد فتر امت ہین کہ اُن کے لئے روز قیامت رسوائی کا اندیشہ نہین اور دوسرون کو اُنکی معیتہ بشرط توبہ خالص میسر آئے تو آئے ورنہ استحقاق کی تو کوئی صورت نہین چنانچہ اسلئے عسیٰ کے لفظ کو بیچمین لائے ورنہ فقط اس مین کیا کمی تہی کہ یون فرما دیتے توبو توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یکفر عنکم سیئاتکم جس سے خواہ مخواہ بھی استحقاق تائبان مشارالیہم ثابت ہوجاتا اور بیچمین ایک لفظ بیمعنی نہ آتا اور کلام قدیم یون غیر فصیح و بلیغ مثل کلام احمقان بے عقل نہو جاتے فقط۔

جواب ثانی از طرف مولوی عبد اللہ صاحب

جاننا چاہئے کہ قیامت تک جو شخص اتباع کرنے والا طریقۂ رسول مقبول کا ہوگا وہ امتی ہوگا چہ جائیکہ صحابہ کہ وہ تو ماسوائے اطاعتہ خدا اور رسول کے مصاحبت کا بھی درجہ لیکر کسینے درجہ صدیقیتہ اور کسی نے فاروقیتہ اور کسی نے ذی النورانیتہ اور کسی نے اسدیتہ کا اڑایا علی رغم انوف المخالفین۔ اخرج ابو علی من حدیث قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس عبد العزیز بن محمد عن عبد الرحمن بن حمید عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ صلعم عشرۃ فی الجنۃ ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعید فی الجنۃ وسعد بن وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید بن عمرو فی الجنۃ وابو عبیدہ بن الجراح فی الجنۃ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے دس آدمی جنت مین ہین ابوبکر جنت مین ہین اور عمر جنت مین ہین اور عثمان جنت مین ہین اور علی جنت مین ہین اور

زبیر جنت مین ہین اور عبدالرحمن بن عوف جنت مین ہین اور سعد بن وقاص جنت مین ہین اور سعید بن زید
ہین بن عمرو جنت مین ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت مین ہین یہہ سب لوگ عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ متبعین
سُنت رسول اپنی امتی و جنتی ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جو رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے وہ
اُمتی ہین اور اُمتی ہونمین ازواج مطہرات اور دیگر اہلبیت اور صحابہ سب برابر ہین اور اسکو امت اجابت
کہتے ہین صحاح مین یہ حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ صلعم نے وقت نازل ہونے وانذر عشیرتک الاقربین
سب قریش کو عام خاص کرکے پکارا اور سب سے یہی فرمایا انقذوا انفسہم من النار فانی لا اغنی منکم فی اللہ
شئیا ترجمہ اپنی جانون کو بچاؤ آگ سے مین نہین بے پروا کر سکتا تم سے اللہ کے معاملہ مین اور یہی
اکہی عینہٗ حضرت سیدۃ النساء فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ ابلاغ مین سب برابر
ہین اور خاصکر شیخین کی شان مین تو امام محمد باقر سے صاحب نصوص کی روایت ہے انہ قال الجماعۃ خاضو
فی ابی بکر و عثمان الا تخبرونی انتم من المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم تبتغون فضلا من اللہ
ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوء الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہا
ہاجر الیہم قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ہذین الفریقین وانا اشہد انکم لستم من الذین قال
اللہ تعالے والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم ترجمہ اونہون نے ایک جماعت سے جو ابوبکر اور عمر اور عثمان کے
معاملہ مین کہود کرید کر رہے تھے تبلاؤ تم مجکو تم ہو مہاجرین مین سے جو نکالے گئے اپنے گہرون سے اور جدا
کئے گئے اپنے مالون سے تلاش کرتے ہین اللہ کے فضل کے اور خوشنودی کی اور مدد کرتے ہین اللہ کی اور
اُسکے رسول کی کہا اُنہون نے ہم اُن مین سے نہین کہا امام نے تم ان لوگون مین سے ہو جنہون نے ٹہکانا
دیا اور ایمان کو اپنے دلون مین دوست رکھتے ہین اُن لوگون کو جو اُن کی طرف ہجرت کر آئے کہا انہون نے
ہم اُن مین سے ہی نہین کہا امام نے تم تو برے ہو چکے ان دونون فریقون مین شامل ہونیسے اور
مین گواہی دیتا ہون کہ تم نہین ہو اُن لوگون مین سے جنکے لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے اور وہ لوگ آئین
بعد اُنکے کہین گے اے رب ہمارے بخش دے ہمارے لئے اور ہمارے اُن بہائیون کے لئے جو ایمان سے
ہم سے پہلے گذری اور ہمارے دلون مین کینہ مت کر اُن لوگون کا جو ایمان لائے بیشک تو مہربان
ہے بخشنے والا فایدہ خیال کرنے کی جا ہے کہ امام محمد باقر نے آیات کی سند لا کر شیخین رضی اللہ عنہما کی

فضائل ثابت کی اور تمہارے قلوب مین غل یعنی کینہ ثابت کیا اور آیات بالا کی عدم مصداق ہونے کا خود تمہیں اقرار ہے لیا اور تمہارے دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر گواہ ہے تو اب تباؤ کہ تمہارا کیا دین و ایمان رہا

سوال از جانب شیعہ

شیخین جمیع غزوات نبوی مین ثابت قدم رہے یا کبھی پس پا ہونے کا اتفاق ہوا۔

جواب سوال دہم و یازدہم حضرت علی کسی غزوۃ مین فرار نہین ہوئی اور نہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ ہان غرض سایل کو ہم سمجھتے ہین اسلئے گو وہ صاف نہین پوچھتا پر ہم صاف جواب دیتے ہین حضرت سائل حضرت عثمان پر آوازہ کستے ہین مگر اس بیہودہ دست پا زنی سے کیا فایدہ ہوا حقیقت حال ہم سے سُنئے جنگ احد مین لشکر ظفر پیکر جا بجا معرکہ آرا تہا بامداد خداوندی وبرکت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آثار فتح نمایان ہوئے مشرکین بہاگے اہل ایمان نے غنیمت پر ہاتہہ مارنا شروع کیا مشرکین نے کمینگاہ سے نکلکر پیچھا لیا مارا ادہر شیطان نے باواز الا ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل کہہ سنایا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ مارے گئے اُدہر تو سر پر دہ بلا ناگہانی ادہر یہ صدمہ جانی اس بیتابی مین معرکہ آرائی بیحاصل نظر آئی مصرعہ جسکے ہم عاشق ہوئے تھے اب وہ جانان ہی نہین : اس رنج وغم مین خادمان دور اُفتادہ کا پانو اکھڑ گیا اور نہ اکھڑتا تو انکی محبت پر تف اور انکی جانبازی پر دوف تہا اگر وہین جمے رہتے تو ہم جانتے انکو صدمہ ہی نتہا غرض وہ ایمان دار تھے ایماندارون کو یہہ صدمہ ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا انکو ہوا پر بے ایمانونکو محبت کی کیا قدر محبت نبوی ہوئی ہو تو جانین بہر حال جو لوگ دیدار مبارک سے مشرف تہے جیسے حضرت علی ابوبکر حضرت عمر اُن کے دل ٹہکانے تھے اور جو لوگ دور کے مورچون پر تہے اس خبر ہوش ربا سے بیہوش ہو کر افتان وخیزان مدینہ کی طرف روان ہوئے اُنہین ایک حضرت عثمان ہی تھے پر چونکہ یہ حرکت قابل ترحم اور لایق قدر شناسی تہی نہ موجب عتاب سرزنش خداوند کریم نے اس ظاہری خطا سے درگزر فرمایا اور بہر تسکین یہ ارشاد فرمایا ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفی اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان نے اُنکو بہلا تہا پر اللہ نے معاف فرما دیا پر اُسکو کیا کیجئے حضرات شیعہ خدا کی ہی نہین سُنتے خیر وہ نہین سنتے تو اہل ایمان تو انکی سنین ورنہ اللہ سے لڑائی ٹہری وہ معاف کئے جاؤ تم نہین کرتے صاحب اور صاحب ہوتے کون ہین خدا انہین خدا کے بیٹے پوتے بہائی برادری نہین ایک راندہ درگاہ حق ہین جو الٹی ہی بکی جاتی ہین

اور خدا سے نہین شرماتے بالجملہ نہ یہہ قصور حقیقۃ مین قصور ہے نہ یہہ خطا حقیقت مین خطا یون خدا کے سامنے ہماری عبادت ہی خطا ہے نہ اس سے کوئی فضیلت ہاتھہ سے جاتی ہے نہ لیاقت خلافت مین بٹا لگتا ہے ورنہ ہم تو نہین کہتے حضرت یونس جو بوجہ بہاگ گئے اُن کی شان مین حضرات شیعہ شاید اور بہی کچھہ زیادہ کہین اور منصب نبوت سے معزول فرماوین کوئی پوچھے خدا کا واسطہ نبوت تو اتنی بات سے ہاتھہ سے نجائے اور خلافت کی لیاقت چہن جائے فقط۔

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

شیخین کسی غزوہ مین پس پا نہین ہوئے سب غزوات مین ثابت قدم رہے یہ اشاعت دین اُنکی ثابت قدمی کا ہے ثمرہ ہے کہ بعد فتح ملک عرب ملک شام وروم وایران وتوران مین اسلام شائع ہوا اور مسلمان ان ملکون کے اُسکے عمدہ نشان ہین غزوہ احد اور حنین مین اول ضعفا مسلمین کے قدم اُٹہہ گئے تھے پر اکثر صحابہ خاص کر شیخین نے میدان جنگ مین نہین چہوڑا اور شمشیر زنی سے منہ نہین موڑا اور بے ترتیبی صفوف کے ہو جانے سے بہاگنا نہین کہلاتا چنانچہ حنین مین واقع ہوا کیونکہ حضرت ابو بکر وحضرت عمر وحضرت ابن مسعود وحضرت علی وحضرت عباس وحضرت ابو سفیان بن الحارث و حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب وحضرت عقیل بن ابی طالب ودیگر از اہل بیت اُس جگہہ موجود تھے حضرت عباسؓ رکاب راست تہامے ہوئے تھے اور حضرت ابو سفیان رکاب چپ یا حضرت ابو سفیانؓ باگ نغلہ کی تہامے ہوئے تھے اور یہ سب لوگ داہین باہین موجود تھے چونکہ اس غزوہ مین صحابہ اپنی کثرت اور کفار کی قلت دیکھکر خیال کیا تہا کہ اُنکو طرفۃ العین مین ہزیمت دیدینگے اپنی کثرت دیکھکر استمداد خداوند کریم سے غفلت ہوی اللہ تعالے کو یہ تغافل پسند نہ آیا اور اُنکے متنبہ کرنے کے لئے قدرے تزلزل اور تفرق ڈالدیا جب اُس غفلت سے ہوشیار ہوگئے حضرت عباس کی پکارنے کی آواز سے یا لبیک یا لبیک کہتے ہوئے بجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے اور کفار کو زیر وزبر کردیا اللہ تعالے نے مدد بہیجی جیساکہ کلام مین مذکور ہے۔ ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا ترجمہ بیشک اللہ تعالے نے تمہاری مدد کی بہت سی جگہہ اور حنین کے دن جبکہ خوش کیا تمکو تمہارے زیادہ ہونے

سو یہہ تمہارے کام نہ آے پہر اللہ نے ٹہنڈک اُتاری اپنے رسول پر اور سب مومنون پر اور اُتار البسا لشکر جسکو تمنے نہین دیکہا فائدہ خیال کی جاہیے کہ جب خداوند کریم کو صحابہ کی اتنی ہی غفلت گوارہ نہو تو حضرات شیعہ اُنکو کفر و فسق کی کس مُنہ سے تہمت لگاتے ہین چاند پر خاک ڈالے سے کیا ہوتاہے آپ ہی غبار سے اندھے بنتے ہین اور اگر یہہ اعتراض اشارۃ حضرت عثمانؓ کی طرف ہے تو بڑی ہی حماقت ہے سلمنا اگرچہ اونسے خطا ہی صادر ہی ہوئی کیا حرج ہے ہم امام کی معصومیت کے قایل نہین جو تم دندان اعتراض تر کرو بلکہ ہم بہ نسبت خلیفہ کے ان شرایط کے قایل ہین مسلم حر مذکر عاقل بالغ قریشی قادر بر احیاء علوم دینیہ و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی و منکر و قیام امر جہاد و قضا و اقامت حدود و علاوہ برین جب اللہ تعالے کے یہان سے اونکی معافی ہوگئی پہر کیا جھگڑا باقی رہ گیا اور نیز تایب بہی مثل بے گناہ کے ہوتاہے چنانچہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ و من تاب و عمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا سے واضح ہے جبکہ ہمارے نزدیک امامت کے واسطے معصومیت کی شرط نہین اسلئے گناہ عثمانی موجب عدم قابلیت خلافت نہوا لیکن بمقابلہ حضرت امیر معاویہ و یزید کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت حسنؓ ترک فرض عین کرنے سے حسب ظنون شیعہ کے قابل عہدہ امامت نرہے اسبات کا کیا علاج کرین گے کس مُنہ سے اُنکو قابل امامت کہتے ہین اور دوسرون کی عدم قابلیت منہ پر لاتے ہین

سوال ۱۱ - از جانب شیعہ

حضرت علی بہی کسی غزوہ مین پس پا یعنی فرار ہوے یا نہین

جواب از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی غزوہ مین فرار نہین ہوئے وہ کیون فرار ہوتے وہ تو اسد اللہ الغالب تھے - اپنا یہہ مذہب نہین کہ خواہ مخواہ کسیکو بُرا کہین خصوصاً ایسے اکابر کو نعوذ باللہ منہا یہ کمال حضرات شیعہ ہی مین ہے کہ نہوئی بات کو اپنے عقیدہ فاسدہ کی تائید کے لئے جسطرح چاہین بنالین ہمارے ظنون و کتب کی بموجب تو جان بازیکے معرکون مین استقامت کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و خلفاء ثلثہ کا فضیلت سے پر بروایت کلینی و دیگر کتب معتبر شیعہ کے بموجب کہ ائمہ اپنی موت و حیات پر قادر ہین کچہہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت نہو گی اور خلفاء ثلثہ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی کیونکہ اُنکو شیعہ امام ہی نہین جانتے باوصف حسب ظنون شیعہ خلفاء ثلثہ امام تہے اور یاین جہتہ اپنی موت و حیات قادر نہ تھے پہر جانبازیکی لڑائیان لڑتے تھے کسقدر مطیع حکم خدا و رسول تھے اسیواسطے آیت ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ کی مصداق تہی اور اگر حضرات شیعہ اپنے خیال خام کے یعنی ائمہ کے موت

موت وحیات کے قادر ہونے پر اسی آیت سے استدلال پکڑین اسطرح پر کہ بیع وشرا اپنی ہی ملک مین جاری ہوا کرتی ہے دوسرے کی ملک مین نہین ہوتی بیشک ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ خداوند کریم نے مومنین کا لفظ فرمایا اور یہ وصف قرار دیا یقاتلون فی سبیل اللہ تو اسمین کچھ تخصیص تمہاری اماموں کی نہین یہ منصب جلیلہ دور تک پہونچتا ہے دوسرے یہ کہ جس چیز کا مالک ہوتا ہے قادر ہونا کچھ ضرور نہین جیسے باندی غلام یا بیل بکری کا مالک ہوتا ہے قادر نہین ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو کوئی اپنے باندی غلام یا بیل بکری کو مرنے ہی نہ دیا کرتا پس معلوم ہوا کہ ملک اور قدرت مین بہت فرق ہے اور آیت مذکورہ سے ملک ثابت ہوتی ہے نہ قدرت ملک بھی مانگی پہ نہ تانگے جیسے کوئی بادشاہ ایک شخصکو کسی ضلع کا عامل بناکر کہدے کہ اسکا محصول تو ہی کہایا جب ہمارا دل چاہے گا تجھکو معزول کردین گے ۔ فقط

سوال ۱۲ و ۱۳ ازجانب شیعہ

نبیؐ کو غصہ دلانا کیا ہے ۔ اور عدول حکمی کرنے کی کیا جزا ہے

جواب سوال دوازدہم وسیزدہم

رسول اللہ صلعم کو بوجہ جان بوجھکر غصہ لانا اور خفا کرنا کفر ہے سو الحمد اللہ کوئی صحابی اس جُرم مین مُبتلا نہین ہوا اور اگر حضرت ابو بکر صدیق سے کچھ جہیبڑ چہاڑ ہے اور یہ غرض ہے کہ حضرت فاطمہ اُنپر غصہ ہوئین اور بہ شہادت حدیث فاطمہ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی اُنکے غصہ کو رسول اللہ صلعم کا غصہ سمجھے ہو تو یہ بات دل سے دور رہے حضرت صدیق تو اس مین داخل نہین ہو سکتے ہان حضرات شیعہ کی فہم کے موافق نعوذ باللہ حضرت علے البتہ اس مین داخل ہوئے جاتے ہین حضرت ابو بکر صدیق تو رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد سے ناچار تھے لا نورث ما ترکناہ صدقۃ جسکا حاصل یہ ہے کہ نبی کا کوئی وارث نہین ہوتا اُسکا ترکہ سب صدقہ ہے اس صورت مین حضرت ابو بکر صدّیق کو کچھہ غم نہین بلکہ امید اتباع ارشاد نبوی ہے پر حضرت فاطمہ زہرا کو بوجہ غصہ ہونے کا شیعہ جواب دین کہ وہ ناحق کیون غصہ ہوئین اہل سنت تو اُنکے غصہ ہونے کے قائل ہی نہین ہان جیسے دوستون مین کچھ بحث و تکرار معمولی دیکھکر بعض سادہ لوح یون سمجھ جاتے ہین کہ اپنین آپس مین رنج ہو گیا سوال فدک کے بعد جو حضرت فاطمہ بوجہ ندامت طلب ناحق شرمندہ ہوئین اور آمد و شد کم اور ربط وضبط سابق کم ہو گیا ادہر حضرت ابو بکر صدّیق بوجہ کمال نیاز مندی در دولت پر حاضر ہوئے اور اس احتمال پر کہ آپ خفا ہی ہو گئین ہین

جو وہ بات نرہی عذر معذرت کی عفو تقصیر چاہا وہان رنج ہی کیا تہا جو جہگڑا پہیلتا راضی رضا ہو کر اپنے گہر کو چلے آے اس قصہ کو ظاہر بینون نے رنج پر محمول کیا حقیقت شناسان دانشمند نے اُسطرف ندامت مذکور کا خیال کیا اس طرف احتیاط اور ادب بنویکا احتمال جمایا سو آپ ہی فرمائے کہ اس صورت مین طرفین کا کیا قصور رہا حضرت فاطمہ زہرا کا بوجہ لاعلمی فدک کا سوال کر لینا کیا بُرا ہے ہان بعد طلب البتہ ندامت عُمدہ اوصاف مین سے جو سوا اہل کمال اور کسی سے متصور نہین ادہر حضرت ابو بکر نے ادب اور احتیاط فرمائی یہ بیجا کیا یا یہ بیجا تہا کہ ویسے ہی اپنے غرور افضلیت اور نخوت خلافت مین پڑے رہتے اور خبر نہ لیتے بہرحال یہ بات اچہی ہے جسمین ممدوح خُدا یعنے ابو بکر صدیق پر بہی حرف نہ آیا اور جگر گوشہ رسول اللہ صلعم کی بہی تعریف نکل آئی یا یہ کہ اُن پر ظلم کا داغ لگے جس سے اتمام کار نعوذ باللہ فہم و فراست خداوندی کو بٹہ لگے ان پر جب دُنیا احتمال ہو جس سے سیدۃ النساء ہونے مین شک و شبہ پیدا ہون اور اگر یہ عذر ہے کہ حدیث مذکور غلط ہے تو یہ دوسرا اعتراض ہے بلکہ اس صورت مین یہ اعتراض بہی اُس حدیث کے غلط ہوتے ہی پر موقوف ہوگا سو پہلے اُسکو غلط ٹہرائین جب کہین اسباب کے لئے مُنہ پہیلائین مگر یہ یاد رہے کہ حدیث مذکور غلط ہو جائے گی تو رسول اللہ صلعم کا حیات النبی ہونا اور قبر مین اُسی بدن سے زندہ ہونا پہلے غلط ہوگا سو تمہین کہو رسول اللہ صلعم کی یہی قدردانی ہے کہ جیسے اور شیعہ مر کر نلپاک ہو جاتے ہین اور پہر طعمہ مور و مار بنجاتے ہین کیا رسول اللہ صلعم بہی ایسے ہی جسم بیجان ہوگئے اور جیسے اور اینٹ پتہر ہین آپ کا بدن بہی بیجان ہوگیا ہمارا تو عقیدہ ہے کہ آپ کی حیات زیر پردہ مُوت اسیطرح مستور ہے جیسے چراغ کو ہنڈیا مین رکہکر سرپوش ڈہکدیجے یہ نہین کہ جیسے چراغ گل ہو جاتا ہے آپ کی شعل حیات بہی گل ہوگئی اگر آپ بہی روشن ہوگا گو آپ کا اقرار کہنے کو حق بجانب ہے کہ چراغ روشن ہنڈیا مین ہو یا ہنڈیا کے باہر اُس کے روشن ہونے مین کچہہ کلام نہین بلکہ ہنڈیا مین ہو تو نور منتشر اکہٹا ہو جاتا ہے اور اُسکے اندر ہی سما جاتا ہے جس سے بہ نسبت سابق ہمتو زیادہ سمجہتے ہین آپ اپنی کہئی آپ کیا سمجہتے ہین بہرحال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم قبر شریف زندہ ہین اسلئے آپ کی مال مین میراث جاری نہین ہو سکتی ہان حضرت فاطمہ کو اُسکی خبر نہ تہی بوجہ غلطی اول بار طلب فدک مین قدم بڑہایا جب معلوم ہوا اور حضرت علی اور حضرت عباس نے بہی گواہی دی چپ ہو رہین اور پہر اسبات مین کلام نہ کی سو یہی حدیثون مین موجود ہے کہ مرتے دم تک پہر گفتگو نہ کی جسکو حضرات شیعہ نے موافق مثل مشہور بہوکے کو دو اور دو چار روٹیان ہی نظر آتی ہین ترکا نزاع کر

پر محمول کیا اور یہ نہ سمجھا کہ اس صورت مین فقط ممدوح خدا یعنے صدیق اکبر ہی کو عیب نہین لگتا بلکہ خدا تک ادہر حضرت فاطمہ زہرا تک پہونچتی ہے حضرت علی اور حضرت عباس کا اس حدیث پر گواہی دینا بجا ہے اور مسلم مین موجود ہے اور حضرت فاطمہ کے غلط سمجھ جانیسے گہبراتے ہو تو حضرت موسی اور حضرت خضر کا قصہ پہلے ہی پیش کر چکا ہون اُس سے نبیون کا غلط سمجھ جانا ثابت ہوتا ہے حضرت فاطمہ تو ولی ہین بالجملہ حضرت ابو بکر صدیق پر کوئی اعتراض ممکن نہین حدیث مذکور غلط ہو گئے تو بہت سے ارکان دین ڈہانے پڑین گے اب رہی بات کہ اگر حضرات شیعہ کا مسلک اختیار کیجئے تو البتہ حضرت کے پاس پاس کو یہ اعتراض جاتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت علی نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تہا حضرت فاطمہ نے حضرت نبی سے شکایت فرمائی اُسپر آپنے خطبہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا فاطمہ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی اب فرمائیے یہ کسکو سُناتے ہین ابو بکر صدیق کو یا حضرت علی کو پہر ابو بکر کو کے پاس ارشاد نبوی اعنی لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کا ہی سہارا تہا حضرت علی کو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کے لئے کس نے کہا تہا علاوہ برین بارہا معاملات خانگی مین باہم رنج کا اتفاق ہوتا تہا چنانچہ جس روز لقب ابو تراب سے رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو مشرف فرمایا اُس روز بہی رنج باہمی کے باعث حضرت امیر خفا ہو کر مسجد مین آ لیٹے تہے ،،

جواب سوال سیزدہم - نبی کی عدول حکمی کو کون نہین جانتا ہے کہ بُری ہے اگر بطور مقابلہ ہو تو کفر ہے اور بطور دیگر ہے تو فسق پر بحمد اللہ صحابہ خصوصاً چار یار اور عشرہ مبشرہ وغیرہ مشاہیر صحابہ مین سے کوئی شخص اس بلا مین مبتلا نہین ہوا ہان بطور شیعہ البتہ کسیقدر حضرت امیر کو الزام لگ سکتا ہے رسول اللہ صلعم نے ایک رات تہجد کے لئے حضرت امیر کو اُٹہایا حضرت نے جواب دیا پر مخالف طبع نبوی دیا عرض کیا جب خدا کو منظور ہوگا ہم کو جبہی اُٹہین گے ابہی نہین اُٹہتے سو آپ ناچار یہ کہتے ہوئے چلے آئے وکان الانسان اکثر شیء جدلا یعنی انسان ہی بڑا جہگڑالو ہے باقی حضرت عمر کیطرف اگر عنایت ہوئی ہے اور اس پیرایہ مین کچھ قصہ قرطاس کے اشارے کئے ہین تو اسکا جواب مفصل تو آپ ہدیۃ الشیعہ مین ملاحظہ فرمائین آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم کی ذیل مین بحث مفصل مرقوم ہے پر وار مردان خالی نرود یہان بہی کچھہ بالاجمال سنئے مشورہ دینے کو عدول حکمی کہنا انہین کا کام ہے جنکو سر و دم کی تمیز نہو رہی یہ بات کہ حکم معلوم مشورہ طلب تہا یا نہ تہا اور رسول اللہ صلعم کی بات مین بہی گنجایش مشورہ ہے یا نہین سو اول کا ہو چکی تہی دین تو کمی اور کسر باقی ہے نہی جو اس حکم کو علم خدا کہ

کا جواب تو یہ ہے کہ شہادۃ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم بروز حجۃ الوداع نازل

حکم خداوندی تصور فرمائے اور یون کہو کہ حکم قابل مشورہ تہا اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ قابل
مشورہ ہونا درکنار خدا تعالی کی طرف سے ارشاد ہے وشاورھم فی الامر یعنی مشورہ کر لیا کرو ای محمد صلعم
صحابہ سے اور یہی وجہ ہوئی کہ پہر رسول اللہ صلعم نے دربارہ تحریر حکم معلوم تا وقت وفات کچھہ نفرمایا ورنہ
حکم خدا ہوتا تو ہم تو نہین کہ سکتے رسول صلعم کے ذمہ خدا کی عدول حکمی کا شیعو نکو منسوب کرنا پڑیگا بالجملہ حضرت عمر
کے یہ رای پسند خاطر نبوی صلعم ہوئی اور امر قوموا حضرت علی کی نسبت تہا بلکہ اور وںکی اختلاف کی باعث
جو رد و بدل ہوی اور جہگڑا کہڑا ہو گیا تو آپنے یہ ارشاد فرمایا اور اگر شیعہ اسپر بہی نہین مانتے تو یہ کہنا ہی پڑیگا
کہ حضرت عمر کی یہ رای ہی اور رایونکی مانند خدا کو منظور ہوی ورنہ حضرت عمر بندہ تہے خدا نہ تھے اور نعوذ باللہ شیعونکی
خدا ہی تہی چنانچہ مغیر بردان کا اُنسے ڈر کر تقیہ کرنا کچھہ اسیکا پتا دیتا ہی تو خدا سے بڑہ نہ تہی چہوٹے تھے مگر روحی ہوتی
اور تاکید فرماتی رسول اللہ صلعم کو یون نہ جانے دیتے لیکن کوی صاحب انصاف کرین کہ حضرت کی جواب مین
تاویل مشورہ کی گنجائش نہین ورنہ آپ یہ نہ فرماتی کان الانسان اکثر شئی جدلا اور نہ فرماتے تب یات
کوئی مشورہ طلب نہ تہی اسکی بہلائی برائی کو کون نہین جانتا ان کتاب معلوم کی لکہوانے مین یہ احتمال تہا
کہ کلام اللہ کی نسبت پہر یہ اعتقاد نرہے گا جیسا خود فرماتے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی
جسکا حاصل یہ ہے کہ اتاری ہم نے تیری طرف وہ کتاب جسمین ہر چیز کا بیان ہے ادہر پہلے فرما چکے انی تارک
منکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی جسکا حاصل یہ ہے کہ مین تم مین کتاب اللہ اور
عترت کو چہوڑے جاتا اگر دونون کو پکڑے رہوگے تو گمراہ نہوگی سواب وہ تیسرے چیز تہی تو کتاب اللہ کا تبیانا
لکل شئی ہونا اور یقین کا مایہ ہدایت ہونا دونون غلط ہو جائینگی اور اگر انہین دونون کی تائید تہی تو اب ہی
کیا کمی رہ گئی باقی شرح حدیث ثقلین زیادہ مطلوب ہو تو جواب سوم منجملہ جوابات اربعہ مشار الیہا کو ملاحظہ
فرما دیکہین اور اگر حضرت عمر کی اس عرض کو کہ حسبنا کتاب اللہ جسکو شیعہ عدول حکمی سمجہتے ہین
مانوت تکلیف سمجہی اور اہل عقل ہی سمجہتے ہین تو پہر اعتراض کی یہ بات اور قابل تعریف ہو جائیگی بلکہ جن
لوگون نے آپکے اس تکلیف کو اور وہ بہی اس شدت مرض مین باوجودیکہ کتاب اللہ موجود اہل بیت
موجود کسی اور ہدایت تامہ کی حاجت نہین گوارا کیا البتہ اُنکو کچھہ کہا جائے تو کہا جای پہر ہمارا یہ مشرب
نہین ہمارے نزدیک مشورت مین کبہی صحت کبہی غلطی ہوتی رہتی ہے ہان حضرات شیعہ برا کہین تو کہین
پر انہین برا کہین گے تو حضرت عمر کا بہلا کہنا ہی ذمہ ہے گا ادا کرین تو فبہا ورنہ قیامت کو دیندار

نہین گی باقی حضرت عمرؓ کی جسبنا کھتے سے غرض یہ معنی ہین کہ ہمین کتاب اللہ ہی کافی ہے یہ سمجھہ لینا کہ حضرت عمرؓ نے عترت کو جواب دیا یہ بہی طرفہ خوش فہمی ہے اجی صاحب اگر کوئی میزبان کسی مہمان کے سامنے دو چار روٹیان رکھکر اور روٹی لینے جائے اور وہ مہمان یہ کہے کہ بس یہی بہت ہین تو کہ عاقل کے نزدیک تو اسکے یہی معنی ہین کہ اور روٹی کی ضرورۃ نہین باقی کا انکار اسے نہین نکلتا ہان بیوقوفونکی زبان اور اصطلاح ہین اگر اسکے یہی معنی ہون تو ہون اور اگر کسی اور بات پر یہ ناک منہ چڑہایا جاتا ہے تو اُسکو اول بیان کرین ورنہ ہمارا کیا قصور یا ہن ہمہ جواب اجمالی جو اول معروض ہو چکا گفتہ ناگفتہ سب اعتراضون کو بدلے دندان شکنی کے لئے کافی ہے :

جواب سوال سیزدہم

نبی صلعم کی حکم عدولی اگر بطور مقابلہ و انکار ہے تو ہمیشہ کے لئے جہنم مین جلتا ہے ورنہ خدا کو اختیار ہے چاہے بخشے چاہے چھوڑے باقی اس پر سوال سے غرض اصلی ہے اسکی جڑ پہلے جواب مین کٹ چکی ہے مگر تیشہ زنی کا دماغ نہین۔

جواب ثانی از طرف مولوی عبد اللہ صاحب

نبی کو غصہ دلانا بہت بُرا ہے اور زنادان کا ماوی جہنم ہے مگر ماننا چاہئیے کہ در باب امتثال امر قاعدہ اصول کا یہ ہے کہ جیسا امر ہو ویسا ہی اُس کا امتثال کبہی تو امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جیسا اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ اور کبہی نہی بصورت امر ہوتی ہے اُسکا عدم امتثال بہتر ہے اور کبہی امر شفقت و رحمۃ ہوتا ہے اُسکا بہی امتثال وجوبی نہین جیسا کہ کہا نیمین نکہی گرنے کے باب مین فرمایا فاقتلوہ غرضکہ ایک امر کو دوسرے امر سے بہت فرق ہے اللہ کریم امر فرماتا ہے من شیاء فلیومن ومن شیاء فلیکفر اور رسول صلعم نے فرمایا ظاہر ہے کہ یہ الفاظ امر کے اور مراد امتثال امر نہین باعتبار صیغہ کے امر اور باعتبار دلالت حال کے نہی ہے اور صحابہ کو بحکم آیت وشاورہم فی الامر کے حضرت کی خدمتمین اپنی رای ظاہر کرنیکی اجازت تہی اور بعد ارشاد عرض و تکرار کے گنجایش حاصل تہی اُسکو کوئی عدول حکمی نہین کہہ سکتا کیونکہ ایسے ایسے خلاف امر تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہی نسبت ہو سکتی ہین ہین اوّل تو خاص اسی مقدمہ ہین لیجو رسول اللہ صلعم نے اینوالی عام حکم فرمایا تہا اسمین حضرت علی ہی شامل تہے دوسرے رسول اللہ صلعم کے قول کو مقابلہ قول حضرت عمر کے نماننا تیسرے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول (بلند نکرو اپنی اواز و نکو نبی کی آواز پر اور اُس سے بہت چلا کے بات مت کہو) کی کیون خلاف کیا وہ تو معصوم خطا سے تہے نص صریح کا خلاف کیا اور رسول اللہ صلعم نے تہجد کی نماز کے لئے جگایا اور تاکید کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نہ مانا اور یہ فرمایا اللہ لا نصلی الا من کتب اللہ لنا و انما انفسنا بید اللہ قسم ہے اللہ کی ہم تو وہی

نماز پڑہینگے جو اللہ نے ہمارے لئے فرض کی ہے اور ہماری جانین اللہ کے ہی قبضہ مین ہین تب حضرت صلعم نے حضرت سے ران مبارک پر ہاتہہ مارکر یہ فرمایا کان الانسان اکثر شئی جدلا (آدمی بڑا جھگڑالو ہے) اور ا یہ کہ صلحنامہ حدیبیہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت کے القاب مین لفظ رسول اللہ صلعم لکھدیا تہا کفار کو ناگوار گذرا حضرت نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ اسکو محو کردو مکرر سکرر فرمایا پر ایک نمانا اور یون کہا واللہ لا امحوک ابدا قسم اللہ مین کبھی نہین آپکا نام محو کرونگا الامر فوق الادب کو بھی کارنفرمایا ناچار ہوکر رسول اللہ صلعم نے اپنے دست مبارک سے محو کیا پس معلوم ہوا کہ اگر انکار و اصرار کسی مصلحت سے ہو بلا تعنت و اعوجاج قلب کے تو کچھہ حرج نہین

سوال ۱۴ - ازجانب شیعہ

کبھی پیغمبر خدا نے شیخین کی شان مین کوی ایسا کلمہ بیان کیا کہ جو انکی خلافت پر دلیل ہو مثل وصی و خلیفتی و ولی کل مومن و مومنہ سید المومنین امام المتقین سید العرب وغیرہ اگر بیان کیا تو مفصل معہ نشان کے تحریر فرماؤ

جواب سوال چاردہم شیخین کے حق مین یہ لفظ تو نہین فرمائے کہ وہ میرے وصی یا میرے خلیفہ یا ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہین پر اس سے بڑہ بڑہ کر کے الفاظ فرمائے ہین ایک تو یہی فرمایا ہے کہ اقتدوا بالذین من بعدی یعنے اقتدا کیجو ان دو شخصونکا جو میرے بعد ہونگے دوسرے علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی میری سُنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کے اتباع کو لازم سمجھنا با این ہمہ یہہ بھی فرمایا کہ آسمان مین تو میرے وزیر جبرئیل و میکائیل ہین اور زمین مین ابوبکر اور عُمر علی ہذا القیاس یہ بھی ارشاد ہے کہ جوانان جنت کے سردار تو حسنین ہین اور زیادہ عمر والونکے سردار ابوبکر اور عُمر ہین باقی آیات سے جو حضرت ابوبکر کی فضلیت ثابت ہے وہ علاوہ رہی اب آپ کلام اللہ و حدیث کو تولئی پھر یہ بولئے کہ یہ ارشاد جو خلفاء راشدین کے حق مین فرماتے ہین زیادہ ہین یا ولی کل مومنہ اسے تو آپ ہی جانتے ہین گے اولیاء اللہ خُدا کے دوستونکو کہتے ہین خدا کے حاکمون کو نہین کہتے ہم بھی حضرت کو تمام اہل ایمان کا دوست اور محبوب سمجھتے ہین چنانچہ بخاری وغیرہ اور صحاح مین ایسی حدیثین موجود ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ سوا مومن حضرت علی سے کوئی محبت نکرے گا اور سوا منافق کوئی اُنسے بغض نرکھیگا سو بفضلہ تعالی یہ دولت نصیب اہل سنت ہو ہی رہی ہے شیعہ انکی محبت ایسی ہے جیسے نصرانیون کو حضرت عیسیٰ سے محبت کوئی کہہ سکیگا کہ نصرانیون کو حضرت عیسیٰ سے محبت ہے ہان اپنے خیال سے محبت ہے البتہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہوتے تو پھر یہ محبت انہین کے ساتہہ ہوتے اب تو قصہ ایسا ہے جیسے اندھیرے مین کوئی

شخص غیر کے لڑکے کو اپنا فرزند سمجھکر گود مین اٹھا کر چومے چاٹے بیٹا بیٹا کہے اور پھر چاند نا ہو تو پھہان کر گود
سے ٹپک دی ایسی ہی نصرانی اور شیعہ اس ظلمتکدہ جہل مین حضرت عیسلی اور حضرت علی کو کچھہ کا کچھہ سمجھکر
عجز و نیاز کرتے ہین بروز حشر موافق ارشاد فیض بنیاد فکشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد
جسکے معنی یہ ہین کہ دور کر دیا ہم نے پردہ تیرا سو آج تیری آنکھہ بہت تیز ہے یہ پردہ جہل مرکب اٹھا یا جائیگا
اسروز معلوم ہوگا کہ نہ حضرت علی ایسے امام تھے جیسے شیعہ کہتے ہین کہ وحی آتی تھی اور نسخ احکام کا اختیار
تہا نہ اُنکو علم غیب تہا جیسے حضرات شیعہ فرماتے نہ رسول اللہ صلعم کے وصی اور خلیفہ بلا فصل تھی علی ہذا القیاس
باقی امام مسطور مذکور نہونا اور علم غیب کا نہونا تو کلام اللہ ہی مین صاف صاف مذکور ہے چنانچہ بشہادت
جملہ خاتم النبیین اور آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ جوابات اربعہ مشار الیہا
مین مذکور ہو چکا غرض ولی کل مومن و مومنہ وغیرہ الفاظ سے تو یہہ مطلب نکالنا ایسا ہے جیسا کسینے ہجو سے
اپنا نام بتایا تہا عین فی زہ عف مین فی زہ عف میرا نام محمد یوسف باقی لفظ وصی اور خلیفتی سنیون کی کتاب
سے اور کسی روایت مین نہین پہر کاہے کے لئے تین پانچ کیجاتی ہے با این ہمہ اگر ثابت ہی ہو تو وصی کی یہ معنی ہونگی
کہ آپ کو کوئی وصیتہ کی ہوگی دم وفات اکثر آدمی اپنے بیگانون کو وصیت کر جاتے ہین پر اتنی بات سے وہ خلیفہ
نہین ہنجاتے ہم بھی کہتے ہین رسول اللہ صلعم نے دربارہ تجہیز و تکفین مراعات ازدواج مطہرات وغیرہ کے وصیت
کی ہوگی جن مین سے یہ بھی ہو کہ تم مستحق خلافت نہین چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے امام احمد یا کسی اور
امام کی تخریج سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہاری لئے
تین دفعہ یہ عرض کیا گیا کہ علی سب مین مقدم رہین پر یہ عرض منظور نہوی باقی نام کتاب ہی تعین
و مطلوب ہو تو انتباہ المومنین دیوبند مین بہت ہین مطالعہ کرکے نام کتاب دریافت
کرین مجھہ کو اس وقت یاد نہین پر یہ یاد ہے کہ وہ حدیث صحیح ہی رہے یہ آیات
کہ دعا قبول نہوئی سو اس مین کچھہ قباحت نہین اور بہی بعض مواقع ہین ایسا ہوا ہے
چنانچہ امت کی خانہ جنگیون کی نہونی کی استدعا مقبول نہوی بخاری وغیرہ معتبر کتابون مین موجود ہے معہذا
اپنی بندہ خدا ہوتا ہے خدا کا حاکم نہین ہوتا اگر کوئی استدعا قبول نہو کیا حرج ہے بلکہ یہ نہ ہو تو پھر تہونکے اُن
کی طرف اور گمان ہونے لگے اسلیئے حضرت نوح کی دعا بیٹے کے حق مین اور حضرت ابراہیم کی دعا باپ کے
حق مین مقبول نہوی کلام اللہ موجود ہے علے ہذا القیاس خلیفہ ہونے کا یہ مطلب نہین کہ میرے

بعد ہی متصل تم خلیفہ ہو بلکہ اول تو یہ ارشاد نبیہ خلافت خاصہ ہی یعنے جب آپ غزوہ تبوک مین تشریف
لے گئے اور حضرت علی کو گھر پر چھوڑ گئے سو یہ گھر کی خلافت تھی نماز تک بھی آپ کے سپرد نتھی جماعتہ عبد اللہ بن ام
مکتوم ہے کراتے تھے دوسرے اگر خلافت عامہ سے مراد ہے تو پھر کیا آپ بھی ایک وقت مین خلیفہ ہوئے
اور اس وقت بین غرض یہ ہوگی کہ میرے اقارب مین تم سے تہین خلیفہ ہوکے حضرت عباس یا حضرت عقیل
یا حضرت عبد اللہ بن عباس نہون گے باقی رہے الفاظ باقیہ سید المومنین امام المتقین سید العرب
وغیرہ کسی صحیح روایت مین ہین نہ ضعیف مین یہ مفتریان مذہب شیعہ کی تراشی ہوئی باتین ہین ؛

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

سبحان اللہ آنکھین کھولو ہوش مین آو صد ہا احادیث جو ان الفاظ سے بڑھ چڑھ کر ہین فرمائے ہین ایسے
تو غافل مت بنو سوال اول کے جواب مین بھی اس قسم کی احادیث بہت کچھ بیان کر دی ہین پر اور بھی
لیجئے یہ امر تو نہایت ظاہر و باہر ہے اسمین شبہ کرنا بعینہ اپنے آپ کو بھول جانا ہے حدیث عن ابی سعید
الخدری قال قال رسول اللہ ما من نبی الا ولہ وزیران من اہل السماء و وزیران من اہل
الارض فاما وزیرای من اہل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیری من اہل الارض
فابوبکر وعمر ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبی ہوتا ہے
اُسکے دو وزیر آسمان والون مین سے ہوتے ہین اور دو وزیر زمین والون مین سے لیکن میرے دو
وزیر آسمان والون مین سے جبرئیل اور میکائیل ہین اور زمین والون مین سے ابوبکر اور عمر ہین دیگر
اخرج البزار والحاکم عن ابی اروی الدوسی الخ عن ابی اروی الدوسی قال کنت عند النبی
صلعم فاقبل ابوبکر وعمر فقال الحمد للہ الذی ایدنی بھما وحذیفۃ بن الیمان قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان ابعث الی الآفاق رجالا
یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل
لہ فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انہ لا غناء لی عنھما انھما من الدین کالسمع والبصر
ترجمہ روایت ہے ابن اروی دوسی سے کہا تہا مین بیٹھا ہوا نبی صلعم کے پاس جو ابوبکر اور عمر آئے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب تعریفین اللہ کے لئے ہین جسنے میری مدد کی ان دونون
کے ساتھ اور حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہا سنا مینے رسول اللہ صلعم کو فرماتے تھے مینے قصد کیا

عن ابی سعید الخدری

اسباب کا کہ آدمیون کو اطراف وجوانب مین بہیجون تاکہ وہ سنین اور فرض لوگون کو سکہلائین جیسا حضرت عیسےٰ بن مریم نے حواریین کو بہیجا تہا کہا آپ کا ابوبکر اور عمر سے کیا حال ہے فرمایا مجکو ان دونون سے بی پروائی نہین یہ دونو دین مین مثل کان اور آنکہہ کے ہین دیگر اخرج الترمذی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم ما لاحد عندنا ید الا وقد کافیناه ما خلا ابوبکر فان له عندنا یدا یکافیه الله بها یوم القیمة وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر وعن عمر قال ان رسول الله صلعم قال اللهم اعز الاسلام باحب هذین الرجلین الیک بابی جهل او بعمر بن الخطاب قال وکان احبهما الی الله عمر ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول صلعم نے فرمایا جس کسی شخص کا ہمپر احسان ہے ہمنی اُسکے بدلا کر دیا ہے سوا ابوبکر کے کیونکہ اُسکا ہمپر اتنا احسان ہے اللہ قیامت کو اُسکو اسکا بدلا دے گا اور کسکے مال نے مجکو ایسا نفع نہین دیا جیسا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے اور ابن عُمر سے روایت ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے اے اللہ عزت دے اسلام کو ساتہہ اُسکے جو زیادہ محبوب ہے تجکو ان دونون مین سے ابوجہل کے ساتہہ یا عُمر بن خطاب کے ساتہہ فرمایا عُمر زیادہ محبوب تھی اللہ کو ان دونون مین فایدہ جو کہ رسول اللہ صلعم نے ممنون ومشکور ہونا حضرت ابوبکر کا اور عزت دینا اسلام حضرت عمر سے اور حضرت ابوبکرؓ اور عُمرؓ کو لا غنا لی عنهما انهما من الدین کالسمع والبصر فرمایا اور زمین والون مین دو وزیر فرمایا خلیفہ وصی وغیرہ ذلک الفاظ معدودہ سے کیا کچہہ کم ہین اور اُن الفاظ کا پتا تو فرمائے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت امیر امیرالمومنین کے حقین یہ الفاظ کب فرمائے اگر سینونکی کتابون مین ہین تو اطلاع فرمائے کہ ہم مشکور ہون اور جب اہل سُنت کے نزدیک سرے سے ثبوت خلافت کے لئے حاجت نص نہین تو ایسے الفاظ سے سوال کرنا بے حاصل ہے۔ ثبت العرش ثم النقش فقط

سوال ۱۵ - ازجانب شیعہ

کبہی شیخین نے مثل حضرت علیؑ کے یہہ دعوے کیا کہ مین وصی رسول اللہ ہون اگر کیا ہو تو بیان کیجئے

جواب سوال پانزدہم نہ حضرت علی نے کبہی وصی ہونے کا دعوی کیا نہ شیخین نے اور کرتے ہی تو کس بہروسے پر کرتے رسول اللہ صلعم نے کسیکو وصی کیا ہی نہ تہا ہان ابوبکر صدیق کو یون سمجہکر کہ میرے بعد خلیفہ ہونگے اپنے ترکہ کا صحیح تبلا گئے تھے یعنے یہ ارشاد فرما گئے

رہی اسکی کیفیت نسخہ ہدیۃ الشیعہ کو مطالعہ فرمائین بسط سے اس بحث کو لکھا ہے کہ قیامت تک انشاء اللہ جواب نہ آئیگا
ہان ویسا جواب جیسا جاٹ نے دیا تھا کہ تیرے سر پر کولہو اگر دین تو دین

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

چونکہ شیخین کی شان مین خاص لفظ وصی نہین آیا وہ کیون جھوٹا دعوی کرتے مگر یہ فرمائے کہ امیر المومنین کرم اللہ
وجہہ نے یہہ دعوے کب کیا اور جو کچھہ اُسکا ثبوت ہو کتب معتبرہ سینہ سے بیان فرمائے اگر بالفرض حضرت علی
وصی تھے تو اُنکو کیا وصیت تہی اگر بعد حضرت رسول اللہ صلعم کے خلافت کی وصیت تھی تو انتقال سید الاصفیا
کے کیون نہ اظہار وصیت کیا اور وصیت کو شاید گزار کر کیون اتمام حجت نہ کی اگر یہ ہوتا خلیفہ اول ہو جاتے
باوجودیکہ اُنکو اسد اللہ الغالب کا خطاب تہا اور اُنکے ذوالفقار کے وار کی ہفت زمین کو تاب نہ تہی اُن کو
کس بات کا خوف تہا آیت لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا و اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا
یستقدمون ترجمہ جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھدیا ہے ہمکو اسکے سوا اور کچھہ نہ پہونچیگا اور جب وقت انکا
آتا ہے تو ایک ساعت تاخیر اور تقدیم اُس سے نہین کرسکتے کی آیکو یاد تہی ہر قسم کے ضرر سے بیخوف کرتی ہے
اور تائید دین مین کلفت و مشقت اُٹھانا انبیا اور اُنکے خلفاء کی خو اختیار ہوا کرتی ہے اور شیعونکی مسلمات کو
موجب ماکان وما یکون اور اپنی موت وحیات باختیار خود ہونے علاوہ برین ہے باین ہمہ خلفا ثلثہ
سے درباب خلافت کیون مخاصمت نہ کی اگر اُنکو وصی خلافت بامر خدا حضرت نے کیا تہا تو اسکی طلب مین
مداہنت کرنے سے گنہگار ہوئے اور عذر تقیہ کے یہان گنجایش نہین کیونکہ مقصود اتمام حجت ہے اگر وصیت
درباب امر خلافت نہ تہی بلکہ مثل قربانی ذبح کرنے کے یا ایسے ہی امور دنیاوی کی وصیت تہی تو سُنیونپر کیا الزام

سوال ۱۶ - از جانب شیعہ

امامت اور خلافت کی کیا شرط ہے یعنے وہ امور کون کون ہین جو خلیفہ اور امام مین ضرور ہونی چاہیئن
سوا اسکے اکٹھا ہونے آدمیون کے ؞

جواب سوال شانزدہم نبی مین تین باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ دنیا کی محبت ذرہ بہر دل مین نہو
ہان خدا کی محبت سے اُسکا دل لبریز ہو دوسرے بلند ہمت اولو العزم ہو تیسرے علم ہدایت مین یکتا ہو
اول کی ضرورت تو اسلئے کہ راز دار خدا بے اسبات کے نہین ہوسکتا سو اسبات مین حضرت ابو بکر
بشہادت حدیث مشکوات جسکی شرح مین رسالہ انتباہ المومنین اس ہیچمدان نے لکھا ہے یکتائی روزگار

تھے اور دوسرے وصف کی ضرورت باین غرض ہے کہ جہان سی مقابلہ ہوگا اگر کم ہمت بزدل ہوگا تو کیا کام چلے گا اسمین حضرت عمرؓ یگانہ آفاق تھے تیسری بات کی ضرورت کی یہہ وجہ ہے کہ یہ نہو تو پہر بد اینتہ ہی کیا ہوگی اسمین حضرت علی کا قدم آگے بڑہا ہوا تہا غرض امور ثلثہ بنی بین ضرور نہین جو انکا خلیفہ ہو اُسمین ہی باتین مدنظر ہونگی ورنہ پہر خلافت نہین ناخلفی ہے باقی مضامین متعلقۂ حدیث مذکور جو اس جواب کے قابل تھے نبظر اختصار اور نیز باین نظر کہ سائل اس سے زیادہ پوچھتا ہی نہین کہ ان لوگون مین ہی یہ وصف تھی کہ نہین ادہر رسالہ ابتاہ المومنین مین بتفصیل تمام مرقوم ہوچکی ہین دیکھو

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

فقہ کی کتابون مین ہے۔ الامامۃ ھی صغرے وکبری فالکبری استحاق تصرف عام علی الانام وتحقیقۃ فی علم الکلام ونصبہ اھم الواجبات فلذا قدمہ علی دفن صاحب المعجزات ویشترط کونہ حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا لا ھاشمیا علویا معصوما قولہ لا ھاشمیا ای لا نشترط کونہ من اولاد ہاشم لما قالت الشیعۃ توصلا الی ابطال امامۃ ابی وعمر وعثمان ولا شبہۃ لہم فضلا عن الحجۃ وقولہ علویا ای لا یشترط کونہ من اولاد علی بن ابی طالب کما قالت الشیعۃ نفیا لخلافۃ بنی العباس وقولہ معصوما ای لا یشترط ان یکون معصوما کما قالت الاسماعیلۃ والامامیۃ؛ من طحطاوی

ترجمہ امامت کبری مستحق ہونا تصرف عام کا خلقت پر اور تحقیق اسکی علم کلام مین ہے اور اقامتہ اُسکی اہم واجبات سے ہے اس لئے مقدم کیا اسکو دفن صاحب معجزات پر اور شرط ہے امام کا مسلمان ہونا آزاد مرد عاقل بالغ قدرت رکہنے والا قبیلہ قریش سے ہونا ہاشمی علوی مقصوم ہونا شرط نہین ہے لا ہاشمیا یعنے شرط نہین ہے اولاد ہاشم سے ہونا جب شیعہ کہتے ہین بسبب باطل کرنے امامت حضرت ابوبکر کے اور عمر کے اور عثمان کے اور انکو شبہہ ہی نہین محبت تو درکنار اور علویا یعنے شرط نہین ہے ہونا امام کا اولاد علی بن ابی طالب سے جیسا شیعہ کہتے ہین بسبب باطل کرنے خلافت بنی عباس کے اور معصوماً یعنے شرط نہین ہے امام کا معصوم ہونا جیسا اسماعیلیہ اور امامیہ کہتے ہین نقل ہے اسکی طحطاوی سے۔ جو کہ بعض کم فہم معصومیتہ امام کی لا ینال عہدی الظالمین سے کہتے ہین قرآن کے مذاق سے غافل ہین کیونکہ جملہ لا ینال عہدی الظالمین سے کہتے ہین قرآن کے

مذاق ہے غافل ہین کیونکہ جملہ لاینال عہدی الظالمین لفظاً خبر ہے اور معنی امر جیسے فان یکن منکم صابرون نغلبوا مائتین معنے اسکے یہ ہین کہ جو ظالم ہو اسکو عہد امامت نہ پہونچے گلیفے وہ اسبات کے قایل نہین کہ وہ متوالی امور خلق اللہ بنایا جاوے اور آیت ٭ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدون لا یشرکون بی شیئا کی (اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگون سے جو ایمان لائے اور عمل اچھے کیٔے کہ انکو زمین کا خلیفہ بنادیگا جیسا خلیفہ بنایا اُن لوگون کو جو اُن سے پہلے تھے اور برقرار کردیگا اُن کے واسطے اُنکا وہ دین جو اُنکے لیٔے پسند کیا ہے اور البتہ بدل دسے گا اُنکے لیٔے بعد اُنکے خوف کے امن اللہ کے عبادت کرینگے کسیکو میرا شریک نہین کرین گے) اُسکے ساتہہ ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ جب خلفاء ثلثہ کو عہد امامت پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم نہ تھے بلکہ وہ عادل تھے۔

سوال ۱۷- از جانب شیعہ

وہ پوری پوری شرایط حضرت علیؑ مین موجود تھین یا شیخین مین ٭

جواب سوال ہفتدہم کی طرف متوجہ ہوتا ہون شرایط مذکورہ حضرت علی مین بھی موجود تھی اور شیخین مین بھی پر ایسا فرق تہا جیسا ملان محمود بھی عالم اور مولینا محمد یعقوب بہی عالم پر مولینا محمد یعقوب صاحب اُنسے زیادہ عالم اور کامل ہین اسیواسطے شیخین کو اول خلیفہ کیا حضرت کو بعد مین پہر اُسمین یہ بہی عُمدگی نکل آئی کہ سب کے سب خلیفہ ہی ہو گئے اگر پہلے حضرت علی ہی کو خلیفہ کرتے تو جو جو اُنسے زیادہ مستحق تھے محروم رہ جاتے رہی وجہ تقدیم اور تاخیر شوق ہو تو رسالہ انتباہ المومنین بغور و انصاف دیکھین سمجھ مین نہ آوے تو شرم نکرین کسی ذی استعداد عالم سے پڑہین اگر انصاف اور فہم ہوگا تو انشاء اللہ اطمینان ہوجائیگا ورنہ ہم تو کس شمار مین ہین خدا اور رسول کے کلام سے ہی الیسون کو تو اثر نہین ہوا۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

وہ شرایط شیخین رضی اللہ عنہما اور علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ مین پوری پوری موجود تہی پر چونکہ اجماع حل و عقد کا بسبب دلالت آیات اور احادیث مذکورۃ الصدر کے اولاً حضرت ابوبکر کی خلافت پر ہو گیا اسلئے وہ خلیفہ اول ہوئے اور فضیلت ابوبکر صدیق کی مسئلہ دوسرا ہے کہ اُس کا ثبوت ہی اجماع سے ہے ثبوت خلافت مین اُسکو کچھ دخل نہین بوقت تقرر اس امر کے سب صحابہ نے اونکو افضل پایا لیکن معصومیت امام

کی کہین سے ثابت نہین ہوتی چنانچہ نہج البلاغۃ مین جو معتبرات امامیہ سے ہے نص صریح حضرت امیرالمومنین سے موجود ہے لابد للناس من امیر برا او فاجر الخ فقط۔
ادمیون کے واسطے امیر لازم ہے نیک ہو یا بد

سوال ۱۸ - از جانب شیعہ

حجۃ الوداع اور غدیر کے دن صحابہ کو پیغمبر نے یہ ہدایت کی یا نہین کہ میرے بعد تم قرآن اور میری عترت کی پیروی کرنا

جواب یہ تو معلوم نہین کہ آپنے یہ ارشاد بھی اُسی روز فرمایا ہے پر اسمین شک نہین کہ یہ فرمایا اور اُسپر ہمارا ایمان ہے۔ شعر۔ تمہین ہو قبلہ و کعبہ ہمارے دین و دُنیا مین ÷ اگر تم سے پہرین حق سے پہرین اور اُسکے فرمانے پر مشفق من سمجہ کا پہیر ہے اگر ہر کوی ایسی باتونکو سمجہ لیا کرتا تو اہل فہم کی کیا قدر ہوتی مجملہ جوابات ابتدا مشار الیہا ایک جواب خاص اسی حدیث کی شرح مین ہے آپ دیکھین گے تو انشاء اللہ محظوظ ہی ہونگے ہان انصاف اور سینہ صاف کی ضرورت ہے۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب ÷

یہہ حدیث جو مذکور ہوئی بنام حدیث ثقلین مشہور ہے اور اسمین لفظ تمسک واقع ہوا ہے ان تمسکتم بہما اور تمسک بقرآن تفسیر فرمایا ہے اتباع کے ساتھہ اور تمسک بعترت کو تفسیر کیا ہے محبت والفت کے ساتھہ جو شخص تمام اُس حدیث اور وجہہ اُس کی فرمانے کو ملاحظہ کرے گا اُسکو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اس حدیث سے حکم اتباع کلام مجید کا اور تعظیم و محبت اہل بیت کی ثابت ہوتی ہے خلیفہ بنانے سے اور وہ بھی کہ بعد وفات متصل ہون اس مسئلہ کو اس حدیث سے لگاؤ ہی نہین اور اُس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی کا حکم اور دشمنی کی نہی نکلتی ہے فعلی الراس والعین لیکن ایسے الفاظ تنہا کچھہ حضرت علی ہی کیواسطے ثابت نہین بلکہ حضرت عباس اور اُنکی اولاد کے حقمین اور ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ کی وارد ہوئی ہین اور نیز حضرت ابوبکر کی بھی شامل ہین وارد ہوئی ہین حن ابی الدرداء فی قصۃ معاصرتہ معہ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکو لی صاحبی ترجمہ ابی درداسے روایت ہے کہا فرمایا نبی صلعم نے اللہ نے مجکو تمہاری طرف بہیجا تم نے کہا جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور میری مدد کی اپنے جان و مال سے پس چھوڑ دو تم میرے لئے میرے ساتھی کو ÷ اور شیعہ کے نزدیک بھی اتباع

عشرت سے یہ مراد نہین کہ نعوذباللہ اگر عترت مفصل وگمراہ ہو تو بہی اطاعت کرو غرضکہ عترت کی اطاعت
ما و اسیکہ وہ مطیع کلام اللہ و سُنت رسول اللہ ہون ضرور ہے اب جاننا چاہئے کہ اہل سنت وجماعت
تمام اہل بیت کے بہزار دل وجان محبت و تعظیم کرنے والے ہین جتنی محبت اہل بیت کی ہو سکے فخر و عزت ہر
غرضکہ وہ کیسکی اہل بیت مین سے مُنکر نہین بلکہ حضرات شیعہ ماسواء بارہ اماموں کے اکثر عترت کو برائی سے
یاد کرکے مخالف اس حدیث کے ہوگئے ہین اور قرآن شریف کے باب مین جو کچھہ ان صاحبون نے کہا ہے قابل ذکر
نہین کوئی بیاض عثمانی کہتا ہے کوئی کمی بیشی و تبدیل و تحریف کا قائل ہے لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه
وہاں کہ یاد رہنین رکھتے تعجب ہے کہ قرآن کو امام مہدی کی ساتھہ کہتے ہین اور حدیث ثقلین کا الفاظ کو دہیان نہین کرتے

سوال ۱۹- از جانب شیعه

بعد انتقال پیغمبر خدا کے صحابہ اور نیز اس زمانہ مین اہل سنتہ اس حکم کے پابند ہین یا نہین۔

جواب سوال نوزدہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک اہل سنتہ اس حکم کے غلام ہین ہان شیعہ نہین یہی وجہہ ہے کہ نہ کلام اللہ کے سنتے ہین اور نہ اہل بیت کے فیوض باطنی سے بہرہ ور ہین یہ دولت بحمد اللہ نصیب اہل سنتہ ہوی قرآن اور اہل بیت دونون سے اپنی اپنی قسم کا فیض لیا اور دونون کو ہاتھہ سے نچھوڑا چونکہ تفصیل اس اجمال جواب سوال سوم اجوبہ مشار الیہا مین مرقوم ہے مکرر لکہنے کی حاجت نہین ؛؛

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

صحابہ کا تمسک بالقرآن تو ایسا ظاہر ہے کہ اُسمین کیسکو جائے تنگ نہین جمع قرآن شریف اور پہیلانا اُسکا اور تلاوت کی عمدہ انتظام اور تعلیم قرآن کی تمام اسباب صحابہ کا مُقرر فرمانا ہوا ہے اور اُسی پر آجتک اہل سُنتہ قایم ہین چنانچہ لاکہون حافظ قرآن اور ہزارون قاری اس زمانہ آخری تک ہین کہ نتہا کوتاہی کا ہے موجود۔ اور تمسک بالعترت کا حال یہہ ہے کہ خدمت ازواج مطہرات اور اولاد رسول اللہ صلعم اور آپ کے رشتہ دارونکی تعظیم اور تکریم اور توسل اُنکی ساتھہ اپنی دعاؤن مین اور درود دیہنا اپنی اپنی نمازون مین زمانہ صحابہ مین معمول و مروج تہا اور شبہات اس باب مین اسلاف شیعہ نے نکالے اور اور آجتک اُنکی متبعین اُنہین خیالات کو دستاویز اپنی صحت مذہب کی گردانتے ہین علماء اہل سُنتہ چہ سلف چہ خلف نے جواب شافی دیکر بیخ و بنیاد اُن شبہات کی اُکہاڑ دی چنانچہ جو کچھہ اس عجالہ مین مذکور رہے

یہ ہی ایک دانہ اُسی خرمن کا ہے اور اہل سُنت آج تک محبتہ اہل بیت مین تبع اسے قاعدہ مستمرہ کئے ہین
چنانچہ درود وصلواۃ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد معمول متواتر ہے اور مودت فی القربا کو ضروریات سے
جانتے ہین مگر حضرات شیعہ ہداہم اللہ الی الصلواب جو مدعی تمسک بالعترت ہین اُنکا حال کچھہ تو جواب سابق
مین تحریر ہوا اور کچھہ یہان معروض ہوتا ہے یہ امر متفق علیہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ
وجہہ کے وقت سے لیکر تا تمامی ایمہ سب حضرت بطابطریق اہل سُنت رکھتے تھے یعنے اصحاب رسول صلعم علی الخصوص
شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے مداح اور ثنا خوان رہے ہین اور جن ناعاقبت اندیشون نے کوئی
کلمہ بے ادبی کا بھی کہا اور انکے سمع شریف تک اُسکی خبر ہونچی تو نہایت منع فرمایا ہے شیعہ کے نزدیک یہ سب
محمول تقیہ پر ہے جو ضروریات دین سے ہے ہمین اس شئے کام نہین مقصود یہ ہے کہ ظاہر انکا ایسا تہا اور
باطن کی کیفیت انکی اللہ جانے کہ کیا تھی کاملین واکابر کا حال ہم جیسے قاصرہمت اور کوتہ بینونکو سوا۔
استدلال آثار کے معلوم نہین ہو سکتا اسلئے جب اُنکے احوال پر نظر ہوتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زہد
اور تقوے اور اعراض دُنیا اور ابناء دُنیا سے اور تنفر تکلف اور تصنع سے اور گوشہ نشینی اور خلوت گزینی اور
کثرت عبادت اور مدام ذکر خداوندی اور شدت آلہی اور کمال اظہار عبودیت جو بعینہ طریقہ اُنکے جد امجد
یعنے رسول اللہ صلعم کا تہا وہ بزرگوار اُس کے نمونہ تھے اب ہم نے اپنے اس زمانہ کے شیعونکا حال دیکھا ہے
اور انکے اسلاف کا سُنا ہے سوا اسکے کہ وظیفہ تبرا اور طعن اور تشنیع اہل سُنتہ کوئی امر ان امور مین انپر
غالب نہین معلوم ہوتا منصف انصاف کرکے فرمائین کہ شیعون کا دعوے اتباع کس وجہ سے درست ہے
نہ طرز ظاہر ملتا ہے اور نہ وضع باطن پھر یہ دعوے سراسر دروغ بیفروغ ہے اور تمسک قرآن شریف کا تو
یہ حال ہے کہ اول تو اس قرآن موجودگی کی نسبت عقیدہ ہی صاف نہین اور اگر بسبب بعضے مصالح کے
انکے اصلاف نے اسکا پورا کلام اللہ ہونا بے تحریف مان ہی لیا تب بھی خدمت قرآن شریف یعنے اخذ کتاب
اللہ سے عماد عملاً محروم ہین حافظ ہونا کسیکو نصیب نہین اور قاری باوجودیکہ قراۃ فرض جانتے ہین
خال خال کوئی ہوتا ہے اور عمل تو جیسا قرآن پر ہے شیعہ کے مجموعہ عقائد اور مسائل سے بخوبی واضح ہوتا
ہے جسکا جی چاہے مقابلہ کرکے دیکھہ لے علماء اہل سنت نے خاص کر مولینا شاہ عبد العزیز صاحب نے
تحفہ مین ایسے مطلب کو بہت اچھی طرح ثابت کیا ہے کہ عقاید اور فقہیات مین یہ گروہ مخالف ثقلین
ہے فقط +

سوال ۲۰ از جانب شیعہ

عقبہ پر کون کون صحابی بارادۂ قتل پیغمبر خدا کے آئے تھے اونکے نام اور وجہ آنیکی بیان کیجئے
اور یہ کہ وہ صحابی تھے یا نہین۔

جواب سوال الستم عقبہ پر کوئی صحابی بارادۂ قتل پیغمبر خدا صلعم نہین گیا آپ تو بفضل الہی
عاقل ہین ایسا سوال مہمل جاہلانہ ہی کوئی کیا کرتا ہے۔ اجی صاحب کیا آپکو اتنی بھی خبر
نہین کہ صحابی معتقد باایمان کو کہتے ہین سو آپ ہی فرمائیے اہل اعتقاد بھی کہین اپنے
بزرگون کے قتل کا ارادہ کرتے ہین ورنہ یزیدیون کو یہ گنجایش ہوگے کہ حضرت سید الشہدا
رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا کرایا تو کیا پر شمر اور یزید اور عبد اللہ بن زیاد وغیرہ سب
معتقدان باختصاص اور مریدان خاص تھے ہان مین ہی جو کا شیعے باوجود اس دعوے
محبت کے حضرت سید الشہدا اور اونکے ہمراہیون کے خون کے پیاسے ہین وہ خود نہ
ملے تو اونکے نعشون کی تصویرون کے ساتھ وہ کرتے ہین جو سوا یزیدیون کے اور کوئی نکرے
غرض کہ صحابہ مین سے کوئی نہین گیا نام کسکا بتا سے یہ کام منافقون اور کافرون کا تھا
باقی آپ کو اپنا مطلب پوچھنا منظور ہے تو جیسا آپ گومگو پوچھتے ہین ہم ہی رلا ملا جواب دیتے
ہین پر اتنا فرق ہے کہ ہمارے رلاؤنکا تو یہ فایدہ ہے کہ ایک اعتراض کے ساتھ آپکے ساری اخترا ضون
اور شیعون کے سارے وسوسونکا جواب دیتا ہون سو آپ ہی کہئے کہ کیسا اچھا رلاؤ ملاؤ ہے
اور آپ کے گول مول لکھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ اگر ہم بہت چھان بین نکرین تو بروے انصاف ہمارے
ذمہ اس سے زیادہ جواب ہی نہین جتنی ہم کر چکے خیر مطلب کی بات سنئے صحابہ کی شان مین کچھ
آیتین جواب اجمالی مین مرقوم ہوئین ہین ایک آیت جواب سوال نہم مین مرقوم ہوئی اور اونکا ترجمہ
بھی بقدر ضرورت معروض ہو چکا اوسکو دیکھئے اور پھر ہماری طرف منہ کرکے فرمائیے تمہین
خدا کی قسم کیا تمہارے خیال مین آسکتا ہے کہ خدا کی اتنی تعریفون کے بعد ہی شیخین
کو یہ خیال باقی رہے اور اگر پھر بھی یہ بات متصور ہے تو یون لکھو تمہارے نزدیک نعوذ باللہ

رسول اللہ صلعم واجب القتل اور خدا کے دشمن تھے جو اونکے دشمنون کی اتنی لمبی چوڑی تعریفین کین
کہ العظمۃ للہ جناب مین ہم تو فقط اس بھروسے پر کہ منشی شیخ احمد مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم
کے فرزند ارجمند ہین دیوبند کے رئیس زادے چال چلن کے اچھے راہ روش کے عمدہ اگر کوئی
یون اگر لکھے کہ بلند شہر کے ڈاکہ مین شریک تھے تو تصدیق نہین کر سکتے بلکہ دل وجان سے
تکذیب کرتے ہین آپ خدا کے بھروسے بہی اسبات کی تکذیب نہین کرتے جو چند شیطانون نے
ملکر آپکے کان مین پھونکدی ہے

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

غزوۂ تبوک سے واپس آتے ہوے بارہ منافقون نے چاہا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھہ برائی سے
پیش آئین عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیمان کو اس بھید سے آگاہی ہوگئی انہون نے اسوقت جاکر
ان خبث طینتون کو دفع کیا اور شیخین کو اصحاب عقبہ مین شامل کرنا عین حماقت ہے کیونکہ نعوذ باللہ
منہا اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برائی منظور ہوتی تو وہ غار مین یا عریش بدر کے روز کرتے
اسوقت کیا کچہہ موقع تہا اور اگر خدا نخواستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دلمین خرابی ہوتی تو
حضرت صلعم بمقتضاء ولتعرفنهم بسيماهم ولتعرفنهم فی لحن القول حضرت عمر کی
دلی خرابی کو آپ صلعم مثل اخبار دیگر منافقین کے واشگاف فرما دیتے اور سب کو احتیاط کا حکم فرما دیتے
اور خود بہی احتیاط بدرجہ کمال ہر وقت رکہتے حالانکہ برخلاف اسکے بہت سی آیات و احادیث
سے اونکے فضائل اور اتحاد حضرت سے کمال درجہ کا ثابت ہوتا ہے چنانچہ اونکو وزیر فرمانا اور
بسبب اونکے اسلام عزت اسلام کی سمجہتے اور لو کان نبی من بعدی لکان عمر فرمانا وغیر
ذلک پس جاننا چاہیے کہ جن لوگون کو یہ رسوخیت اور یہ اتحاد ہو پھر وہ کیون موقع ڈہونڈہین گے
اونکے لئے تو ہر وقت موقع ہی تہا واسطے بر افہام ناکسان ایسے متحدین کی نسبت یہ تہمت اللہ سے
ڈرنا چاہیئے ان اخذہ الیم شدید ایسا الزام شیخین کیطرف نسبت کرنا در پردہ
رسول اللہ صلعم کی کم فہمی ثابت کرنی ہے نعوذ باللہ منہا کوئی شخص کیسا ہی بیوقوف

ہو جنکہ وحوش وطیور جو حیوان مطلق ہین وہ بھی اپنے دوست دشمن کو پہچانتے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین کی دوستی یا دشمنی کو نجانتے ہونگے اور اگر رسول اللہ صلعم باوصف انکی طبائع کو جانکر چشم پوشی فرماتے تھے تو گویا اپنی جان اور دیگر دستونکی جانکے حضرت دشمن اور گویا کفار کی تعظیم وتکریم اور اختلاط ومحبت با دشمنان خدا رکھتے تھے اور یہ فعل اس آیت کے سراسر مخالف ہے الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله جب برعم شیعہ کفار کے ساتھہ یہ خلا ملا ہوا ہدایت علیہ دین حق کا کہان ہوا اور وکلمة الله ہے العلیا بھی معارض ہوا کیونکہ برعم امامیہ کفار وفجار کا عمل دخل رہا نعوذ بالله من هذہ العقیدة الفاسدة شیخین کے برائی کرنے مین کچہہ تو آگے پیچھے کی خبر رکھا کرو۔ جاننا چاہئے کہ اول تو منافقین کی شناخت رسول اللہ صلعم کو آیت مذکورہ سے ثابت ہو چکی اسکو بھی جانے دیجے نعوذ بالله منھکیا خدا کو اپنے حبیب خاص اور محبوبان دیگر سے عداوت تھی کہ وہ انکے دشمن جان سے نہ آگاہ کر دیتا کیا حضرت جبرئیل کو بار بار آنے مین تہکان ہوتا تھا یا کچہہ حکم خداوندی مین عذر رہتا سو اول بات کو تو اُن کی قوت بازوؤن کی حالات قطع کرتے ہین اور دوسری بات کو آیت لا یعصون الله ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون قطع کرتے ہین دوسرے یہ کہ جو آیت اس قصہ والونکے حق مین نازل ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا مین ذلیل وخوار ہونگے اور ان کا کوئی مددگار نہوگا یہ تو سب امور سوائے منافقین کے اور کس کس کے لئے ہوئے بلکہ شیخین کے الٹو کہا منعین ومعین ہوے اور ہوتے چلے جاتے ہین اللہ تعالے تمکو بھی ہدایت کرے آمین ثم آمین فقط۔

سوال ۲۱ و ۲۲ - از جانب شیعہ

حضرت پیغمبر خدا نے اِن لوگون کے نام حذیفہ کو بتلائے تھے یا نہین اور حضرت عمر نے حذیفہ سے یہ سوال کیا یا نہین کہ پیغمبر خدا نے میرا نام تو نہین لیا۔ فقط

جواب سوال نسبت وپنجم - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر نبوی صلعم تھے جو باتین یعنے اون کو معلوم تہین وہ کسیکو معلوم نہ تھین نہ حضرت علی کو نہ حضرت ابوبکر نہ حضرت عمر نہ حضرت عثمان وغیرہ کو اور اگر ان اصحاب کبار کو بھی وہ باتین معلوم ہون چنانچہ حضرت ابوبکر کی دیر دیر کی نشست برخاست سے جو بوجہ دوستی اور خلت باسلام جیسیر احادیث صحیحہ شاہد ہین یہ بات مترشح ہی ہوتی ہے تو پھر حضرت حذیفہ کے صاحب السر ہونے کے یہ معنی ہون گے کہ وہ اپنے ہم چم لوگون مین اسبات مین ممتاز تھے بہرحال راز کی باتون کو کوئی کیا جانے پھر وہ بھی مین اور آپ - ابتک یہ بہی خبر نہین کہ ایمان کسکا نام ہے باقی یہ نام کا ایمان کسکام کا اور اگر ثابت ہے تو اسقدر ثابت ہے کہ بعض صحابہ کو اسماء منافقین اور سلاطین جور معلوم تھے پر آپ کو اس سے کیا مطلب آپ کو ان باتون سے اپنے مطلب پنہانی کی امید رکھنی ایسی ہے جیسے بیل کے پیٹ مین سے مرغی کی انڈے کی امید - **جواب سوال نسبت ودوم** - ہم نے آجتک اپنی یاد مین کوئی روایت اس مضمون کے نہین دیکھے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر نے حضرت حذیفہ سے یہ پوچھا ہو رسول اللہ صلعم نے میرا نام تو نہین لیا پر پوچھ لیا ہو تو حضرت عمر کے قربان جانا چاہئے ایسا خدا کا خوف کسکو ہوگا جو یون خدا کی بے نیازی سے ڈر کر اپنے خاتمہ سے اندیشہ مند رہے - جناب من کلام اللہ مین سورہ مومنون مین تو اچھے بندون کی تعریف مین یہ ارشاد ہے اِن الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون الخ جسکے معنے یہ ہین تحقیق وہ لوگ جو خدا کے خوف سے ڈرتے ہین پھر اُس کے بعد اُن کا انجام بیان فرماتے ہین اُلئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا سابقون یعنی ایسے ہی لوگ خیرات مین دیر پہلو کرتے اور وہی لوگ خیرات کو لے بہاگے ادہر سورہ فاطر مین یہ ارشاد ہے - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خدا سے وہ ہی ڈرتے ہین جو خدا کے جانتے والے ہین علی ہذا القیاس اور سارے کلام اللہ مین ایک جا نہین بیسیون جا یہی

باتین ہین سو حضرات شیعہ کی ہم نہین کہتے سوا انکے جس سے چاہیے پوچھ لیجیے ان باتون کو نشہا
کلام اللہ منجملہ کمالات ایمانی ہی سمجھے گا ہان شیعہ اگر خوف خدا کو کفر سمجھتے ہون تو دور نہین ورنہ پہر حضرت
علی کی محبت ہی کی کیا قدر رہجائے گی بہر حال یہ بات تو اس قابل ہتے کہ آپ نبارد لی کو توڑ کر حضرت عمر کی زیارت
کا احرام باندھتے تو یہ استغفراللہ احرام نہین صاحب زیارۃ کا سامان کرتے پر الٹی آپ تو منہ کی
آنکے مگر ان کہیان سانے لگے سو اسکا جواب بجز اس شعر کے اور کیا دیا جائے شعر چشم بداندیش کہ برکندہ
باد عیب نماید ہنرش در نظر۔ غرض جواب تو بندہ نے عرض کیا آگے اسکے ضرورت نہین یہ روایت صحیح ہے
یا غلط بایں ہمہ اگر اسیکا شوق ہو تو مولینا محمد یعقوب مولینا سید احمد ملا محمود صاحبو نسے دریافت
فرمالین زیادہ سمع خراشی ہے۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

بڑے افسوس کی بات ہے کہ سائل کو قصص تک کی بہی خبر نہین علی الاٹکل زمین اور آسمان کی قلابے
ملاتا ہے کہا قصہ عقبہ اور کہا حضرت حذیفہ کو رسول اللہ صلعم کا علامت نفاق بتانا اور کہا حضرت عمر
کا اپنے باب مین دریافت کرنا قصہ عقبہ کا تو ذکر جواب سیوم مین یہ تفصیل تمام مذکور ہے نہ اسمین یہ ہے
حضرت صلعم نے حضرت حذیفہ کو اسماء منافقین بتائے اور نہ حضرت عمرؓ نے کچہہ انسے اپنے باب مین پوچہا
بلکہ حضرت رسول اللہ صلعم نے کبہی بطور قواعد کلیہ کے حضرت حذیفہ کو علامت نفاق کی فرمائی تہی
تاکہ وہ معلوم کرلین اور حضرت عمر کا انسے اپنے تئین پوچہنا یہ کمال حضرت عمر کی خوف خدا اور کمال ایمان
پر دلالت کرتا ہے لان الایمان بین الخوف والرجاء اور بدرجہ غایت تقوی و پرہیزگاری
پر دلالت کرتا ہے کہ اگر حسب نفاق کوئی مجہہ مین برائے ہوگی بہی تو اسکے درپے اصلاح و استیصال
کے ہونگا یہ سائل کی فطرتین ہین کہ تین قصونکا ایک قصہ بنادیا تاکہ ناواقف دہوکے مین آجائے
چنانچہ مدارج النبوت مین حضرت حذیفہ کے فضائل مین لکہا ہے اور اسکو قصہ عقبہ سے کچہہ علاقہ
نہین دیکہو عبارت مدارج النبوت بالاختصار حذیفہ الیمانی کنیت ابو عبداللہ از کبار صحابہ است
سر رسول اللہ بود و نزدوی علم منافق تعلیم کردہ بعد از آن حضرت صلعم اوصاف نفاق دانا بندہ

بود واشخاص منافقان واسماء ایشانرا کہ کدام اند و بود عمر کہ سوال میکرد اورا از حدیث فتنہ وسوال
میکرد از علامات نفاق ومیگویند کہ یکبارہی پرسید عمر رضی اللہ عنہ از حذیفہ آیا کہ چیزے مے بینی تو
از علامات نفاق در من گفت نمی بینم - غور کرنے کا مقام ہے کہ سائل نے کہانکا بازی گر کرکے کیا جوتی
سے کان کاٹتے تھے پر کیا ہوا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ جاننا چاہئے کہ حضرت صلعم نے حضرت
حذیفہ کو منافقین عقبہ ہی کا تعین نام بتایا بلکہ تمام منافقون کے نام بتائے اور چند نشانیان
بطور کلیہ جیسے کہ حدیث مین منافق کی وارد ہوئی ہین اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف واذا خاصم
فجر واذا اؤتمن خان فرماتے تا مرگ منافقین کو پہچان لین حضرت عمر کا اسنے اپنے باب مین دریافت کرنا
مین حقانیت وپاک طینتی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہون نے بطمع اصلاح اپنے حال کے دریافت کیا
نہ بوجہ شبہ کیونکہ وہ لوگ بسبب کمال عرفان ذات باری کے باوجود ہزارہا بشارت کے ہر وقت آسکی
شان بے نیازی سے لرزان وترسان رہتے تھے کہ مبادا کوئی خرابی مخالف مرضی ربانی ہم مین ایسی
نہ ہو کہ جس سے انحطاط مرتبہ کا ہو جاے حضرت حذیفہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ ان مین کوئی علامت نفاق
کی نہ تھی اور یا نہ بوجہ حضرت حذیفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی قبول کی فقط

سوال ۲۳ - از جانب شیعہ

حضرت عمر نے آخری وقت مین پیغمبر خدا کو وصیت کرنے سے کیون منع کیا - **جواب سوال
بست وسوم** - حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم کو وصیت کرنے سے کہان منع کیا ہے اور اوکی
سیا مقدور تہی جو منع کرتے اتنا طوفان ہی کہین سنا ہے پہلے تو آپ ہی فرمائین کہ وہ وصیت ہی کیا تہی
رسول اللہ صلعم نے دستور العمل کے طور پر کچہ لکہوانا چاہا تھا چنانچہ یہ ارشاد اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ
اسپر شاہد ہے کہ سلئے کہ اسکا حاصل ماقبل سمیت یہ ہے کہ دوات قلم لاؤ ایسی کتاب لکہوا دون جو تم کبھی
گمراہ نہو مگر اسوقت آپکو مرض کی شدت تہی کسیلئے یہ سمجہکر کہ کتاب اللہ کے بعد لیتہادت آیتہ
ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء جسکا ترجمہ اوپر مرقوم ہو چکا اور نیز بدستاویز حدیث ثقلین
جسکی الفاظ اور معنی جواب سوال سوم منجملہ سوالات اربعہ مین مرقوم ہے اور کس چیز کی حاجت ہے یہ رای دی کہ کیا حاجت

کہ ایسے وقت مین یہ تکلیف دیجاتی ہے آپ جو کمال شفقت فرماتے ہین لطور ایجاب نہین فرماتے کہینے امتثال ارشاد کو مقدم سمجہا آخر کار حضرت عمر بہی یہ بولے حسبنا کتاب اللہ سو حضرت پیغمبر صاحب صلعم نے بہی یہی اسے برقرار رکہے اور حضرت امیر نے بہی اُسی رائے کو عمدہ سمجہا ورنہ حکم ایجابی ہوتا ہے اور یہ رائے ناپسند ہوتی تو جناب رسالت مآب تو بحکم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ضرور اس کام کو کرکے چہوڑتے اور حضرت امیر دوات قلم لے آتے نافرمانون کے زمرہ مین داخل نہ رہتے بہرحال حضرت عمر اتنے کہنے سے نہ رسول اللہ صلعم جہوٹ سکتے ہین نہ حضرت امیر کی رستگاری متصور ہے اگر یہ نہین تو پہر ہم یہی کہین گے سب حضرت عمر کے ساتہہ ہی ہین اس رفاقت پر تو خیال کرو کہ خدا کا خلاف کیا پر حضرت عمر کا خلاف نکیا جو شخص رسول اللہ صلعم اور حضرت امیر کا عند پیارا ہو کہ آنکے سامنے خدا کا بہی لحاظ نہین کرتے پہر تم کس منہہ سے برا کہتے ہو استغفر اللہ لا حول ولا قوت الا باللہ شاید یہ پیار اور محبت اسوجہ سے ہو گا کہ آخر کار داماد مرتضوی ہونے والے تہے ایسے مقامون مین اکثر حضرات شیعہ وہ عذر تقیہ جسکو عذر گناہ بدتر از گناہ کہتے پیش کیا کرتے ہین سو یہ ہارجانے کی باتین ہین تقیہ کے رو سے تو کلام اللہ بہرا ہے پر تقیہ کا اثبات کہین نہین دو چار دلیلین تقیہ کے ابطال کی بہت بسط کے ساتہہ ہدیۃ الشیعہ مین بہی موجود ہے اگر طلب حق ہے تو دیکہنے لازم ہین باقی بقدر ضرورت تو اوراق گزشتہ مین بہی مذکور ہو چکا ہے بااین ہمہ حضرت رسول صلعم اور حضرت امیر نے تقیہ کیا تو کیا بشر تہے اگرچہ شیعو نکے طور پر خدا سے زیادہ نہین تو کم بہی نہین اور کم بہی ہین تو اتنے نہین کہ تقیہ کے ضرورت ہو چنانچہ علم کی یہ وسعت کہ علم ماکان ومایکون ہو کلینی اسپر شاہد ہے اور قدرت کی یہ نوبت کہ درخیبر چہوڑا آسمانکو ہلا ڈالین پر یہ تو فرمائیے کہ خدا نے بہی تقیہ ہی کیا ہو جیب ہو کے بیٹہہ رہی پیغمبر بہی نہ لی کہ ہمارا حکم امت محمدی کو پہونچایا نہین مین پوچہتا ہون اگر حکم منشاء الہی پہونچ چکا تہا تو حضرت عمر کی یہ گزارش ایسی تہی جیسے حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ مین لفظ رسول اللہ کے مٹانے کو فرماتے تہے اور نمانا تمہین کہو ایسے حکمون کا نماننا بے ادبی ہے یا عین ادب اگر آپکی والدہ ماجدہ خدانخواستہ بوقت شدت بیماری آپسے اسبات کی خواستگار ہون کہ تمہاری کام مین ہی کرونگی تو گویہ انکار ارشاد بوجہ محبت ہہی پر کیا آپ کی ہی سعادت مندی ہے کہ بے ضرورت انسے کام لینے کو تیار ہو

اگر حضرت عمر کی اس غرض کو بہی اسی قسم مین سے سمجہہ لیتے تو گیا گناہ نہایت ہوگا تو اسکا ایک ممدوح خدا
کی بات بنادی تمھین کہو یہ بات بری ہے یا بہلی اگر بری ہے تو پہر اسکا کیا جواب کہ اگر عمرؓ ایسے تھے تو
خدا نے کس بہروسے پر تعریف کی ہتی اور کہا ہتا والذین معہ اشداء الخ والسابقون الاولون الخ الذین
آمنوا وہاجروا الخ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ ہان اگر یہ معنی اور یہ احتمال اوس احتمال سے عمدہ ہنو جب
ہی کہو آپ ہی فرمائین اول تو وصیت کو اوس سے کیا علاقہ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ پہر کئی
روز حضرت بقید حیات رہے حضرت عمر کیا اسی در کے دربان تھے جو نہ ٹلے اور گنجائش نہ ملی پہر بیمار کے خط
تو اپنے تیماردار دنکی نسبت ہوا کرتے ہین جو کار خدمت ہوا کرتے ہین اہل وعیال کو کہا کرتے ہین آنے
جانے والون عیادت کرنی والونکو کوئی نہین کہا کرتا حضرت علی کا کام تہا انھون نے کیون نہ کہا۔
حضرت عمر نے بہی انھین ہی دیکہکر انکی پیروی کی سو اسمین کیا برائی ہے اگر حکم مذکور قبل ارشاد مذکور
اعنی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ امت کو پہونچانہ تہا اور پہر بدستور بات وہ نہین رہی تو یہ دور تک
پہونچتی ہے تمہارے خیال کے موافق نہ حضرت امیر بچتے ہین نہ رسول اللہ صلعم بچتے ہین نہ خود خداوند کریم
سالم رہتے ہین نعوذ باللہ من ہذا المذہب ایسے مذہب پر کیا کہون تم سمجہہ جاؤ اور اگر یہ وصیت ہی تہی اور
وصیت بہی خلافت ہی کی اور آپکو اس چہیڑ چہاڑ سے غرض یہی ہی ہے تو آپ کو یہ الہام کیونکر ہوا
کہ حضرت علی کے لئے وصیت تہی ہم کہتے ہین حضرت ابوبکر کے لئے لکہواتے تہے چنانچہ حدیث ویابی اللہ
ویدفع المومنون جو سوال اول کے جواب مین مرقوم ہو چکے اسپر شاہد ہے اس سے زیادہ تفصیل
منظور ہو تو کچہ اوراق گزشتہ کو پلٹ کر مطالعہ فرمائین۔
یا ہدیۃ الشیعہ کو مطالعہ سے مشرف فرمائین۔
پر غور کی حاجت ہے انصاف کی ضرورت ہے فہم و فراست بکار ہے ورنہ ہدیۃ الشیعہ کیا چیز ہے وحی
آسمانی بہی بیکار ہے +

جواب ثانی از جانب مولوی عبداللہ صاحب

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب وصیت کی اور حضرت عمر نے کہان منع کیا کچہہ بتا تو گئے

رنج ہے کہ باوجود زعم خود محبان عزت ہونی کی خدمت قرآن سے تو بدولت حضرت عثمان کے محروم رہے اور اکثر
اشخاص عزت سے بدولت عقیدہ فاسدہ اپنے کے اور قرطاس آخری سے بدولت حضرت عمرؓ کے محروم رہے
یہ ہی تین چیزین ہدایت کی تہین انہین سے محروم ہوکر خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئے افسوس ہے کہ انکے لئے
کوئی صورت ہدایت کی نہ ہی وادی جہل مین ٹکراتے رہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون یہ کیا خطا خیالات خام کو
کو مقتدی و پیشوا بنانے کا یہ ہی ثمرہ ہے فذوقوا العذاب بما کنتم تعملون چونکہ حضرت عُمر کی راے اکثر امور مین
موافق وحی کے ہوا کرتی تھی چنانچہ چند قصص سے معلوم ہوتا ہے اگر اس مقدمہ مین ہی دخیل ہوگئی تو کیا بُرا
کیا یہ رد وحی نہین ہے اور اگر نہین مانتے تو حضرت علی نے اتخلفنی فی النساء والصبیان حضرت صلعم
کے ساتھہ نہ لیجانے پر کیون فرمایا باوجود صدور حکم کے خاموش کیون نرہے اور نیز رسول اللہ صلعم نے بغرض
مصلحت و دفع مشقت امتیون کے بمشورہ حضرت موسی لو بار کیون حکم آہی مین رد و بدل رکھا اگر ایسے
امور خدانخواستہ رد وحی ہوتی تو معاذ اللہ انبیا سب سے اول اس گناہ مین شامل ہوتی معلوم ہوا کہ
حضرت عمر کا فرمانا بخیال رفاہت اور آرام رسول اللہ صلعم تہا جیسا کہ خود حضرت نے بسبب شفقت محبت
امت مذنبہ کے کیا ؛

سوال ۲۴ ازجانب شیعہ

بیمار پر آخری وقت مین وصیت کرنی واجب ہے یا نہین اور خصوص پیغمبر خدا پر ؛

جواب سوال بست وچہارم بیمار کے ذمہ پر کسیکا لینا دینا ہو تو وصیت واجب ہی نہین تو نہین
پر رسول اللہ صلعم کے پاس کچھہ تہا ہی نہین جو وصیت فرماتے اور جو کچھہ تہا اُسکی نسبت سنادیا نحن
معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ باقی دربارہ دین بہت سی وصیتین فرما گئے ہین منجملہ یہ ہی ہین اقتدوا بالذین
من بعدی اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور انی تارک فیکم الثقلین اور
لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد

جواب ثانی ازمولوی عبداللہ صاحب

کتب ای فرض علیکم اذا حضر احدکم الموت اذا دنی منہ وظہر اماراتہ ان ترک خیرا مالا کثیرا لما روی عن
علی ان مولاہ اراد ان یوصی ولہ سبعمائۃ فمنعہ وقال قال اللہ تعالی ان ترک خیرا والخیر المال الکثیر ولیس
لک مال وفاعل کتب الوصیۃ للوالدین والاقربین وکانت الوصیت فی بدء الاسلام فنسخت بآیۃ المواریث

کما بیناہ فی شرح المنار وقیل ہی غیر منسوخۃ لانہا نزلت فی حق من لیس بوارث بسبب الکفر لانہم کانوا حدیث
عہدنا سلام یسلم الرجل ولا یسلم ابوہ وقرابتہ والاسلام قطع الارث فشرعت الوصیۃ فیما بینہم قضاء
لحق القرابۃ ندبا وعلی ہذا الایراد بکتب فرض از تفسیر مدارک ؛ معلوم ہوا کہ وصیت مال کثیر مین
جاری ہوتی ہے اول تو حضرت کے پاس مال ہی کہان تہا اور پہر کثرت کی بہی شرط اذ فات الشرط فات
المشروط اور با این ہمہ ہم یون کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کے پاس خواہ مال قلیل تہا یا کثیر اُسکو
تو وہ صدقہ کرہی چکے تھے چنانچہ نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقۃ سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے
باین وجہ مدعی کا دعوی وراثت ہی غلط اور وصیت بھی کس جگہہ جاری ہو اور رسول صلعم نے
صرف یہ چند اشیاء چہوڑی ہین جو اس حدیث سے ثابت ہوتے ہین ما ترک رسول اللہ صلعم عند موتہ
درہما ولا دینارا ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ اور وصیت
خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کسیطرح ثابت نہین کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین متی اوصی الیہ
وقد کنت مسندا الی صدری او قالت حجری فدعا بالطست فلقد انخنث فی حجری فما شعرت انہ قد مات
فمتی اوصی الیہ یہ احادیث بخاری شریف کی ہین خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت کا پتا ہی
نہین ہان دو تین باتین بطور وصیت عامہ فرمائی ہین ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالدینا
دوسرے یہ کہ جو جماعت وفود کی تمہارے پاس آئے اسکی خاطر داشت اور جائزہ سے پیش آنا جیسے مین
پیش آتا تہا تیسرے وصیت راوی سے فراموش ہوگئی غالبا وہ تجہیز جیش اسامہ تہی ہان بالخصوص حضرت
علی کو عید الضحی مین ہر سال اضحیہ کو فرمایا کہ تم میری طرف سے کر دیا کرو چنانچہ امیر المومنین تا دم زیست
اسپر قائم رہے اگر کوئی اور بہی وصیت درباب خلافت ہوتی کیا ایسی بڑی وصیت کو چہوڑ دیتے" اور
بروقت خلافت شیخین مدعی ہوتے یہ بات انکی علو ظرفی اور بلند ہمتی سے بعید ہے کیا حدیث من
قتل دون حقہ فہو شہید بہی یاد نہو گی ؛

سوال ۲۵ - از جانب شیعہ

اس وصیت کی تحریر نہونیسے اسلام مین رخنہ واقع ہوا یا نہین

جواب سوال بست وپنجم اول تو ارشاد مشار الیہ یعنی اکتب لکم کتابا لن تضلوا ابدا وصیت
نہین اور دربارۂ دین وصیت کہئے تو کچہ رخنہ نہین پڑا ہان کلام اللہ باقی تہا یعنی سننے یاد نکرنے

اور شیعونکی طرح اسکی عوض مرثیہ کتاب سوز نوحہ یہہ بھی مقرر کر لیتے تو البتہ دین مین رخنہ پڑجاتا کتاب مفصل
کے ہوتے کتاب مجمل کی کچھہ ضرورت نہین ہان یہ کہئے شیعہ بگڑگئی مگر جیسے احوال کو ایک کی دو نظر آتے ہین
اور وقت ہجوم استفراغ لڈو پیڑے بہی نہین ہلتے حضرت عمر کی ایسی اچھی بات جو خدا اور رسول صلعم اور
حضرت امیر سکو پسند آی چنانچہ عرض کر چکا ہون شیعونکو برے لگتے ہین سو یہ انکا قصور ہے حضرت عمر کا
قصور اور وصیت کے نہ لکھنے کا طعنہ نہین جیسے احوال کا قصور ہے اس شئے کا قصور نہین
مرد بیمار کا قصور ہے لڈو پیڑون کا قصور نہین یہان بھی شیعونکی آنکھون کا قصور ہے اور ذوق و فہم کا
فتور نہ دین مین رخنہ نہ حضرت عمر کا کچھہ گناہ غرض جیسے یہان لڈو پیڑون مین کچھہ رخنہ نہین پڑا وہان
دین مین کچھہ رخنہ نہین پڑا۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

سنیونکے اسلام مین توکچھہ رخنہ واقع نہین ہو اگر ہان جو تحریر ہو جاتے تو الہ ہدایت کا شیعونکے بہی
ہاتہہ آجاتا یون چوہے کی طرح کورے گھڑے مین رہجاتے اے حضرات امامیہ قرطاس وصیت نہونے پر
اتنے کیون بگڑتے ہو سنیان سلمہم اللہ تعالے کو اس وصیت قرطاس کی حاجت بعد واقعۂ غدیر کیا تھی
جنہون نے بزعم شیعہ ہزارون کی سامنے کی بات کو چھپا لیا ان سے ایک کاغذ کا خلاف نہوسکتا نعوذ باللہ
من ہذہ الہفوات اور اس وصیت کی تحریر کی نہ رخنہ انداز ہوتے پر یہ دلیل ہے کہ امام احمد سے روایت
ہے عن سفینہ قال سمعت رسول صلعم یقول الخلافۃ ثلثون عام ثم یکون بعد ذلک الملک فرمایا علمائے بہار
نے کہ تیس برس تک خلافت خلفاء اربعہ اور امام حسن تھے اور بعض روایات مین ثم یکون الکا وجبریۃ ہی
معلوم ہوا کہ بالفرض اگر حضرت لکھہ بہی دیتے تو کیا ہوتا بعد خلافت کے ملکیہ جبریۃ کا توظہور ہونا ہی تہا کہ
جسکی خبر اتنی مدت پیشتر حضرت نے لطور پیشین گوئی فرمائی غرضکہ نہ لکھے جانیسے ہی جبتک خدا وند
تعالے نے چاہا بات بنی رہی سب باہم شیر و شکر کیطرح ملے رہے اور جب کسی قسم کا فتنہ اور فساد منظور ہوا
صدہا آیات قرآنی اور احادیث رسول سبحانی درباب اتحاد و اتیلاف فیمابین کے رکھے رہ گئے ایک صیت جو
بیچارہ کیا بگاڑ کرتا۔

سوال ۲۶ - از جانب شیعہ

شیخین اور دیگر صحابہ نے جیش اسامہ سے تخلف کیا یا نہین باوجود تاکیدات سخت پیمبر خدا کے؟

جواب سوال بست و ششم نہ شیخین حضرت اسامہ کے ساتھہ گئے نہ حضرت علی اور حضرت عباس
سو شیخین کے نہ جانے کی آپ کو وجہہ چاہیئے وہ ہم سے وجہہ لیجئے پر پہلے یہ آیت سنلیجئے انما المومنون الذین
امنوا باللہ و رسولہ واذا کانو معہ علی امر جامع لم یذھبو حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک
الذین یومنون باللہ و رسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر
لھم اللہ ان اللہ غفور الرحیم ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن وہی ہین جو اللہ
اور رسول پر ایمان لائے اور جب کسی ہنگامہ مین اُسکے ساتھہ ہون تو جبتک اجازت نہ لین ملتی نہین
سو اگر وہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگین تو جسے چاہو اجازت دیدو اور اُنکے لئے اللہ سے دعا
مغفرت کرو بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ اس آیت مین اول تو اُن لوگون کی تعریف ہے جو بے اجازت
ٹلتے نہین پھر تعریف بھی کیسی کہ سوا اُنکے کوئی مومن ہی نہین اُسکے بعد خداوند کریم اپنے رسول سے
انکی سفارش کرتا ہے اجازت کی جدی اور استغفار کی جدی اب ہماری یہ غرض ہے کہ شیخین نے حضرت
اسامہ کی معیتہ مین تقصیر نہین کی حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے اور حضرت عُمر کے لئے اجازت لی حضرت عُمر
کے لئے اجازت کا لینا صاف حدیثون مین موجود ہے اسپر اپنے لئے اجازت کو قیاس کیجئے آخر اتنا تو آپ
بھی سمجھہ ہونگے کہ اگر رنگرول اور وہینگا وہینگی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت عُمر کے لئے اجازت
ہی کیا ضرورت تھی خلیفہ ہوکر اجازت کا مانگنا اطاعتہ اُسامہ پر جتنا دلالت کرتا ہے وتنا تعزیہ بنانا
جب اہل بیت پر دلالت نہین کرتا مرثیہ پڑہنا سُننا غم حسین کی خبر نہین دیتا پھر جس شخصکو باوجود
اُس دبدبہ خلافت کے کہ حضرت امیر جیسے شیر خدا کو بھی تقیہ ہی کہتے ہین حضرت اسامہ کی اطاعتہ اسقدر
منظور ہو اُسنے انکے واسطے بھی ضرور ہی اجازت لی ہوگی بعد ازین یہ گذارش ہے کہ آپکو اجازت لینے مین
کلام ہے تو اسکا جواب بحوالہ احادیث مرقوم ہو چکا اگر جواز طلب اجازت مین گفتگو ہے تو اسکے لئے
خداوند کریم گواہ ہین ابھی آیت سورہ نور سنا چکا ہون اور اگر اس مین خلجان ہے کہ حضرت اسامہ
نے کیون اجازت دی تو اول یہ اعتراض شیخین پر نہین حضرت اسامہ پر ہے معہذا حضرت اسامہ
نے رسول اللہ صلعم کے اُس سُنت کا اتباع کیا جسکے لئے عالم بالا سے ارشاد ہوا اور ہر درگاہ ہونسے
پروانہ آچکا تھا دوسرا جواب یہ ہے حاکم بالادست اگر کسی ملازم کے ایک کام کے لئے نوکری بولے
اور پھر اُس کام کو آپ ہی منسوخ کردے اور اُسکی جا دوسرا کام سپرد کرے تو کیا پھر بھی وہ نوکر

بوجہ تعمیل نکرنے حکم اول کے مستوجب عتاب رہے گا رسول اللہ صلعم کو دیکھئے آخر ایام حیات
مین ابوبکر کو امامت نماز پر مامور فرمایا اول تو جواب عام فہم ہی بہت ہو دوسرے بشہادت تقریر جواب
سوال اول یہ تقرر امامت نماز امامت کبری کا تقرر تہا جسکو خلافت کہتے ہین اب اس غلام خاندان
نبوی صلعم کے آپ کی خدمت اور سوا آپ کے جو صاحب اہل انصاف ہون اُنکی خدمت مین یہ گزارش
ہے کہ آخر حضرت اسامہ رسول اللہ صلعم کے تو زیر حکم ہی تھے ادہر رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر کو
ایسی طرح اپنا قایم مقام کیا کہ صاف کہنے سے ٹرہکر جنانچہ آیۃ فلا تقل لھما اف و لا تنھر ہی اسکے اثبات
کے پیش کے لئے تہی اب فرمائے حضرت اسامہ زیر حکم ابوبکر صدیق ہو گئی یا ہنوز حضرت صدیق ہی زیر حکم
اسامہ رہے آپ ہی فرمائی اگر اطلاق نویس وغیرہ ملازمان محکمہ تحصیل جو زیر حکم پیشکار رہتے ہین۔
قائم مقام تحصیلدار ہوجائے اور ہوئے جاتے ہین سب کے نصیب ایسے ہی نہین ہوتے جیسے کسی کم
کم نصیبونکے نصیب تو کیا اب ہی وہ اطلاق نویس زیر حکم حضرت پیشکار ہی رہا شیخصاحب یہ باتین تو
تمہاری آپ سمجھ لینے کی تہین لئے افسوس آپ اور ہم سے پوچھتے ہین اس صورت مین حضرت عمر کے
لئے اجازت لینی ہی تقاضا ادب ظاہرا مربی صلعم ہی تھی ورنہ حاجت نہ تہی دیکھو جواب ایسے ہو اکرتے ہین

جواب ثانی از طرف مولوی عبداللہ صاحب

جب اصل اس قصہ کی معلوم ہو جائیگی تو یہ تخلف کا خدشہ رفع ہوجائے گا وصل یہ ہے ۲۶ صفر روز
شنبہ کو حضرت نے لشکر کی تیاری کا حکم بقتال رومیون کے صادر فرمایا اور ربروز سہ شنبہ اسامہ بن
زید کو سردار لشکر کا بنایا اور چار شنبہ کو مرض حضرت کو لاحق ہوا اور روز پنجشنبہ کو باوجود علالت طبع
شریف اپنے ہاتہ سے ایک نشان بناکر اُسامہ کو دیا اسامہ نے بریدہ کو اپنا نشان بردار بنادیا اور وہ
نشان اُنکے سپرد کر دیا اور موضع جرف مین بانتظار اجتماع لشکر کے قیام کیا اور حضرت ابوبکر اور عمر اور
عثمان اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن النعمان و
وسلمنہ بن اسلم رضی اللہ عنہم نے اپنا سب سامان سفر بمقام جرف بہیجدیا تہا اور خود چلنے پر تیار
تھے کہ آخر روز چار شنبہ اول شب پنجشنبہ حضرت کا مرض ٹرہگیا اور وقت عشا شب پنجشنبہ حضرت صلعم
نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ نماز ٹرہانے کا بنایا۔ چونکہ روز شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرے
افاقہ ہوگیا جو لوگ کہ ہمراہی اسامہ کے متعین ہوے تھے رخصت چاہی پہر دوبارہ شدت مرض

نے عود کیا حتی کہ جرف مین اسامہ کو حالت نزع کی خبر ہونچی بمجرد استماع اس خبر کے حضرۃ اسامہ اور دیگر صحابہ افتان وخیزان حضرت کے پاس آئے اور نشان دروازہ حجرہ مبارک پر نصب کر دیا ہر گاہ کہ دفن سے فارغ ہوئی اور امر خلافت کا حضرت ابوبکر رضؓ پر قرار پایا حضرت ابوبکر نے اُسیدم روانگی جیش اسامہ کا حکم فرمایا جب وہ جرف تک پہونچی بسبب انتقال حضرت کے بعض قبائل مُرتد ہو گئی بعض اصحاب نے حضرت خلیفہ اول کو یہ رای دی درصورتیکہ بغل مین دشمن پیدا ہو گئے ہین لشکر بھیجنا دور دراز بہیجنا خلاف مصلحت ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر مدینہ مین درندہ ہی میرا لقمہ کرلین تو ہی مین خلاف فرمان رسول اللہ صلعم نکرونگا یعنے جیش اسامہ کو نہ واپس کرون گا حضرت ابوبکر نے باجازت اسامہ حضرت عمر کو اپنے پاس بلالیا اور غرہ ربیع الثانی کو اسامہ نے بسوائے ابنی کہ ایک مقام ہے کوچ کیا۔ اب جاننا چاہیئے کہ حضرت ابوبکر کی طرف اسبات کا طعن ہے کہ وہ حسب فرمودہ حضرت تیار نہوئی تو یہ بھی سب غلط ہے کیونکہ وہ سب سامان جرف مین بہیج چکے تھے اور اگر انکی طرف یہ اعتراض ہے کہ بعد وفات کی اُنہون نے تجہیز جیش نکی تو یہ بھی ہیچ غلط ہے کیونکہ بسبب ارتداد قبائل عرب کے بعض اصحاب کی تو یہ رائے یہ ہی ہوگئی تہی پر حضرت ابوبکر نے نہ تسلیم کے اُسیدم لشکر کو روانہ کیا اور اگر اعتراض حضرت ابوبکر رضؓ کے طرف تخلف جیش کا ہے تو یہ ہی نہین ہوسکتا کیونکہ تخلف اُنکا بامر الرسول بخلافۃ الصلواۃ تہا۔ کیونکہ ایک امر دوسرے ماقبل کا ناسخ ہوتا ہے اور یہان دونون امرون کا تقدم و تاخر واضح ہو چکا ہی اور بعد وفات کو اسوجہ سے تشریف نہ لے گئے کہ تمام امت کے امور کے متولی ہو گئے تھے اگر انکو چہوڑ کر وہان تشریف لیجاتے تو اول تو قبائل عرب مرتدین کے اژدہام کا خوف دوسرے امر خلافۃ مین رخنہ پڑے تیسرے یہ کہ کوئی متحیر یعنی جان پناہ بنا رہے تاکہ دفعۃ واحدۃ استیصال دین کا نہو اور دار السلطنت بالکل خالی نہ ہو جائے ؛

سوال ۲۷ از جانب شیعہ

شیخین اور دیگر صحابہ پیغمبر کو بلا تجہیز و تکفین چہوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ مین واسطے قرارداد امر خلافۃ کے چلے گئے یا نہین۔

جواب سوال بست و ہفتم شیخین کا سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا بغرض نفسانی نہ تہا جو آپ اتنا بُرا مانتے ہین وہ بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تہا تجہیز و تکفین مین حضرت

وہ بات نہین جو سقیفہ بنی ساعدہ کے جانے مین پر بیچ کہا کرتے ہین - دیکہنی کو چشم بینا چاہئے - ایسی باتونکو سمجہنا ہر کسیکا کام نہین عقل صائب ذہن رسا چاہئے مگر ہرچہ بادا باد ہمکو آپکو سمجہانا ہے انشاءاللہ بال کی بلّی بناکر دکہاتے ہین تسپر بہی آپ دیکہین تو ہماری قسمت - اوقات کہوئی قلم گہسایا کاغذ سیاہ کیا اونگلیان تہکاین اور پہروہی مرغے کے ایک ٹانگ قایم یہ کیا بات ہے منشی شیخ احمد صاحب مرد ہوشیار ہین کہ تو بہی سمجہ جاینگے انشاءاللہ تعالے منشی صاحب آپ سُنئے کچہری مین نوکری کرآئے ہین کچہری کی بات آپ خوب سمجہین گے ایک سرکار کی بہت سے کارخانے ہوتے ہین پہر ہر کارخانہ مین مختلف کام ہوتے ہین ہر کام پر ایک جدا نوکر ہوتا ہے دیکہئے کلکٹری کا کارخانہ بہی سرکار ہی کا ہے فوجداری کا کارخانہ بہی سرکار ہی ہے عدالت کا اسٹام کا ڈاک کا ہر کا ایک ہو تو گناؤن سب کارخانے سرکار انگلشیہ ہی کے ہین پہر ہر کارخانہ مین دیکہئے کیا کیا کام ہین ایک کارخانہ مین کوئی تحصیلدار ہے کوئی پیشکار کوئی پٹواری کوئی خزانچی کوئی کچہہ کوئی کچہہ یہانتک کہ ایک سطر سپاہی محرر آمد محصول منشیات بہی ہے غرض مختلف کام ہین ہر کام پر ایک ایک جدا ملازم تعینات ہین ان کوئی معزز کام ہی کوئی ہلکا سو ایسا ہی تجہیز تکفین بہی رسول اللہ صلعم ہی کا کام ہے اور نہلانا اور نماز جنازہ بہی آپ ہی کا کام ہے قبر کہودنی بہی آپ ہی کا کام ہے امامت نماز بہی آپ ہی کا کام ہے انتظام خلافت بہی آپ ہی کا کام ہے اسمین گہٹ کر تو قبر کنی ہے اور تجہیز امامت نماز اور انتظام خلافت حضرت علی رض نے تو تجہیز وتکفین کو سنبہالا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے خلافت کا انتظام کیا اسمین تقدیر سے حضرت ابوبکر ہی کو لوگون نے گہیر لیا اور خلیفہ بنا لیا اسمین انکا کیا قصور وہ بیچارے تو بہت کچہہ ٹالتے رہے پر انکے ہوتے کوئی نظرون ہی مین نہ جچا اُسکی ایسی مثال ہے کسی بادشاہ پر کسی غنیم نے تلوار چلائی سپاہی کوئی حاضر نہ تہا رعیت کے ایک آدمی نے بنظر خیر خواہی وہ وار اپنی سر پر لیا اور پہر غنیم کا سر قلم کیا بادشاہ قدر شناس تہے اس خدمت کے انعام مین منصب سالاری پر اُسے ہی مامور کردیا دیکہئے اُس شخص کے خواب مین بہی یہ خیال نہ آیا تہا کہ مین اور سپہ سالار ہونگا پر تقدیر کی اُلٹا پلٹی نے کہانسے کہان پہونچایا ظاہر مین خدمت مذکورہ بلا بہانہ ہوگیا سو ایسے ہی شہادت قصہ بیعت ابوبکر کو خلافت کا خیال تک نہ تہا ہان رفع مفسدہ مد نظر تہا اگر یہ دونون وہان نہ جاتے تو انصار سعد بن عبادہ کو کر چکے پہر حضرت امیر کو اول بات نہ پوچہار

شیخین چاہین نہ ہوسکے آئین پر ناشکری کا کیا علاج حضرات شیعہ تسپر بھی نہین مانتے غرض کا رپردازان تقدیر نے اُنکے حسن نیت اور حسن خدمت کی جلد و مین کہ دین کی سر سے شیطان ایسا بھاری وار ٹالا انہون کو خلیفہ بنا دیا با اینہمہ وہ لوگ کچھہ خلافت کو ایسا بڑا کام نہین سمجھتے تھے جیسکے واسطے یہ انتظار کرتے کہ فلانے کو آجانے دو اور فلانے کو بھی تشریف لانے دو بہہ تو حضرات شیعہ نے غل مچا مچا کر اُسکا انتظام کر دیا ورنہ حضرت علی اور حضرت ابوبکر تو اسکو اتنا بھی نہ سمجھتے تھے جتنا یہان پٹواری کا یا چوکیدار کا عُہدہ ہے جو آپ کو کوئی پٹواری یا چوکیدار بنا دے تو آپ کیا خوش ہون گا اور کوئی نہ بنائے تو آپ کیا شکایت کرینگے بہرحال سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا خدا ہی کیلئے تہا اسکو چھوڑ کر جانا سمجہنا ایسا ہی ہے جیسا کفن کو چھوڑ کر قبر کھودنے کو جانا سو جیسے اس کام مین لگنے والیکو بوجہ بیغرضی اُس کام کا چھوڑ کر چلے جانے والا اور میت کا دشمن کوئی عاقل نہین سمجھتا یہان بھی اہل عقل کار فرمایان انتظام خلافت کو یون نہین کہہ سکتے کہ بوجہ بیغرضی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر چلے گئے اور جو یون ہی دہینگا دہینگی ہے تو یون ہی سہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اگر تجہیز چھوڑ کر چلے گئے تو پھر آ بھی گئے نماز پڑہی دفن مین شریک رہے پر حضرت علی انتظام مذکور مین بالکل شریک ہی نہین ہوئے پھر آپ جانتے ہین کہ خلافت اور امامت کیسا بڑا کام ہے اور تجہیز و تکفین کو اُس سے کیا نسبت ہے امامت تو وہ کام ہے جسپر بقاء دین کا مدار ہے اور دین وہ چیز ہے جس کے لئے خاص رسول اللہ صلعم کو خدا نے بھیجا یہ کام عام نہین ہان مرنا جینا کفن کاٹھی قبر کنی ایسی عام باتین ہین جسمین مسلمان کافر نیک و بد سب شریک ہین سو اگر حضرت ابوبکر صدیق ایک دو عام کام مین شریک نہوئی تو حضرت علی ایسے خاص کام مین شریک نہوئے جسپر مدار کار دین و ایمان تہا اگر یہ کام درست نہوتا تو دین کا پتا بھی نہ تہا اور اگر یہ عذر ہے کہ حضرت علی کو کسی نے پوچھا نہ بلایا تو حضرت ابوبکر اور حضرت کو بھی کسی نے پوچھا نہ بلایا ؁

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

با ننا چاہئے کہ تجہیز و تکفین اہل بیت کے متعلق تھے اور تمام صحابہ کا اسمین شریک ہونا لازم نتہا پس جبکہ رسول اللہ صلعم نے دار فانی سے بملک جاودانی انتقال فرمایا اور جمیع مہمات دینی و دنیوی آنحضرت ہی پر ہی موقوف تھی اور کفار بھی بسبب تسلط حضرت کے مغلوب تھے - اب اگر انکے بعد کوئی اُن مہمات کا متولی نہوتا - تو طرفۃ العین مین کارخانہ ریاست اسلام کا درہم برہم ہوجاتا

ساہا سال کی محنت ومشقت رائگان جاتی نئے سرسے کفر کا جھنڈا کھڑا ہو جاتا اور شیطان علیہ اللعنۃ
سکو اپنی راہ لگا لیتا اور آنحضرت پر نبوت ختم ہو چکی تھی اگر پھر ویسے ہی تاریکی پھیل پھیل جاتی پھر کہانسے
آفتاب ہدایت کا نکلتا لہذا ضرور ہوا کہ کوئی شخص بمجرد وفات حضرت کے متولی تمام امور کا ہو جائے تاکہ
جون کی تون بات بنی رہے اور ریاست وسیاست کا کام بدستور جاری رہے اسمین اصلاح تمام
امت کی مقصود تھی باینوجہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اس امرمین مبادرت کی اسلئے کہ تجہیز وتکفین کی طرفسے
تو بسبب اہل بیت کے بیفکر ہو گئے تھے اور یہ بھی حضرت صلعم کی خدمت ہی تھی جیسا کہ نایب کا ٹرہانا عین
مدرس کی خدمت ہے اور اگر بالفرض والتقدیر تجہیز وتکفین انپرہی موقوف ہوتی تو بھی بوجوہات مذکورہ
بالا امر خلافت مین مبادرت کرنی ضرور تھی پس جس حالتمین تجہیز وتکفین کے متولی دیگر شخص ہون
توان کا امر خلافت مین مبادرت کرنا اولی ہوا کیونکہ اگر تجہیز وتکفین مین دیر ہو جاتی جیسا کہ تدفین
مین تین روز لگ گئے تو کچھ حرج نہوتا پر امر خلافت مین کچھ دیر کرنے سے کچھ کی کچھ بات ہو جاتی شعر
سدا دور دوران دکہاتا نہین ؛ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ؛ تکفین وتدفین ہی حلاوت سے ہوتی
خدا جانے کیا کیا خرابیان دم کے دم برپا ہو جاتین ہین چنانچہ بعد وفات علیہ الصلواۃ والسلام
کے انصار اسبات پر آمادہ تھے کہ سردار سے ہکو ملے بہت سے بہت یہ ہو کہ ایک ہم مین سے سردار
ہوا اور ایک تم مین سے پس اگر وہ مبادرت نکرتے اور بیعت کسی انصاری کی ہاتھ پر منعقد ہو جاتی
تو اب اس مین دو صورتین تہین یا تو مہاجرین بھی اسی شخص کی بیعۃ اور اطاعۃ قبول کرتی یا
کوئی اور جدا گانہ اپنا خلیفہ بناتے درصورت اول کی اس حدیث کی مخالف ہوتا الملک فی قریش والقضا
فی الانصار والاذان فی حبشۃ بعض روایات مین الخلافۃ فی قریش صراحۃ آیا ہے جب انصار کو ہی
خلافت ملجاتی تو پھر کلھم سے کو مہاجرین کو خلافت نصیب ہوتی اور دوسری صورت مین یعنی مہاجرین کا
خلیفہ جداگانہ بنا لیتے مین تفرق کلمہ لازم آتا اور منشا خدا او رسول اتحاد واتفاق کو چاہتا ہے چنانچہ
آیۃ لو انفقت مافی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم اور حدیث تطویل قراءت
معاذ بن جبل کے باوجود انپر عنایت بعید کے حضرت کا امتنان یا معاذ فرمانا دلالت کرتی ہے اس ہونے
وہ بات ہاتھ سے نکلجاتی اور کام ریاست وسیاست کا بخوبی انجام نہوتا اور باہمی منازعت کا بھی خوف
تہا۔ چنانچہ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ سے مستفید ہے کہ اگر ایک سلطنت مین دو حاکم ہون تو وہ

برباد ہوجاویگی معلوم ہوا کہ ایک امر خلافت مین دو خلیفہ کا ہونا موجب خرابی کا ہے با این لطف شیخین نے اُسکی تاسیس و توثیق مین مبادرت کی حضرات شیعہ جیسے خود ملوث بطمع دنیا دینہ اور سگ دُنیا ہین ویسی ہی خیالات معاذ اللہ اکابر وارکان دین کی طرف بھی نسبت کرتے ہین کیسے کج فہم ہین اس موٹی بات کو نہین جانتے کہ پانچون انگلیان برابر نہین ہوتی ہین۔

سوال ۲۸۔ ازجانب شیعہ

حضرت علی اور حضرت عباس اہل حل عقد مین یا نہین اگر داخل ہین تو اُنکو کیون شامل نہین کیا اجماع مین

جواب سوال بست و ہشتم حضرت علی اور حضرت عباس اول درجہ کے اہل حل و عقد مین سے تھے پر اجماع کے انعقاد کے لئے یہ ضرور نہین کہ سارا جہان ایک آن واحد اور ایک ہی لحظہ مین ایک بات مُنہ سے کہی یہ تو آپ کے نزدیک بھی ممکن نہوگا ہان یہ باتین تدریج آگے پیچھے ہوا کرتی ہین حضرت علی سے جو بیعت ہوئی تو وہ بھی ایک دفعہ نہین ہوی بلکہ خود رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر سب نے ایک ساتھ ہی بیعت نہین کی جب کبھی کوئی آجاتا تھا بیعت کرجاتا تھا اور بیعت تو درکنار اسلام بھی سبکا ایک ساتھ نہین کوئی آج مسلمان ہوا کوئی دس برس کے بعد کوئی بیس برس کے بعد سو انکی بیعت تو آپ بھی جانتے ہین جبھی ہوئی ہوگی جب وہ مسلمان ہوئے ہونگے یا اُس کے بھی بعد یا یون کہو انہون نے بیعت کی ہی نہو بہر حال یہ تو ممکن ہی نہین کہ قبل اسلام بیعت کرگئے ہون سو جو ایسے احتمال پر آپ چین ہمارا اُدھر ہی لیکھا ہی عرض ہمارا مطلب کسیطور رہا تھہ سے نہین جاتا بہت سے آدمی تو سقیفہ بنی ساعدہ ہی مین دست بیع ہوئی پر بیعت عام دوسرے روز ہوی اسمین حضرت علی نے اور بھی بعد مین بیعت کی پر یہ بعد مین رہجانا با یمعنی نہ تھا کہ اُنکی خلافت کے منکر تھے اور اگر بالفرض انکار خلافت حضرت صدیق اکبر ہو تو پھر حضرت علی کی روز کی نمازون اور جمعہ کے خطبون کے سُنتے اور جہادون کی باندہیون مال اسباب کے تصرف مین لانے کی کوئی وجہ منصوبہ نہین بلکہ شیعون کا یہان ایسا قافیہ تنگ ہوگا کہ بریز برنہی کرنی پڑیگی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر تو حضرت امیر کی خلافت بلا فصل کے منکر کیا مزاحم ہی تھے ہم بھی جانتے ہین تم بھی جانتے ہو پھر اگر حضرت امیر بھی حضرت صدیق کی خلافت کے معتقد نہون یعنی سُنی نہون شیعہ مذہب ہو تو یہ معنی ہون کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر کافر تھے نعوذ باللہ کیونکہ جیسے ہمارے نزدیک ایمان کے دو جز ایک لا الہ الا اللہ دوسرا محمد الرسول اللہ شیعونکے نزدیک ایک تیسری شاخ امامت کی اور

بھی ہے جیسے ہمارے نزدیک آدمی انکار لا الہ الا اللہ یا انکار محمد الرسول اللہ سے کافر ہو جاتا ہے انکے نزدیک انکار امامت حضرت امیر وغیرہ ائمہ ہدیٰ سے بھی کافر ہو جاتا ہے بہرحال اگر حضرت علی شیعہ مذہب ہوں تو انکو بھی اپنی امامت پر ایمان لانا ایسا ہی ضرور ہوگا جیسے بشہادت آیۃ امن الرسل بما انزل الیہ من ربہ والمومنون اور نیز بشہادت آیۃ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المومنین رسول اللہ صلعم کو اپنی رسالت پر ایمان ضرور ہے اور ظاہر بھی تو ہے اگر رسول اور امام ہی کو اپنی رسالت اور امامت کا انکار ہو تو پھر دوسروں کو کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ اس صورت مین حضرت امیر منکران امامت کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہون گے جیسے رسول اللہ صلعم منکران رسالت کو پھر فرمائیے حضرت علی جو ہمیشہ ان منکران امامت کے پیچھے نماز پڑھتے رہے تو کیا باعث تھا کافرون کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے یا یہ لوگ امامت پر ایمان رکھتے تھے اور شیعیان پاک مین سے تھے یا امامت کی شاخ ایسی ہے جیسا کسی نے کہا ہے **شعر** عریان ہی دفن کرتا تھا زیر زمین مجھے ٭ اک اور دوستون نے لگا دی کفن کی شاخ ٭ ہم سے اگر پوچھتے ہین تو یہی صحیح ہے ورنہ پھر مذہب امامیہ کی خیر ہے نہ حضرت امیر کی امامت اور بزرگی کے صحیح سالم رہنے کی کوئی تدبیر بالجملہ تین پانچ کرینگے تو بہت سی باتین ہین اس بات کا جواب نہ مجتہد صاحب سے آئے نہ امام زمان کے پاس کوئی جا کر لائے یہ بات لاجواب ہے اور کیون نہو دروغ گو را حافظہ نباشد ٭ بانیان مذہب شیعہ یہان آکر چوکڑی بھول گئے آگے سنئے یہی نہین کہ نمازین پڑھین حضرت امام زین العابدین کی والدہ بلکہ حضرت امیر کی حرم محترم انہین خلیفون کے جہاد مین آئین تھین جنکو کافر نہ کہئے تو مذہب شیعہ اڑ جاتا ہے اور کافر کہئے تو پھر جہاد کی کوئی صورت نہین جو کچھ ہوا ظلم ہوا پھر ان حرمونکی مالک بھی تو کیونکر ہونے جو آگے زیر تصرف رکھنے کی گنجایش ہو اگر یون ہوتا کہ مسلمان کرکے آگے پیچھے نکاح ہی پڑھوا لیتے تب بھی ایک بات تھی یہ بھی نہوا کہئے تو سہی کیا ہوا اور یہان نکاح کا بہانہ کرلینا تو مال کا تو نکاح ہی نہین ہوتا اس سے آگے بڑھکر اور سنئے۔ طاہرہ مطہرہ جگر گوشہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رسول اللہ صلعم کی قرۃ العین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے راحت جان حضرت حسنین کے قوت دل تمام اہل ایمان کے دین و ایمان کو حضرت ام کلثوم دختر شکم خاص حضرت بتول کو حضرت عمر سے بیاہ دیا ایسے پاک طاہر پاک باطن کہ سن خوردسالی مین ایسے کافر جفتہ سال کے کوئی حوالہ کرتا ہی

ذرا سی بات پر فوج شام و عراق سے تو لڑ مرے اور ایسی پاک دامن کو یون بچون چرا عمر کے حوالہ کر دیجئے
مسلمان کا کام تو نہین کہ ایسے انسانونکو بیموقع احتمالون پر محمول کرے خدایا میرا تو بال بال کانپتا ہے
یہ خبیث کس طرح ایسی بیہودہ باتین بکدیتے ہین اگر حضرت عمر کا لحاظ نہین تو ننگ و ناموس اہل بیت
نبوۃ کا تو لحاظ کیا ہوتا۔ دیکھیئے اس نکاح سے زید بن عمر پیدا ہوئے اور پہر بقضاء الہی اپنی والدہ
کے انتقال ہی کے دن خانہ جنگی مین مارے گئے یہانتک کہ اکٹھی دو نو جنازون کی نماز پڑہی گی بہر حال حضرت علی
و حضرت عباسؓ نون معتقد خلافت حضرت صدیق تھے اور انعقاد اجماع کیلئے اتنا ہی کافی ہے ہر ہر شخص کی بیعت
کی ضرورت نہین یون تو بہت سے چہوٹے بڑے نزدیک و دور کے لوگ رہ گئے ادہر آج کل کے اہل سنت
سب اجماع مین داخل ہوتے چلے جاتے ہین اور بیعت کا کچھہ حساب نہین الغرض اعتقاد دلی اور شہادت
حالی یا مقالی چاہئے سو بحمد اللہ یہ بات قبل بیعت ہی حضرت علی کو حاصل تھی اور بعد بیعت بہی باقی رہی
پر جب حضرت امیر نے دیکہا کہ مردمان ظاہر بین اور سادہ لوحان صحرا النشین اس بیعت کے نکرنے کو
اور بات پر محمول کرتے ہین ادہر موافق مزعوم شیعہ علم ماکان و مایکون حاصل تہا یہہ سمجھکر کہ آخر زمانے
کے ہمارے نادان دوست جنکو شیعہ کہینگے کچھہ اور اس دست کشی کے تیئے بہت ہاتہہ پاؤن پہیلائین
گے زبان کے رشتے بہت کچھہ بڑہین گے حضرت صدیق کے ہاتہہ پر بیعت کرکے شبہ نکنون متردون کے دل سے
مٹا دیا پر جنکے دل کو یہہ خیالات فاسدہ ایسی طرح کہا گئے تھے جیسے تلوار یا کسی اور ہتیار کو مورچہ۔ اونکی
اصلاح نہوئی وہ اوسی لکیر کو پیٹے جاتے ہین اور حضرت امیر کی راہ پر نہین آتے اب بس کیجئے اور جانے
دیجئے یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری عنایت ہے کہ مجھہ جیسے ہیچمدان بلکہ نادان سے ایک دن اور کچھہ اوپر
ادہی رات مین اکٹھے اٹھائیس سوالون کا جواب لکھوا دیا تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون ہر بن مو
مین زبان ہو تو پہر بہی ایک ادنے سے ادنے احسان کا شکر ادا نہین ہو سکتا اے میرے اللہ میری
نیت تو ویسی ہی ہے جیسا مین ہون تو اپنے کرم سے اسکو قبول فرما کر میرے لئے ذریعۂ آخرۃ کردے اور
اس تحفہ مختصرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللہ صلعم کی خوشنودی میرے نصیب کر
پہر انکے طفیل سے اپنے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت مین اس کمینہ عالم کو شامل کر اور مجھکو اور میرے
ماباپ کو اور تمام احباب کو بخشکر مجھکو مسرور کر آمین ثم آمین فقط

التماس بخدمت منشی شیخ احمد صاحب

منشی صاحب میری کم فرصتی اور کم توجہی کا حال اگر نہ سنا ہو تو حاجی ظہور الدین احمد صاحب سے دریافت

فرمائین آپ کے تئین یقین جانئے اونگلیان تہک گئین کل شام بیٹہہ کر آدہی رات تک لکہا آج صبح سے اسی خیال مین تہا اسوقت بعد عشا فراغت پائی اب بہی اونگلیان نہ تہکین تو اور کیا ہوگا بار بار یہہ شعر یاد آتا ہے شعر حال دل لکہون کبتلک جاؤن اُسکو دکہلادون ۔ اُنگلیان افگار اپنی خامہ خون چکان اپنا
آپ نہ مانین تو بجز اسکے اور کیا لکہون مصرع جو اسپر بہی نہ سمجہے وہ تو پہر اسکو خدا سمجہے ۔ خیر یہ تو آپکی حسن اخلاق کے بہروسے عرض معروض تہی دوسرے عرض یہ ہے آپنے وہی پُرانے سوالات کئے جو اول سے شیعون نے ایجاد کئے اور صدہا جواب اُسکے سُنیون کی طرفسے ہوچکے پر روے انصاف یہ تو ننگ کرنا ٹہرا آپ کو تو نہین کہہ سکتا شیعون کو تو ڈوب مرنے کی جا ہے جواب دندان شکن سنتے چلے جاتے ہین اور پہر بہی وہی گالی گفتار سے باز نہین آتے بہلے مانسون کو تو منہ پر کہا کر تاب مقابلہ نہین رہتی ہان بیحیا البتہ پٹتے جاتے ہین اور گالی گفتار سے باز نہین آتے آپنے یا جنہنے یہ سوال کئے یہ سمجہا ہوگا کہ سنیون مین ایسا کون فارغ بیٹہا ہے جو اپنا نماز روزہ چہوڑکر اس طومار کے طومار کا جواب لکہیگا ہمین کہنے کو جگہہ ہوجائے گی یہہ نہ سمجہا ہوگا کہ قاسم سے گنہگار بہی بہت ہین جنکو نماز روزہ کی چندان توفیق نہین پہر تسپر ایسے ایسے صدا ے بیمعنی کو یون ہی چٹکیون مین اُڑا دیتے ہین اور دنکا وار بہی نہین آتا سو آپ خدا کے لئے غور فرمائین اور پہر بہی راہ پر نہ آؤ تو مجتہدان ضلع سہارنپور و مظفرنگر سے ان جوابون کا جواب اور میرے سوالات مُرسلہ کا جواب لکہوا کر بہجواؤ پر جواب ہو تو ایسا ہے لکا ہو جیسا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کہاٹ کے جواب مین کہا تہا تیرے سر پر کولہو اگر بوجہہ ہی مین دبانا منظور ہو تو آپ ہی بہت ہین مگر ہمین کون سکہلا ہم دونو علم پڑہے ہین بے تُکی کہنی بہی آئی ہے غرض ان اٹہائیس سوالون بوجہہ جیسے مجہے یاد رہیگا انشاء اللہ اُس سے زیادہ جناب مجتہدین چکر مین آئینگے فقط

جواب ثانی ازجانب مولوی عبداللہ صاحب

یہہ دونون صاحب داخل اہل حل عقد ہین پر تمام اہل حل عقد کا آن واحد مین اجتماع محال ہے اور نیز انعقاد بیعت کے لئے تمام کا موجود ہونا ضروری نہین ہان اکثر کا مجمع ہونا ضرور ہے سو اکثر لوگ مہاجرین اور انصار جمع ہو ہی گئے تہے اور حضرت علی اور حضرت عباس اگرچہ بضرورت مشغولی تجہیز و تکفین اجماع مین شامل نہ تہے مگر حضرت ابوبکر کی خلافت و فضیلت کے مُنکر بہی نہ تہے افضلیت حضرت ابوبکر کی ہر صغیر و کبیر کی زبان زد تہی کسی نے بانیوجہ بیعت مین تاخیر نہین کی کہ حضرت ابوبکر لائق امامت و خلافت کے نہین تو شیعہ

شیعہ ہی سمجھکر اپنا دو نو جہان کا برا کرتے ہین صرف حضرت علیؓ کو اسی بات کا ملال تہا کہ باوجود این اتحاد باہمی کے پہر مجھکو کیون نہ شامل کیا کس لئے ایسی جلدی کی چونکہ حضرت امیر اسد اللہ الغالب تھے بسبب کمال شجاعت کے اُنکے خیال شریف مین برہمی درہمی سلطنت کا کچہہ خطرہ نہ گزرا اور یہی وجہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی مبادرت کو پسند نہ فرمایا حالانکہ اُنکے نزدیک امر سلطنت کا اہتمام پیشتر کر لینا اولے و اقدم ہوا تاکہ دفن حضرت اور دیگر امور بجمعہ خاطر ہون اور اگر خدانخواستہ اس امر کا پیشتر سے اہتمام نکیا جاتا اور انصار جدا سردار مقرر کر لیتے تو حضرت عباس وحضرت علیؓ کیونکر روکتے بیٹھے بیٹھائے طرفۃ العین سلطنت اسلام جاتی رہتی اور حضرت علیؓ کی اتنی شکایت کچہہ بموقع نہ تھی بلکہ اپنون ہی کی شکایت کیا کرتے ہین غیر کا کون شاکی ہوتا ہے **شعر** بے محبت نہین اے ذوق شکایت کے مزے ٭ بے شکایت نہین اے ذوق محبت کے مزے ٭ اگر انکو شکایت تہی تو محبت بہی تہی کبہی قبل خلافت یا بعد خلافت حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ نے برائی نہین بلکہ صحیح احادیث سے تعریف کری ثابت ہوتی ہے چنانچہ خاص اس قصہ مین بہی کی ہے انہ لم یحملہ علی الذی صنع نفاستہ علی ابی بکر ولا انکارا للذی فضلہ اللہ بہ اور حضرت صدیقؓ نے جو مرتدین بنو حنیفہ سے جہاد کیا وہان کی سبایا مین سے ایک لونڈی خولہ نام حضرت مرتضی علی کو بہی ملی اور آپنے اُسپر تملک مین تصرف فرمایا اور محمد بن حنیفہ اُسیکے بطن سے پیدا ہوئے اور شہر بانو یزدگرد بادشاہ کہ بہ ان کی بیٹی حضرت عمرؓ کے وقت مین پکڑی ہوئے آے اور حضرت امام حسینؓ کو ملی اور امام زین العابدین اُسکے بطن سے پیدا ہوئے اور جو کچہہ باہم اتحاد اور رشتہ و قرابت پیش رہا ہر چند اصول شیعہ پر تقیہ کی رو سے تہا مگر ان خیالات کو بیخ و بن سے اکہاڑتا ہے اور تقیہ بقدر ضرورت ہوتا ہے نہ ہر امر مین تردید تقیہ کے لئے تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ حضرت علیؓ کے دلمین جبتک ملال رہا بیعت نکی اور جب صاف ہوگئے فورا کرلی اگر خدانخواستہ تقیہ کرتے تو بیعت مین اتنی مدت کیون لگاتے معلوم ہوا جو کرتے تہے بیباکانہ صاف دلی سے کرتے تھے فقط

مادہ تاریخ از مولوی عبد اللہ صاحب

قَالَ تَعَالٰی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

مادہ تاریخ بیبہا ازفکر رساعزیز م حافظ مولوی معین الدین صاحب خلف الرشد مولوی محمد یعقوب صاحب

مولوی میرے بہائی عبداللہ جنین حق نے بہت بہرے ہین گن ان سوالون کے ایسے لکہے جواب
جنسے شیعونکی اوکہڑی بیخ وبن سُن روافض نے اُن جوابون کو سرکواپنے کہا یہہ سُننے دہن
یون تو بوداتہا پہلے ہی مذہب ان جوابونسے لگ گیا اور گہن ہاتف غیب نے ندا نب کی
سال تاریخ مین یہہ آیت سُن یون ازل مین ہی ای معین حق نی کہدیا فی قلوبہم زیغ

ایضا منہ سلمہ

مَنْ تَوَاضَعَ دُقِرَ + وَمَنْ تَعَاظَمَ صُغِرَ +

سوالات ازجانب اکمل الکملاء افضل الفضلا نخبۃ الاکارم جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب بخدمت علماء اہل تشیع

۱- عقیدہ امامت جزایمان ہے اُسکا ثبوت یقینی چاہیئے پرنہ کلام اللہ مین اُس کا پتہ نہ احادیث متواترہ مین اسکا ذکر جواب موجہ بیان فرمائیے اور آئین خائین نہ اوڑائیے ؛

۲- اگر آیۃ انما ولیکم اللہ سے امامت حضرت امیر علیہ السلام ثابت ہوتی ہے تو اس سے اور اماموںکی امامت باطل ہوتی ہے چنانچہ لفظ انما سے ظاہر ہے ؛

۳- لفظ ولی کے معنی حاکم ہونے پر کونسی کتاب لغتہ شاہد ہے اور اگر کوئی کتاب اسپر دلالت کرتی ہے تو کونسی ضرورۃ ہے کہ معنی مشہور محجوب کو چہوڑ کر یہہ معنی لیتے ہین با اینہمہ جب احتمال آگیا تو پہر کلام مشتبہ ہوکئی قابل استدلال نرہی وہ بہی ایسی ضروریات دین کے لئے ؛

۴- امام زمان باہر کیون نہین آتے اور تشریف لاکر دین نبی کی تائید کیون نہین کرتے اگر عذر تقیہ تہا تو بہی شیعان ایران وہند ومخلصان دکن وسندہ کی تعداد لاکہون کو پونہچ گئی ہان اگر شیعونکو حضرت امام ایماندار نہین سمجہتے اور بظاہر ہوگا تو بہی ہوگا ویسی فرمائیے ۔

۵- امام کا تقرر اگر اس غرض سے ہے کہ امتیونکو غلطی نہو تو حضرت امام روپوش رہتے ہین

خطا وار ہین اور اگر کوئی اور غرض ہو تو ضرورة ہی کیا تہی جو ایمان مین ایک تیسری امامت کی پچر لگائی اور پہر سُنیونپر بوجہ خلافت خلفا کے جو معصوم نہین کیا اعتراض رہا

۶۔ کلام اللہ بجنسہ محفوظ ہے تو اول احادیث کلینی اور اتفاق مذہب کا کیا جواب دوسری آیات مدح صحابہ مثل والسابقون الاولون الخ اور الذین آمنو وہاجروا وجاہدوا الخ اور الذین معہ اشداء علی الکفار وغیرہ پر ایمان مین کیا دیر ہے اور اگر صحابہ کے ایمان مین کلام ہے تو سوا اُن کی جو کوئی ان آیات کا مصداق ہے اُسکی ایمان پر کیا دلیل ہے ایسی دلیل جس سے خوارج کو ساکت کر سکو پیش کرو ؛

۷۔ اگر کلام اللہ غیر محفوظ ہے تو اول تو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وغیرہ کا کیا جواب دوسرے بشہادت حدیث ثقلین شیعونکو ثقلین کے ساتہہ تمسک باقی نرہیگا۔

۸۔ حضرت امام حسن عسکری نے جو اسی کلام اللہ کی تفسیر لکہی باقی کلام اللہ کی نہ لکہی تو کیا اونکو بہی مثل اور شیعونکی کلام اللہ یاد نتہا ؛

۹۔ تقیہ کی کیا سند ہے یعنی کہین کلام اللہ مین حکم ہی یا ارشاد نبوی ہی کہ کیا کرو ؛

۱۰۔ تقیہ کس غرض سے دین مین داخل ہوا اگر نبی و امام دین تبلانے کے لئے آئے ہین تو چہپانے کے کیا معنی اور چہپانے کے لئے ہین تو فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین کی کیا معنی ہین۔

۱۱۔ غار مین آپ کے ساتہہ کون تہا حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے اور یہی کہوگی تو بعد اسکے کہ خدا اونکو بشہادة لفظ لصاحبہ صحابی کہتا ہے تُم کیون نہین کہتے ؛

۱۲۔ دوازدہم حضرت ابُوبکر کی شان مین کلام اللہ مین ان اللہ معنا فرمایا ہے خدا تو اون کا ساتہہ دے تم کیون نہین دیتے۔

۱۳۔ حضرت علی یا ائمہ اہل بیت کی شان مین بہی کہین ان اللہ معنا ہے ؛

۱۴۔ حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا اگر وہ کافر تہے یا فاسق تھے تو کیون بنایا

۱۵۔ حضرت امیر نے شیخین اور حضرت عثمان کے پیچہے نماز ین کیون پڑہین اور اُنکے زمانے کے جہادون کی باندی غلام کیون اپنی تصرف مین رکہے اگر وہ کافر تھے تو یہ نماز ہوئی نہ جہاد پہر نہ مال حلال ہوا نہ باندیان اور مسلمان تہی تو بی اقرار امامت کیونکر مسلمان ہو گئے جواب معقول دیجئے ؛

۱۶- موافق ارشاد آیۃ- الذین آتیناہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ الخ- جو منجملہ علامات ایمان ہی یون معلوم ہوتا ہے کہ جس فرقے کے لوگ بکثرۃ تلاوۃ قرآن کرینگے وہ تو مومن ہونگی باقی کا فراب فرمائیے کہ ایسے لوگ شیعہ ہین یا اہل سُنتہ جواب معقول لکھئیے اور اگر حق تلاوۃ سے خشوع وخضوع مراد لیجئے ہو تو شیعون مین وہ بھی نہین اسلئے کہ خشوع کے لئے اعتقاد چاہئے شیعہ کلام اللہ کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین بایں ہمہ حق تلاوۃ مفعول مطلق ہے اور عامل اُسکا یتلونہ اسلئے ضرور ہے کہ وہ بھی از قسم تلاوۃ ہو سو خشوع خضوع امر قلبی ہے اور تلاوۃ امر لسانی ؃

۱۷- آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کلام اللہ خدا کا کام ہے اسصورتمین سُنی بندگان خاص ٹہیرے کہ خدا کا کام کرتے ہین اور انکا کیا خدا کی طرف ایسی طرح منسوب ہوجاتا ہے جیسے راز مزدورون کا بنایا ہوا مکان صاحب مکان کا بنایا کہا کرتے ہین۔

۱۸- شیعون کو کلام اللہ یاد کیون نہین ہوتا اگر یہہ وجہ ہے کہ صحابہ اُستاد کلام اللہ ہین اور استاد کا بُرا کہنے والا کامیاب نہین ہوتا تو توبہ کیجئے باقی یہہ جو کہین کہین شیعہ ملقب بحافظ ہین یا ایک دو کا کہین کہین- نشان دیتے ہو البتہ اول تو کہنے کی باتین اور اگر سچ بھی ہو اہل سنتہ کے مقابلہ مین ایک دو کا حافظ ہونا بہت شرمانے کی بات ہے ؃

۱۹- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہین تو حضرت فاطمہ نے ترکہ کیون مانگا زندونکی مال مین میراث جاری نہین ہوتی اور شہیدونکی نظیر دو تو یہہ نظیر کام کی نہین کیونکہ شہدا اُنکے بدن سے زندہ نہین ہین- اس بدن کے حساب سے تو مردہ ہین ہان جنت مین انکو دوسرا بدن ملجاتا ہے اور موت کا جواب بھی کام کا نہین کیونکہ موت سے حیات جاتی رہتی ہے تو آپ حیات النبی نہین اور نہین جاتی تو میراث کی کوئی صورت نہین۔

۲۰- کلینی وغیرہ کتب شیعہ سے یون معلوم ہوتا ہے کہ فدک منجملہ اموال فی ہے اور آیۃ ما افاء اللہ علی رسولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اموال فی مملوک نبوی نتہی اسلئے کہ اول تو بشہادت آیۃ ذوی القربی یتمی مساکین وغیرہ شریک جنکی کوئی تعداد معین نہین جو اون سبکو پہونچائی دوسرے بشہادۃ آیۃ والذین جاؤ من بعدہم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ مصارف وہ لوگ بھی ہین جو ابھی پیدا نہین ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے سو اُنکی شرکت تک کی کوئی صورۃ نہین کیونکہ ناانکے

کا بالفعل موجود ہونا چاہئے باینہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انواع کی ہر ہر فرد کو زمین فدک بانٹی نہ اوسکی آمدنی بانٹی اگر ملک ہوتی اون سب ہی کی ملک ہوتی اور آپ ضرور تقسیم کرتے ہو نہو وقف ہو اس صورۃ مین حضرت فاطمہ نے کیون طلب کیا کیونکہ وقف مین نہ میراث جاری ہو نہ ہبہ

سوال ۲۱- اگر خطاب فانکحوا عام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زیادہ نکاح کرنیکی وجہ بیان فرمائیے اور خاص ہے تو خطاب یوصیکم اللہ ہی خاص ہے ہوگا اسصورت مین حضرت فاطمہ نے دعوے میراث کیون کیا اور اگر آیۃ یا ایہا النبی انا احللنا سے تخصیص فانکحو کرتے ہو اول تو بعد ثبوت تاخر نزول آیۃ یا ایہا النبی یہہ بات متصور ہے اور ثبوت تاخر معلوم دوسری ایسی تخصیص بلکہ اسی ہی زیاد تو بوسیلہ احل لکم ما وراء ذالکم سبکے لئے متصور ہے۔

۲۲- حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کافر تھے تو حضرت علی نے دختر مطہرہ حضرت ام کلثوم کا نکاح اونسے کیون کیا اور نہ تھے تو باوجود اسلام کے تبرا کی کیا وجہ

۲۳ تبرا کی کوئی کلام اللہ یا حدیث متواتر مین سند ہے یا نہین اگر ہے تو پیش کیجئے نہین تو ایسے وسوسہ اندازونکی جہوٹی سعی با تو پہر اون قطعی نصوص کو جو مثل روز روشن خرمتہ اور کبیرہ ہوتے پر سب و شتم کی دلالۃ کرتی ہین کسیکو برا کہنا کیون ثواب جانتے ہو۔

۲۴- اگر تقیہ فرض یا مستحب یا مباح تہا تو حضرت سید الشہداء نے کیون نکیا اور اس تہوڑی جماعت سے کہ دشمن کے عشر عشیر ہی نہ تھے کیون مظلومونکو قتل کرایا اور اُن کا بار اپنی گردن پر لیا اور نہ تہا تو حضرت امام حسن نے باوجود فوج کثیر کے کیون صلح کی اور جہاد نکیا اور دین کو برباد کیا اگر علم انجام ہے اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ امام تھے تو کیا حضرت امام حسین کو علم انجام نتہا یا اسوقت امام نتھے۔

۲۵- اماموں کو علم ماکان و مایکون ہوتا ہے تو اس آیۃ کے اور سوا اسکے اور ایسی ہی آیتون کے کیا معنی ہوتے ہین قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور اگر نہین تو پہر اس عقیدہ کی کیا وجہ اور کلینی کی روایتون کا کیا جواب ہے۔

۲۶- اماموںکی موت اونکی اختیار مین ہے تو اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون کا کیا جواب اور نہین تو اس عقیدہ فاسدہ کی کیا بنا ہے۔

۲۷- متعہ اگر جایز ہے تو آیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم کے مخالف ہوتا ہے کیونکہ متعہ کی عورت

باتفاق علماء شیعہ نہ منجملہ ازدواج ہے اور نہ منجملہ ماملکت ایمانہم اور اگر جایز نہین تو پہر یہہ فضایل کیونکر حاصل ہو سکتے ہین اور قصۂ خیبر سے استدلال کرتے ہو تو وہ حدیث متواتر نہین جو ناسخ کلام اللہ ہو دوسرے وہ حکم منسوخ ہو چکا نہین تو اُس سے تو کم ہی نہین کہ احتمال ہی پہر حال تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ حکم باقی ہے احتمال یہہ ہی تو ہے کہ اس آیۃ کا حکم جو نکاتون ہو فقط براے چندے بوجہ ضرورت رخصت ہو گئی ہو علاوہ برین آیۃ والمحصنات من النساء کو بوجہ حلت متعہ منسوخ نہین کہہ سکتی کیونکہ بزعم شیعہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ اوس آیۃ پر متفرع ہے اور یہی آیۃ دستاویز متعہ ہے مگر ہم پوچھتے ہین کہ عدۃ والی عورت محصنات مین داخل ہے یا نہین اگر داخل ہے تو یہہ ممانعت جیسے احسان کیئے بوجہ بقائے نکاح کی تو کہہ ہی نہین سکتی کیونکہ نکاح ایک امر اضافی ہے جو وجود ناکحین پر موقوف ہے ہوگی تو بوجہ محافظت نسبت ہوئی لیکن اس صورت مین محصنین غیر مسافحین کے معنی مین بہی یہ ہے احصان ملحوظ رہے گا پہر آپ ہی فرمائیے متعہ مین یہ بات کہان ہے اگر ہوتی تو یہان ہی عدت ہوتی - اور اگر معتدہ داخل محصنات نہین تو فرمائیے پہر کس وجہ سے اوسکا نکاح ممنوع ہے حالانکہ یہہ ارشاد موجود ہے واحل لکم ما وراء ذالکم اس صورت مین یون ہی نہین کہہ سکتے کہ معتدہ محصنات مین تو داخل نہین مگر آیۃ والذین یتوفون منکم سے اسکی حرمت ثابت ہے چنانچہ اہل عقل پر ظاہر ہے جواب معقول عنایت ہو ورنہ حرمت متعہ کا اقرار کیجئے -

۲۸ - منکوحۃ الاب سے یا ام ولد الوالد سے متعہ جایز ہے یا نہین اگر جایز نہین تو کیا دلیل آیۃ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم سے تو فقط ممانعۃ نکاح ثابت ہوتی ہے اور جایز ہے تو نکاح ہی مین کیا نقصان تہا

۲۹ - لواطت زنان جو مذہب شیعہ کے موافق جایز ہے اور دینون مین ہی جایز ہوئی ہے یا یہہ پاکبازی اور سنت قوم لوط خاص مذہب شیعہ ہی کے لئے رکہی ہوئی تہی -

۳۰ - لواطت کے جواز کی کیا دلیل ہے اگر لفظ فاتوا حرثکم انی شئتم پر اعتماد ہے تو اُس سے تو تعمیم تمام تر ثابت نہین ہوتی وقت معہود زوجہ کی رو پشت اپنی طرف رکہنے کی اجازت نکلتی ہے باینہمہ جملہ نساؤکم حرث لکم سے صاف یہ ثابت ہے کہ عورتین اولاد کی کہیتی ہین پہر آپ ہی فرمائین کہ بچہ دُبر زن مین سے نکل سکتا ہے یا نہین اگر کوئی خاص کرامت زنان مذہب شیعہ مین ہو تو مطلع فرمائیے

۳۱ - باندیونکی فرجون کا عاریت دیدینا جو علامہ حلی کی کتاب ارشاد مین موجود ہے اسکی

اسکی کیا دلیل ہے پھر آیۃ الاعلی از واجہم او ماملکت ایمانہم کی مخالفت کیا جواب

۳۲- لواطت سے ثبوت نسب کی وجہ تعلیم فرمائیں تو بڑی عنایت ہو۔

۳۳- آیۃ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ دیدار خداوندی پر شاہد ہے اور لفظ الی کو معنی نعمت لینا جو تیون سے کان گانٹھنا ہے کیونکہ اول ناضرۃ فرمایا اُس سے صاف ثابت ہوگیا کہ نعماے خداوندی کی استعمال تک کی نوبت آگئی اس کو بعد پھر نعمتون کو دیکھنے کی کیا حاجت تھی جو یہ ترقی معکوس ایسے کلام معجز نظام مین آئی باینہمہ آیۃ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون کا کیا جواب دوگے اور آیۃ لاتدرکہ الابصار پر نظر ہے تو وہ سالبہ جزئیہ ہے باینہمہ سلب ادراک پر دلالت کرتا ہے نفی رویت پر دلالت نہین کرتا علی ہذا القیاس لن ترانی عدم سے قابلیت ابصار دنیوی حضرت موسی ثابت ہوتی ہے عدم دیدار ثابت نہین ہوتا ہان اگر لن اری بصیغہ متکلم مجہول ہوتا تو یہ خیال بجا تھا۔ اور اگر رویت اور ابصار کے لئے خواہ مخواہ تقابل کی ضرورت ہے اور اس وجہ سے تامل ہے تو اول تو خدا کے بصیر ہونیکے لئے جہانسے تقابل لاؤ گی وہین سے اُسکے دیدار کے لئے سہی اگر ضرورت ہوگی تو ابصار کے لئے خدا کو ہی ہوگی کیونکہ تقابل تو طرفین ہی سی ہوتا ہے باینہمہ سامنے کا مکان سامنے کی جہۃ جسطرح بے جہۃ اور بے مکان سامنے ہے ایسے ہی خدا بھی ہو تو کیا عجب ہے پھر کلام اللہ کی تکذیب کیون کیجاتی ہے ÷

۳۴- آیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم مین جو خلافت کا وعدہ ہے پورا ہونا تو اُسکا ضرور ہے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے اور ادھر دیکھتے ہین تو خلیفہ موصوف باوصاف مندرجہ آیۃ مسطورہ سوا چار یار اور کوئی نہین ہوا خاص کر لیبدلنہم من بعد خوفہم امنًا سے تو روشن ہی ہوگیا حضرت امیر معاویہ کو پہلی خلافت کے کفار سے کبھی خوف ہی نہین ہوا اور اگر خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مراد لیجئے تو مخالفت بدلو الذین امنو لازم آتی ہے اس لئے کہ اوسسے جمعیت ثابت ہوتی ہے نہ وحدت اور امام زمان کو مراد لیجئے تو وہ منکم کے مخالف ہے اسلئے کہ اوسکے موافق تو ان خلیفون کا صحابی ہونا بھی ضرور ہے ورنہ یہہ لفظ بیکار ہوگا اُسسے لغو لازم آے گا اس صورت مین کیا وجہ ہے کہ انکو خلیفہ راشد نہین سمجھتے۔

۳۵- آیۃ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم سے یہ بات ثابت ہے

کہ جو لوگ مرتدین سے جہاد کرینگے وہ اللہ کے پیارے اور بڑے ہی کامل ہون گے مگر سوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُنکے ہمراہیون کے اور کسی نے مرتدین سے قتال نہین کیا اور خوارج کو مرتدین کہنا ہی نہایت بیجا ہے اونکو بدعتی کہو نہایت کار کافر بدعتی غرض اوسی دین اوسی نبی کی معتقد ہین

س۳۶- خدا کے ذمہ عدل واجب ہے تو آیۃ لایسئل عما یفعل وہم یسئلون کا کیا جواب ہے ؟

س۳۷- بندہ اپنے افعال کا خالق ہے تو آیۃ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ کا کیا جواب ؟

س۳۸- حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم بشہادت رسالہ المکاتیب آپکی کتابون مین موجود ہے اس سے صاف مذہب اہل سنت ثابت ہے۔

س۳۹- آیۃ یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت بشہادت سباق وسیاق ازواج کے حق مین نازل ہے اسکا کیا جواب باقی حدیث اہل عبا اہل البیت سے یہ اعتراض نہین اوٹھ سکتا کیونکہ اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ برکت دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ہی اہل بیت ہوگئے علے ہذا القیاس ضمیر مذکر سے استدلال کرنا غلط اول تو یہی کلمہ کم جو ضمیر مذکر ہے۔ دوسری جا حضرت سارہ کے خطاب مین موجود ہے علاوہ برین یہ اعتراض خدا پر ہوگا شہادت سیاق اور سباق کا جواب نہین،،

س۴۰- آیۃ الطیبات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین نازل ہے اسکا شیعہ ہی انکار نہین کر سکتے یہ لفظ جسقدر اُنکی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے اوتنا لفظ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا دلالت نہین کرتا کیونکہ لفظ طیبات صفت مشبہ ہے جو اصلی پاکیزگی پر شاہد ہے اور یذہب و یطہر تجدد پر دلالت کرتے ہین جس سے اول سے اوتنا پاکیزہ ہونا ثابت نہین پھر کیا وجہ ہے کہ آیۃ تطہیرا کے بھروسے اہل بیت کو معصوم کہو حالانکہ وہ ہی اصلی نہین بلکہ ازواج کی شان مین عارضی ناپاکی زایل ہوجانے پر دستاویز ہے اور باعتبار آیۃ الطیبات حضرت عائشہ صدیقہ اور سوا اُنکے اور ازواج کو معصوم نہین کہتے اگرچہ مورد خاص ہے پر الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہین۔

س۴۱- شیعہ کی عورتون کو مثلاً بوجہ متعہ فضائل ہون تو وہ مل سکتے ہین یا نہین۔
چوتھے متعہ مین بشہادت تفسیر میر فتح اللہ شیرازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ میسر آجاتا ہے پانچوین متعہ مین خدائی مل سکتی ہے یا نہین فقط

۴۴- نکاح مین جو یہہ حکم رہا کہ زمانہ واحد مین ایک شوہر سے زیادہ سے عورت نکاح نکر سکے تو فقط بغرض محافظت نسبت ہے اور جب نسب پر نظر ہی نہین جیسے متعہ مین ہوتا ہے چنانچہ جواب متعلق متعہ سے خوب واضح ہے تو متعہ دوریہ بلکہ نکاح دوریہ اور یہہ زن منکوحہ وزن متعہ اور عسارتبہ زن منکوحہ وزن متعہ کیون جایز نہین فقط

سوالات ازجانب مولوی عبداللہ صاحب

التماس بخدمت علماء شیعہ کہ ان سوالونکے جواب معقول مرحمت فرماے اور ناحق، زمین و آسمان کی قلابے نملاے ورنہ خلفاء اربعہ کی خلافت و مرتبہ پر ایمان لائے۔

سوالات

(۱) بعد وفات رسول اللہ صلعم کے ابو سفیان نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کو کہا تہا کہ اگر تم چاہو تو مین مدینہ کو سوار پیادہ سے بہردون اگر مہاجرین و انصار نے بیوفائی کی اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہپایا تو باوجود اس سامان کے پہر وجہ تقیہ کی کیا تہی اور اگر بنی امیہ کا اعتبار نہ تہا تو بقول شیعہ مانعین زکوۃ وجہ منع زکوۃ کی یہی تہی کہ ابوبکر خلیفہ برحق نہین اس صورتین مالک بن نویرہ اور اُسکی مانند سردار بنی تمیم اقوام وغیرہ کے مدد کو موجود تھے اور اتباع امام برحق کے مشتاق پہر اس سب خرابی اوٹہانیکی اور گمراہی کی جڑ جمانیکی کیا وجہ ہوئی اگر بالفرض حضرت امیر جہاد فرماکر مثل اپنے زمانہ خلافت کے غالب نہ آتے یا مثل حضرت امام حسین شہادت پاتے حجت تو تمام ہو جاتی۔

۲- امیر المومنین اور جملہ ائمہ کے تقیہ کرنیکے راوی وہ لوگ ہین جو آپ ہی خادم خاص ان حضرات کی بنتے تھے مگر یہہ حضرات اون لوگون کے حقمین بہ مدارے ظاہر فرماتے تھے اگر کوئی ثبوت تقیہ کا باین کا این نہج کہ جان بچانیکے لئے دین اور آبرو سب کچہہ برباد ہو جائے تب ہی تقیہ ہی کیجئے اگر کچہہ سند قرآن و حدیث سے ہو تو بیان فرمائے یا عقل سلیم تقاضا ہو تو کہیے؛

۳- انبیا اور امام ہدایت خلق کے واسطے ہوتے ہین جب اونہون نے تقیہ کیا اور حق بخوف دشمنون کے چہپایا تو حق کا پہیلانیوالا کون ہوا اور آپ لوگون تک کیونکر حق پہونچا اور جب دو زبانی ہوئی اور دو رنگ تو تمیز حق کی کیا ہے اور اب لوگونے کس نہج سے حق پہچانا؛

(۴) اس زمانے کے بعضے علماء شیعہ یا عوام جو تقیہ نہین کرتے اب انکو کیا امن حاصل ہو گیا ہے اور اگر وہ ایسے امامون بین کہ تقیہ کی حاجت نہین تو حضرت امام مہدی کیون غار سرمن راے مین اس دم تک غیبت کبری مین مصروف ہین یا حضرت امام خطا پر ہین یا یہہ لوگ خلاف امام عمل کر رہے ہین ؛

(۵) بعد گزرنے زمانہ عباسیون کے تسلط چنگیز خانی مین جس مین علماء شیعہ کو نہایت فروغ ہوا ہے اور زمانہ سلاطین ایران اور امراء ہندوستان مین حضرت امام نے خروج کیون نہ فرمایا اور اگر دعوت سلطنت مین اُمید بہبود نہ تہی تو بطور ائمہ سابق ان ممالک مین ظہور فرماکر محبین کو ہدایت فرماتے اور اعداء پر حجت قایم کرتے طول عمر امام کا ایک ایسی کرامت ہوتی کہ سنی تو سنی یہود و نصارا اور کفار چین و ہند پر حجت تمام ہوتی کوئی وجہ معقول ارشاد ہو۔

(۶) شیخین کے باب مین علماء شیعہ کے اقوال مختلف ہین بعضون نے منافق اصلی اور بعض نے مرتد بعد واقعہ غدیر اور بعض نے مرتد بعد وفات اور بعض نے ایمان سے خارج اور اسلام مین داخل اور بعض نے مرتکب اکبر کبایر یعنے حق چہپانے والا کہا ہے ان وجوہ پر یا تو رسول اللہ صلعم معاذ اللہ نادان یا نہایت عاجز اور خداوند کریم بہی ڈرتا اور اُنکے نجات پر قادر نہوتا ان باقی صورتون مین رسول اللہ صلعم کی صحبت نہایت بے تاثیر تہی کہ سواء دو ایک کے کوئی مخلص نہ رہا اور حضرت امیر المومنین کو خمس اور فئی انکے جہاد کا لینا اور لونڈیون پر تصرف کرنا کیونکر جایز ہوا اور نہ اُنکا لڑنا جہاد تہا اور نہ وہ دین کے مددگار تھے نہ یہ کچہہ غنیمت اور فئی تہی

(۷) مذہب شیعہ خلاف ظاہر ہے اسلئے کہ حضرت امیر سے لیکر تا جملہ ائمہ بظاہر اہل سنتہ تھے اور شیعہ کو اُس مین گنجایش انکار کی نہین دعوی تقیہ جو بہت سے امور کا جواب ہے اسی پر مبنی ہے اور اثبات خلافت کے واسطے دلیل یقینی چاہئے وہ کیا دلیل ہے عقلی یا نقلی ارشاد ہو۔

(۸) آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ نص نہین ہو سکتی اور شان نزول اگر خاص ہو تو حکم عام ہوتا ہے اور **الذین امنوا** صیغہ جمع کا ہے اور انگشتری دینی نماز مین اس روایت کا کیا ثبوت ہے اور سواے حضرت امیر کے اور کوئی مراد نہو اُسکی کیا دلیل ہے اور انگشتری کا دینا زکواۃ تہا جیسا ظاہر لفظ قرآن سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین کیا وجہ کمال کی ہے کیونکہ فرض ادا کرنا ہر مسلمان کا کام ہے۔

(۹) حدیث ثقلین یعنے خطبہ غدیر وہ بہی پوری حجت نہین مولی کا لفظ مشترک ہے اور اللہم

معنی کا موجود ہے پھر شیعہ کے پاس کیا حجت ہے کہ ایسے امر ضروری کو کہ
مثل اقرار توحید و رسالت ہے ایسی چیستان کی طرح ثابت کرتے ہین۔
(۱۰) اذان کے اندر جو اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ مذہب شیعہ مین زائد ہوا ہے اور معمول یہ ہے اگر ایسی اذان زمانہ رسول اللہ صلعم سے اسیطرح مروج اور مروی ہے ہوتی آئی ہے تو اسکی سند ارشاد ہو اور اگر بعد مین ارشاد ہوئی تو کون سے امام کے وقت مین یہ صورت اعلان مذہب کی ہوئی
(۱۱) حضرات امیر المومنین امام حسین و علی اباء ہ الکرام نے جو گردن تقیہ کی میدان کربلا مین مار دی۔ علے الخصوص جب سب رفقاء شہید ہو چکے تھے کو اسکی کوئی وجہ معقول ارشاد ہو اور فسق پذیر کیا کفر و ارتداد و نفاق خلفا سے کچھہ بڑہا ہوا تہا جو حضرت امام نے ایسا کیا؟
(۱۲) اولاد ائمہ نے جیسے حضرت زید شہید اور یحیی بن زید اور سمعیل نے دعوے امامت کیا شیعہ کے اصول پر ناصبی بلکہ اسلام سے خارج ہوتے ہین اور چاہئے یون تہا کہ اہل بیت اور ہی بالخصوص امامت سے انکو زیادہ آگاہی ہوتی اور آیت تطہیر کا اثر اور عشرہ کی تمسک بہ ہونیکی کچھہ تو تاثیر انمین باقی رہتی علاوہ برین ائمہ نے جو اس زمانہ ہی مین انکے فعل کو گناہ تک نہ گنا اس کا کیا جواب ہے؟
(۱۳) یہ زمانہ بزعم شیعہ امام سے خالی نہین اور امام سے یہ غرض ہے کہ حجت قایم ہو اور طالب حق کو حق مل سکے اب امام کی یہ غیبت کہ آشنا و بیگانہ کسیکو رسائی نہین اب سارے جہان مین موافق و مخالف مین کوئی طالب حق نہین یا دین مین کوئی حاجت پیش نہین ہوتی یا یہ صورت امام سے خالی ہونیکی نہین ہوتی اگرچہ یہ وجود عدم کی برابر ہے؟
(۱۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین شیخین کے مناقب بر سر ممبر بیان فرمائے بلکہ تفضیل پر حد افترا سے تہدید کیا اگر یہہ تقیہ تہا تو ان مردے لوگون سے تہا یا زندون سے زندے تو آپ کے سب شیعہ تھے اور جان نثار تھے اور بعض منافق ہی ہون گے تو ایسے لوگون کا کیا ڈر تہا اور مردون سے اتنا ڈر خلاف قاعدہ سے بہت ہو تا سکوت فرماتے یا قلیل سی کچھہ تعریف کر دیتے اسکی کیا وجہ ہے ارشاد ہو؟
(۱۵) جب اپنی خلافت کے وقت مین حضرت امیر المومنین کو حاجت تقیہ تہی تو فرمائے شیخین کے زمانہ مین اگر خلافت ہو ہی جاتی تو کیا کام نکلتا اس سے معلوم ہوا کہ جز وعدہ موہوم خروج مہدی

علیہ و علی ابائہ السلام زمانہ غلبہ حق کا کوئی نہین ہوا جب گیارہ امام اس تنگ کسمپرسی مین ہوے اب بارھوین امام سے باوجود اتنی غیبت کے کوئی عمل کیا توقع رکھہ سکتا ہے اس مخافت کی کوئی وجہ معقول بیان فرمایئے فقط

خط شکایت امیز منشی شیخ احمد صاحب مع حال صفائی عقیدہ خود بجانب مولوی عبد اللہ صاحب

حضرت مولوی صاحب

جوابات جو آپنے بھیجے ہین وہ واقعی نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہین جس جس معاملہ مین مجکو شک واقع ہوا تھا وہ معاملات طے ہوگئے اور جو کچھہ معاملات اور شک سے باقی ہین وہ بوجہ برہمی مزاج خدام مین پوچھہ نہ سکا مگر عالم و فاضل کو سوال کے جواب دینے مین سختی اور برہمی کرنی واجب نہین کیونکہ علماء کا یہی کام ہے اور سائل جسکو پوچھنا کسی امر کا منظور ہوتا ہے وہ کس سے پوچھے سواے عالم کے مگر افسوس کہ یہان برخلاف معاملہ ہوتا ہے کہ آیندہ سائل سوال نہ کرے فقط بندہ شیخ احمد

خط مولوی عبد اللہ صاحب بجواب خط منشی شیخ احمد صاحب

مہربان والاشان حسنات لاتعد منشی شیخ احمد صاحب سلمہ اللہ تعالی — خاکسار عبد اللہ بن مولوی محمد القا

بعد سلام مسنون الاسلام منظہر مرام ہے کہ خط فرحت پہنچا باعث فرحت بیغایت کا ہوا۔ جو کہ آپنے شکایت برہمی مزاج کی تحریر فرمائی یہہ تحریر بسبب ناواقفیت کتب مناظرہ کی ہے جب آپ داب مناظرہ سے واقف ہونگے یہ برہمی بموقع اور خلاف طبع معلوم نہوگی۔ خصوصاً مذہبی مناظرہ مین کہ ایک دوسرے کو گمراہ اور ناحق شناس جانتا ہے اس کی تصدیق آپکو ان تحریرات سے جو کہ سید احمد خان کیطرف بطور فتوے ہوئی ہین اونسے ہو جاوے گی اور واللہ ثم باللہ آپ ہمارے کلام کے مخاطب نہین بلکہ ہمارے کلام کے مخاطب وہ ہین کہ جسکی مجاورت سے تمکو یہ شبہات دین متین مین پڑگئے اور وہ لوگ در حقیقت عند المسلمین خصوصاً نزد علماء ایشان ایسے ہی ہین جیسا کہ ہم نے انکو لکھا ہے کیونکہ سہارنپور مین علماء شیعہ نے اظہار دیا کہ ہمارے مذہب مین تبرا فرض عین ہے اور جسطرح بن پڑے کرتے ہین یہانتک کہ دہلیز اور فرش کے نیچے خلفاء کے نام لکھہ کر نوبین کے لیئے رکھتے ہین۔ جب انکا یہہ حال ہے تو علماء سنیہ موافق قول فقہاء سب الشیخین کفر۔ کفر کا فتوے دیتے ہین اور ہم نے تمہاری اس شبہ کی پیش بندی کر دی تھی چنانچہ عبارت سوال سے واضح ہے کہ ہم نے مخاطب علماء شیعہ کو بنایا ہے آپنے اس کا کچھہ خیال نفرمایا جو کہ سوالات آپنے کئے تھے وہ در حقیقت ہم نے شیعین کی طرف سے سمجھے اور تمکو سفیر محض جانا۔ اس لئے ہم نے انہین سے سوال کئے ورنہ خاص تم سے سوال کرتے مگر واللہ ہم تمکو سفیر جانتے ہین۔ کیونکہ در حقیقت آپکو پوچھنا مد نظر ہوتا تو آپکو یہان آنے سے کیا پرہیز تھا جیسے اور لوگ مسئلہ پوچھہ جاتے ہین آپ بھی پوچھہ لیتے پر چونکہ آپ نے لکھکر بھیجے ہم نے جانا کہ یہہ اور ہے در پردہ سوال

کرتا ہی کیونکہ آپکا تو عقیدہ ایسا نہین اس لیئے ہم نے اوسکو ہدف بنایا آپکو کیون ایسا بُرا معلوم ہوتا ہی ہرگز ہرگز آپ کی طرف خطاب نہین شوق سی جو چاہو پوچھو تم ہماری مہربان اور کرم گستر ہو آپ کے حسن ظن سے نہایت بعید ہی کہ آپ ایسے خطاب اپنی طرف جانین اور ہماری عین خوشنودی ہی کہ جو شبہات تمکو اور باقی ہون وہ بھی پیش کردو تاکہ مذبذبین مین نہ ہو اور اپنے دین کی پختگی معلوم ہو جائے - حدیث مین آیا ہی کہ ناواقف کی شفا سوال ہی یعنی جسکو شبہ لاحق ہو اُسکو پوچھ لینا چاہیئے ورنہ شیطان بلکہ بعض انسان صورتًا و شیطان حقیقتًا مثل روافض کے اُس شبہ کو اور پختہ کر دیتے ہین حتی کہ خارج از اسلام ہو جاتا ہی اس لیئے التماس ہی کہ ضرور بالضرور طبیعت شریف کو شبہات باقیہ سے صاف کر لیجیے آپ کے والد ماجد رکن دین کے تھے بمقتضاء الولد سرلابیہ کے آپ کو بھی صفائی درباب عقیدہ ضرور حاصل کرنی چاہیئے جبکہ ہماری تمہاری اتحاد حاصل ہے تو مناسب ہی کہ آپ بے تکلف تشریف لاکر بالمواجہ خواہ علانیہ یا درپردہ صفائی باطنی کر لیجیے نقل مشہور ہے شرع مین کیا شرم ہی جبتک آدمی اپنے دین کی کتابون سے واقف اچھی طرح نہین ہوتا اور دوسرے دین کی کتابین نظر سے گذرتی ہین تو یقینًا شبہات پڑ جاتے ہین - اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت دیکھنے سی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو منع فرمایا اسیواسطے عاقل کو مناسب ہی کہ جبتک طرفین کے دلایل نہ سنے ایک طرف نہ ڈہل جائے - حاکم بھی دونون ہی بات سنکر فیصلہ کرتا ہی خاص کر دین کے باب مین نہایت احتیاط رکھنی چاہیئے اس قاعدہ کو اگر آپ بھی ملحوظ خاطر شریف رکہین گے تو انشاءاللہ کبھی کسی بددین کے دم مین نہ آئین گے اور یہ جو کتاب تمہاری سوالات کے جواب مین بھیجی ہتی یہ مدرسہ عربی دیوبند کی طرف سی تہی اور انہین سوالات کے جوابات جناب مولینا مولوی محمد قاسم صاحب نے میرٹھ سے بھیجی ہین بعد نقل کے وہ بھی خدمت مین مرسل ہونگے - جیساکہ جواب مدرسہ سے ازالہ شبہات ہوکر آپ کو نفع حاصل ہوا انشاءاللہ مولوی صاحب ممدوح کے جوابات سے اوس سے زیادہ نفع حاصل ہوگا اور باقی شبہات اگر پیش کردو تو فبہا ورنہ اُنکو بھی شبہات زائلہ پر قیاس کرکے گوزشتر جان لو مگر پیش ہی کرنا اولی اور انسب ہی - والسلام علی من اتبع الہدی فقط -

اشعار طبعزاد مولوی عبداللطیف صاحب سہنسپوری طالبعلم مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور -

حمد خدا و نعت نبی مین میری زبان ؛
لرزان ہے مثل بید کہ ہیبت کا ہے مکان

کیا تاب ہے قلم کو لکھے وصف چار یار
کیا پوچھتے ہو خوبی حضرات اہل بیت
اے سالکان سنت خیر البشر سنو
شیخین کی جو شان مین کرتے ہین اعتراض
کرتے ہین جو خلافت شیخین مین کلام
کس شیر خدا کی زور شجاعت سے سوبہہ کوش
لکھتے ہین صاف صاف خلافت علی سے لی
ایسا ہی بن خطاب نے اون سے کیا سلوک
دعوی حب حیدر کرار دیکھنا ؛؛
ظاہر مین پنجتن کی محبت مین دم بھرین
عبداللہ بن سبا جو یہودی تھا بدگہر
لعنت پہ جسکی مہر ہے بنیاد آنکے
صدیقہ جنکی شان مین نازل ہو طیبات
کچھہ بھی لحاظ ننگ علی ہی نہین انہین
مرشیہ کو کتاب الہی سمجھتے ہین ؛؛
بولین کہیاج خانہ کو سب خانۂ امام
صدہا بنائے شاہ نجف اور کربلا ؛؛
ہرسال تعزیہ یہ بنا کر کے روسیاہ
لکھتے پھرے ہین شہر کے کونچو نہین برملا
اللہ رے یہہ خبث [illegible] اور یہہ گفتگو ؛
باغ فدک کے باب مین ناگفتنی کہین ؛
جو جو کہین ہین فاطمہ زہرا کی شان مین
متعہ کا ایک بہانہ عجب ہاتھہ آگیا

مداح جنکا آپ ہی ہے رب دوجہان
مضمون انّما اسے کرتا ہے خود عیان ؛
شیعونکا حال نظم مین کرتا ہون کچھہ بیان
ہین محض بے وجود کچھہ انکا نہین نشان
بے اصل ہے سمجھتے نہین ہین وہ بدگمان
دہبا لگائین ہائے تقیہ کا ناگہان ؛
از راہ ظلم حضرت صدیق نے میان
عثمان ذی حیا کا بھی ایسا ہی یہہ بیان
ٹپکے ہے اس کلام سے جو کچھہ ہے دوستان
باطن مین سو طرح کی عداوت رکھین نہان
پیرو ہو سکے ہین یہ سبھی خورد و کلان
پھر وہ محب آل نبی ہون بھلا کہان
یہہ انکا منہہ جو انکو کہین کچھہ خدا کی شان
داماد مرتضی کو کہین بیر خائنان ؛
قرآن کو بتاتے ہین بیاضت کی پوتھیان
مسجد کو گاؤ خانہ سمجھتے ہین بدزبان
لکھا بنائین گورشہ مختر خاندان
روح یزید و شمر کو کرتے ہین شادمان
قید یزید مین ہوا حضرت کا خاندان
پردہ مین دوستی کے کرین دشمنی عیان
لا نورث وہ سنتے نہین ہین بگوش جان
پھٹ جا زمین قریب ہے گر جائے آسمان
مصروف ہے زنان مین ہر ایک پیر و جوان

وہ انکے مجتہد ہے کہ جنکے قیاس سے
مومن وہی ہے جو کہے اصحاب کو بُرا
سمجھائے کوئی لاکھ پہ یہہ مانتے نہین
ہین چند اعتراض قدیمی گھڑے ہوئے
علمار دیندار سبھی دیکہ اُنھین جواب
ہے شیخ احمد ایک جوان دیوبند مین
دیکہا جو اونکو مولوی یعقوب نے تمام
دندان شکن جواب لکھوا انکا کل تلک
پہر وہ سوال مولوی صاحب نے چند
لکھکر جواب مولوی قاسم نے فی البدیہہ
عبد اللہ مولوی نے بہی اونکا لکھا جواب
وہ سب جواب مسجد جامع مین الغرض
شاباس و آفرین کی صدا چارسو ہوئی
پھر وہ جواب بہیجے گئے جب کہ لکھنؤ
تاریخ کا جو فکر تہا عبد اللطیف کو ؛؛
کس فکر مین ہے دیکہہ لے حالات لکھنؤ

جاری ہوا جہان مین اک فعل لو طیان
مینے سُنا ہے بارہا یہہ قول شیعان
سُنتے نہین کبہکی حدیث ہووے یا قرآن
کرتے ہین باربار وہی بحث مومنان
تردید مین ہین مذہب باطل کے جاودان
بہیجے تھے مدرسہ مین سوال اوس نے ناگہان
عبد اللہ مولوی کو بلاکر کہا کہ ہان ؛؛
تا آئین راہِ راست پہ بدراہ گمرہان
ایک خط مین بند کر کے میر تہہ کو بھی روان
بہیجے وہ دیوبند مین فی الفور اے میان
کس شان و اہتمام سے دو دنکو درمیان
کس لہجہ سے پڑہے گئے پیش مشائخان
احسنت و مرحبا کی ندا سے کہلے دہان
ہر مجتہد کی آیا زبان پر کہ الامان ؛
ہاتف نے کان مین کہا یون آ کے ناگہان
چکر مین آ رہا ہے ہر اک مجتہد یہان۔
۹۰ ہجری ۱۲

الضامنہ

	بفضل خدا طبع فرمودہ اند ؛	جوابات شیعہ لطمہ زنکو ؛	
	سن الطباعش چو بیجو استم	ملک گفت رورو افض بکو ؛	

۹۱ ہجر ۱۲

اطلاع

کوئی صاحب بلا اجازت احقر کے قصد طبع نفرماوین

المعبد طالب نجات محمد سراج عفی عنہ ؛
۱۲ ہجر

ان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شیء

حصہ دوم

اجوبہ اربعین

در رد روافض

[illegible] باہتمام طالب [illegible] محمد سراج [illegible] مالک مطبع [illegible]

١	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و الہ و ذریتہ وصحبہ اجمعین اما بعد طالب نجات محمد حیات عرض کرتا ہے کہ یہہ کتاب لاجواب دوسرا حصہ اجوبہ اربعین کا ہے پہلے حصہ مین اٹہائیس سوال معہ جواب چہپے ہین اب باقیماندہ بارہ سوالات اہل تشیع کے جوابات جو خاص ریختہ قلم صواب رقم فاضل بینظیر عالم عزیز خاتم المحققین سلطان المدققین تحفۃ الاکارم جناب مولینا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے ہین اس حصہ مین طبع ہوئے اب یہہ کل سوالات ہی اور جوابات ہی چالیس چالیس پورے ہوگئے مگر افسوس کہ اس نالایق کی جی کی جی ہی مین رہے اور جو جمین نہ تہی وہ بے ساختہ زبان قلم سے نکل گئے یعنے اس کتاب کا دیباچہ میری طرف سے لکہا گیا تو بے اختیار جمین آیا بلکہ واجب و فرض تہا کہ مین کچہہ ذکر خیر جناب مولینا ممدوح سلطان الاذکیا امام الاتقیا امیر الفقراء نحریر العلماء کا بہی لکہون اور اس فرصت و مدت قلیل مین اون کے قلمبرداشتہ تحریر سنتیں کے کچہہ تعریف واقعی اور توصیف حقیقی بلامبالغہ بیان کرون مگر اول تو مجہین نہ قوت بیانی نہ طاقت لسانی نہ چندان معنے فہمی نہ سخندانی پہر کس حوصلہ پر فصحا سے ہمداستانی دوسرے اگر کچہہ سنے سنائے سیکہے اوڑائے سٹر پٹر خاک بدتر دو چار حرف شاید لکہہ ہی سکتا تو اس اندیشہ نے ہاتہہ روکا کہ مبادا صرف ان فرخرفات کے ہی جوابات لکہنے مین کوئی جناب ممدوح کی تعریف کا حصر سمجہہ لے یا خدانخواستہ ان جوابات کی عظمت پر سوالات کے متانت اور سائل کی لیاقت پر ہی کسیقدر احتمال کرے اس لئے میری زبان تو دلی تمناکے ادا سے عاجز و قاصر رہی مگر ہان قلم بیہودہ رقم سے بہ نسبت سوالات کی نفرین کی جگہہ بے ساختہ آفرین نکل گئی کیونکہ اگر اہل شیعہ یہہ زہر نہ اوگلتے تو مولینا کی قلم سے یہ مضامین تریاق فاروقی کیسے نکلتے اگر یہہ لوگ محرک نہوتے تو مولینا ممدوح اہل تسنن کی بے علمی پر رحم فرماکے اپنے احباب کے اصرار سے کیون اپنے اوقات قدسیہ کو اس طرف ضایع کرتے اور پہر کس ذریعہ وحیلہ سے یہہ جوابات دندان شکن اور جواہرات سخن آویزہ گوش ہوتے۔ اس ظلمات مین تو ہمکو آبحیات ملا ہے شجرۃ الایمان کے سرسبز ونشو ونما ہونے کے لئے یہہ عمدہ کہات ملا ہے انہے کسیس نے تو مولینا کے شمشیر قلم کے جوہر دکہائے ہین اس خاک نے تو آئینہ قلوب کے زنگ مٹائے ہین۔ اللہ اللہ ع یہہ لعل بے بہا پائے ہین ہمنے کوڑے کرکٹ مین اب ان سوالات کے رکاکت اور انکے جوابات کی وجہہ تحریر کی نسبت جو جناب مولینا لکہتے ہین وہ دو تین

سطرون ہی ہم بلفظ سوال وجواب سے پہلے لکھے دیتے ہین وہ فرماتے ہین کہ ہرچند تحریر سوالات سے سایل کی لیاقت اور حسن فہم ایسا آشکارا ہے جیسے کالے توے ہین سے چاند مگر باین نظر کہ اگر ایسے سوالات کا جواب نہین دیا جاتاہے اور یون سمجھکر کہ جواب جاہلان باشد خموشی اگر ایسے خرافات کے جواب مین سکوت کیا جاتاہے تو جاہلون کو اور بہی جرات ہوتی جاتی ہے اور باطل کو اور ہی حق سمجھنے لگتے ہین اسلئے مختصر مختصر جواب سوالات مرقوم ہے وباللہ التوفیق۔

سوال اول از جانب شیعہ

سنی کہتے ہین کہ یہہ شیعہ گری کس سے ایجاد ہوئی فقط ایران سے نکاس اس فرقہ کا ہے بیچاری ایران والے تعزیہ نہین بناتے البتہ اور طرح کی بدعت قبیحہ کرتے ہین سو انشاء اللہ تعالےٰ بریوم الحساب معلوم ہوگا آدمی کو چاہئے کہ جسمین دخل نہو اسمین دخل نہ دی سینون کو معلوم نہین کہ شیعہ کسے کہتی ہین اور سنی کسے آخر اس کہانی کو کسے کتاب سے کہتا تہا جبکہ سنی کے کلام سے معلوم ہوا کہ شیعہ ایران سے ہوئی تو ضرور سنی مسلمانون نے حضرت امام حسین کو ذبح اور امام حسن کو زہر دیا پہر یزید ہونے سے کیون برا مانتی ہین واضح ہو کہ شیعہ اُسے کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کو جانشین حضرت کا جانے اور سنی اُسے کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے شیخین وجناب امیر و معاویہ ویزید وعبدالملک وولید وہشام وسلیمان وولید بن یزید کو اعتقاد کرین چنانچہ تصریح اسکے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین صفحہ ۱۰۵ اور ابن حجر عسقلانی نے وملا علی قاری شارح فقہ اکبر وقاضی عیاض وغیرہم نے کی ہے۔

جواب اول

اجی صاحب اتنا کیون برا مانتے ہو اور مذہب شیعہ کی ایران سے نکلنی سے ایسا کیون کانون پر ہاتہہ دہرتے ہو سینونکا یہہ مطلب نہین جو آپ سمجہے یہہ فرقہ یون تو بہت دنونسے کارفرمائے بدعت وفساد ہی ہان ہندوستان مین یہہ بدعت البتہ ایران ہی کی بدولت پہونچی ہر نہ ہمایون اور بادشاہان ایران کی باہم یہہ ربط واتحاد ہوتا نہ وہان کے امراء علما یہان آکر ساوہ لوحان ہندوستان کو گمراہ کرتے بالجملہ ہندوستان مین یہہ فساد ایرانیون ہی کی طفیل پہیلا ہے ورنہ یہ فرقہ یون تو قدیم سے چہپا چہپایا چلا آتا تہا اور انہین صاحبون نے جگر گوشہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تفصیل اسکی مطلوب ہے تو کان دہرئی او سنئی کوفیان باوفا جنہون نے سالہا سال داد شیعہ گری کی

تھے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے پہر پہر گئے اور میدان کربلا مین آکر خون شہیدان اہل بیت
علیہم السلام سے دست کربلا کو رنگین کیا کوی صاحب حضرات شیعہ سے پوچھی یہ کون تھے اور کسکی مرید تھے
حضرت امیر علیہ السلام رونق افروز کوفہ رہی یا حضرات اصحاب ثلثہ امیر معاویہ کے مقابلہ مین یہی مدعیان
محبتہ تھی جنہون نے دعوے تشیع کرکے انجام کا بیوفای کی یا اور کوئی بالجملہ حضرت امیر علیہ السلام کی رکاب
مین ہمیشہ یہی مدعیان دروغ رہی جنکی مداخلتہ کے باعث دوستان با اخلاص کو رسائی ہنو نی پائی
الغرض یہی بیوفایان بیوفا حضرات آئمہ علیہم السلام کو ہمیشہ دہوکا دیتی رہی حضرات امیر علیہ السلام
کی شکست کی باعث یہی ہوی اور حضرت مسلم کو انہون ہی نے شہید کرایا حضرت سید الشہداء وشہید
کربلا کی جان نازنین پر انہین کی تیغ ستم چلی حضرت زید شہید صاحبزادہ حضرت سجاد انہین بزرگوار دن
کے بہروسے جان بحق ہوئی سُنی بیچارے تمہارے گمان کے موافق کسدن ساتھ ہوئے تھے سچ یون ہی
حضرت شیعہ نائبان یزید، شمر اور کارپردازان عبد اللہ بن زیاد ہین زمانہ کے گذرجانیسے ناچار ہین ورنہ
جو کچہہ کرتے حضرت امام ہی کے ساتھہ کرتے ناچاری اُنکی مقبرہ کی تصویر اور اُنکے ہمراہیون کے نعشون کی
خبر لیتے ہین ڈہول بجاتی ہین علم اوٹہاتے ہین شدے دکہلاتے ہین یہہ کام اُس روز کسنے کئی تھے مشتی نمونہ
خروارے ؏ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ اور یہ سچ ہے کہ سُنی اصحاب اربعہ یعنی چاریار کو تبرتیب
معلوم جانشین حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ آلہ اجمعین سمجھتے ہین اور خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہین پر
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید پلید اور عبد الملک وغیرہ کو سُنیون مین کوئی ایک ہی خلیفہ راشد نہین
سمجھتا ہان جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے دروغے را جزا باشد دروغی اسلئی یہ عرض ہی کہ حضرات شیعہ البتہ ان
بزرگوار دن کو امام اور خلیفہ سمجھتی ہین ورنہ یون انکا اتباع نکرتے کہ حضرت امام ہاتھہ نہ لگے تو انکی روضہ
کے بانس بانس جُدے کرڈالے اور حضرت قاسم پر بس نچلا تو اونکی نعش پر تیر چلا کر دلکے پہپولے پہوڑے
مرثیہ گائے اور شادیانے بجائے باقی یہہ جو آپ ابن حجر مکی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور قاضی
عیاض کا حوالہ دیتے ہین یہہ آپ کا قصور نہین یہہ آپ کے مذہب کی خوبی ہے تقیہ کی آڑ مین یہان خدا تعالے
اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سیکڑون طوفان باندہے خدا والون اور رسول والون پر
ہی ایک تہمت لگائی چلی تو کیا بیجا کیا اجی صاحب اہل سنتہ ان لوگونکو بادشاہ سمجھتے ہین خلیفہ راشد
نہین سمجھتے اگر کسینے ان کو خلیفہ لکہدیا تو اس سے خلیفہ راشد مراد نہین حضرت داود علیہ السلام

کے حق مین و شد فرمانا ملکہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان مین وہب لے ملکا وارد ہوا بلکہ جو آپ خداوند کریم اپنی شان مین للہ ملک السموات اور لمن الملک لہ الیوم الواحد القہار فرماتا ہے پر اس لفظ سے آج تک کسی خوش فہم نے یہہ نسمجہا کہ جناب باری اور یہہ دونون نبی علیہما السلام ہی ایسی ہی تہی جیسے اور ملک والے مثل نمرود شداد فرعون کے گذرے ہین یا بادشاہان مذکور فقط بوجہ ملک داری خدا اور انبیا مذکورین کی برابر ہوگئی یہہ خوش فہمی البتہ حضرات شیعہ پر ختم ہوئے اور لفظ ملک کو جو فہم کے پیش کے ساتہہ ہی کچہہ چندان مفید مطلب اہل سنتہ نہین سمجہتی تو کلام اللہ ہی مین الملک لام کے زیر اور میم کی زبر سے فرماتے ہین اگر کلام اللہ یاد نہو اور کیون ہوگا تو اونتیسوین سیپارہ مین سورہ حشر کا مطالعہ فرماوین اور یہہ فرماوین کہ لفظ ملک جو میم کی زبر اور لام کے زیر سے ہی کیا معنی ہین بادشاہی کو کہتے ہین یا کچہہ اور معنی ہین اگر حضرات شیعہ اس بات کو تسلیم کرین کہ لفظ مذکور بمعنی بادشاہی اور بادشاہ سے ایکرنگی ہوتے ہین خواہ یون کہو کہ بادشاہان مذکور خدا کی سی شان رکہتے ہین یا خداوند کریم نعوذ باللہ اونکا ہمرنگ تہا تو اہل سنتہ جماعت کی طرف سے ہم ذمہ کش ہین کہ ہم ہی جسکو خلیفہ کہا کرتے ہین اس سے خلیفہ راشد مراد لیا کرتے ہین اور اگر حضرات شیعہ اسبات ہین تین پانچ کرین تو بڑی ستم کی بات ہے کہ اہل سنتہ پر مفت الزام لگاتے ہین اور آپ نہین شرماتے اجی حضرت اہل سنتہ گو سبکو خلیفہ کہین پر خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد چاریار ہی کو سمجہتے ہین اور یہہ ایسی بات ہے جیسے اولاد کو ہر کوئی خلف کہتا ہے پر خلف رشید اُس کو کہتے ہین جو فرزند کامل ہو ورنہ یا تو ناخلف ہی یا کوئی صفتہ بہلی بری اُسکی ساتہہ کچہہ نہین لگاتے سو خلیفہ راشد تو چاریار ہی تہی اور یزید و ولید عبد الملک وغیرہ مروانی عباسی اکثر ناخلف اور حضرت امیر معاویہ اسباب ہین نہ خلیفہ راشد ہین نہ ناخلف ہین ہان فضیلت صحبت اور بزرگی صحابیتہ اور اخوۃ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اونکو حاصل تھے اور اسلئے سبکی واجب التعظیم ہین جو برا کہے وہ اپنی عاقبت کہوتا ہے کیونکہ خداوند کریم تمام صحابہ کی نسبت فرماتا ہے یوم لایخزی اللہ النبی والذین امنو معہ جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ایمان لائیو انکو رسوا نکریگا سو جو کوئی ایسے ہی انکو رسوا کرنا چاہے وہ خدا کا مقابل ہے ہمکو تو ابہی لازم ہے کہ انکے عیب چینی نکرین اور یون سمجہین کہ حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہین اگر باہم کچہہ مناقشہ ہوا ہی تو وہ ایسا ہی جیسا حضرت موسی اور حضرت ہارون اور

حضرت یوسف اور اونکے بھائیون اور حضرت موسی اور حضرت خضر مین جھگڑا ہی قصے ہوئے یہہ سب قصے
کلام اللہ مین مذکور مین انکار کی گنجایش نہین ورنہ اسی حضرات شیعہ خوف کفر ہے پھر سبھی کو بزرگ سمجھنا لازم
ہے مناقشات صحابہ کا تو نہ کلام اللہ مین مذکور ہے نہ حدیث مین ذکر ہے تاریخون مین ان افسانون کا بیان
ہے سو تاریخون کا ایسا کیا اعتبار اور وہ بھی شیعونکی تاریخ کا اعتبار تسپر حضرت موسیٰ وغیرہ کو باوجود
مناقشات معلوم برا نہین کہتی اگر ایسا ہی ان حضرات کو کچھہ نکہو تو کیا پیٹ پھول جائیگا کلام اللہ کی مخالف
نہین حدیث منافی نہین اگر ہی تو موافق ہے بالجملہ اہل سنتہ خلیفہ سبھی کو کہدیا کرتے ہین اس لفظ مین
کچھہ بزرگی نہین اسکے معنی فقط جانشین ہین سو تمہین کہو اسمین کیا بزرگی ہی اگر کسی نیک آدمی کی جگہہ
کوئی بدمعاش بیٹھہ جائے تو اسکو جانشین تو ضرور کہین گے پر اسمین کچھہ بزرگی نہ نکلے گی ہان لفظ راشد
بزرگی پر دلالت کرتا ہے اس صورت مین خلیفہ کی دو قسمین ہونگی ایک تو خلیفہ راشد یہہ تو چار یار اور
پانچوین پانچ چھہ مہینے کے لئے حضرت امام حسن علیہ السلام ہو گئی تہی دوسرا خلیفہ غیر راشد او خلیفہ غیر راشد
کو بادشاہ اور ملک ہی سینونکی اصطلاح مین کہتی ہین یزید اور عبد الملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہین ہان
عمر بن عبد العزیز البتہ مرد انہون مین خلیفہ راشد ہوئے ہین فقط باقی رہی یہہ بحث کہ شیعہ کیسے کہتے ہین
اور سنی کیسے کہتے ہین سو اس سے ہمین کیا بحث پر بات مین بات آگئی تو ہم ہی تفصیل وار نہین تو بالا
جمال ہی اس امر مین کوئی چٹکلا سناتے چلین صاحبو شیعہ اتنی ہی بات سے نہین ہوجاتا شیعہ ہونے کے
لئے بڑی بڑی سامانون کی ضرورت ہے ایک تو یہہ کہ حضرت علی اور باقی ائمۂ اطہار کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین سمجھے دوسرے یہہ کہ ان کی نسبت نزول وحی کا ہی اعتقاد رکہی تیسری
یہہ کہ ان حضرات کو درباره نسخ احکام مختار سمجھے سو سمجھنے والے آپ سمجھہ گئے ہونگے کہ اس صورت مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بالکل گاؤخورد ہو جائیگا کیونکہ حضرات آئمہ جب بارہ
تحریم وتحلیل احکام خود مختار ہوئے چنانچہ جملہ یحلون ما یشاؤن ویحرمون ما یشاؤن جو کتاب کافی مین
اسی بارہ مین موجود ہی اس مطلب کی لئے دلیل قاطع ہے تو اونکی نبوت مین حالت منتظره ہی کیا باقی
رہ گئی گو اطلاق اسم نبی انپر لکہا جاوے اور درصورت ثبوت نبوت حضرت آئمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خاتمیت کا بطلان ایسا ظاہر وباہر ہے کہ کوئی کور باطن ہی انکار کرے تو کرے بلکہ اگر
فہم سلیم ہو تو جملہ یحلون ما یشاؤن ویحرمون ما یشاؤن سے فقط انکار خاتمیت ہی نہین نکلتا اس

انکار کے ساتھہ حضرات ائمہ کا جملہ انبیاء سے افضل و اعلے ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے ان تینوں باتوں کے
سوا دو امر اور بھی شیعہ بننے کے لئے ضروری ہیں بلکہ اگر انکو اصل اصول مذہب تشیع کہا جاوے
تو مناسب ہے اول تو بدا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ خداوند کریم نعوذ باللہ نا عاقبت اندیش اور نا
عواقب امور سے جاہل محض ہے۔ دوسرے تقیہ جسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرات انبیاء ائمہ تو ہمات اور
انکار کے بہروسے ہمرنگ کفار و فساق بنے رہے اور بوجہہ خوف اعدا ہمیشہ فرایض و ضروریات دین کو
چھپاتے رہے نعوذ باللہ من ہذا الخرافات ان شروط کے بعد ایک شرط شیعہ ہونے کے لئے یہہ بھی ضروری ہے
کہ چند حضرات اہلبیت کی محبت کا برائے نام دعوے کرکے باقی جملہ حضرات اہلبیت کو کلمات گستاخانہ مثل
کافر و فاسق و خالد فی النار کے ساتھہ یاد کیا جاوے چنانچہ سب جانتے ہیں کہ شیعہ بہ نسبت ازواج عموماً
اور بہ نسبت حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ خاص حضرت خاتم النبیین خصوصاً کیا کیا ہرزہ سرائی کرتے ہیں
باوجودیکہ ازواج مطہرات کا اہلبیت میں داخل ہونا شرعاً و عرفاً و عقلاً ظاہر و باہر ہے اسکی سوا
حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو بخلاف جملہ علماء نسبت و اہل تاریخ بلکہ خلاف احادیث
و اشارہ قرآنی جناب ختمی مآب کے صاحبزادے میں ہی نہیں کہتے اور نسب سے ہی خارج کئے دیتے ہیں علاوہ
ازیں زید بن علی بن حسین اور انکی بیٹے یحیی بن زید کو دشمن سمجھتے ہیں جعفر بن موسی کاظم کو ملقب بکذاب
کر رکھا ہے حسن بن حسن المثنی وغیرہ کو کافر و مرتد و خالد فی النار جانتے ہیں اُسکے سوا اور عقائد و خصائص
مذہب شیعہ کو اسپر قیاس کر لینا چاہیئے قیاس کن زگلستان شان بہار شان پہر باوجود ان ظلموں
اور گستاخیوں کے جو شیعہ حضرات اہل بیت کی شان میں کرتے ہیں اگر کوئی شیعہ محبت اہل بیت کا
بفرض محال دعوے کرے وہ جہوٹا ہے مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ یہہ مذہب حضرت سید المرسلین
صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ اجمعین کا تعلیم کردہ ہو ورنہ آپ ہی کی اولاد کو کیوں قتل کرتے
ہاں یوں کہئے کہ آپ کے پیشوا عبداللہ بن سا یہودی نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی اول اول
تو یہہ لوگ یوں ہی چھپے لگے رہے اور جیسے خوارج اور معتزلہ وغیرہ فرقہاء باطلہ گنے جنے تھے یہی
دس دس پانچ پانچ کہیں ہوتے تھے جب اتفاق سے سلاطین ایران نے یہہ مذہب قبول کیا تب
البتہ اس مذہب کو کسیقدر فروغ ہونا شروع ہوا مگر پہر بھی بحمداللہ ایران میں بھی اہل سنتہ
بہت ہیں اور کیوں نہوتے وہ ملک کسکا فتح کیا ہوا ہے معہذا بہ فروغ اہل سُنت کے فروغ

کے سامنے ایسا ہے جیسے آفتاب کے سامنے کرم شبتاب کا فروغ اب فرمائیے آپ کو یہہ کہنا مناسب ہے یا ہمکو کہ
کہ انشاء اللہ یوم الجزا معلوم ہو جائیگا آدمی کو چاہئی جس بات مین دخل نہو اُسمین دخل ندے اپنے قصور کو
اہل سنت کے ذمہ لگاتے ہو اور خدا سے نہین شرماتے اہل کوفہ سب شیعہ تہے ہان یزید اور عبد اللہ بن زیاد
کو اگر یون کہو کہ وہ شیعہ نتھے تو بجا ہے مگر اُنکو سُنی ہی کون کہتا ہے وہ نہ سُنی تہی نہ شیعہ تہے ناصبے تہی پہر ال
آدمی کو چاہئے جس بات مین دخل نہو اُس مین دخل ندے مگر ہان ایک حساب سے آپ نے ہی سچ فرمایا
بیشک اس مذہب فاسد کی جزا روز قیامت ملیگی

سوال دویم از جانب شیعہ

سُنی کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے ابوبکر امام اور بعد اُن کے عُمر امام تہے سو واضح ہو کہ بعد مرتبہ نبوت کی
مرتبہ خلافت اور امامت کا ہے جس طرح خلقت اپنی طرف سے رسول اور نبی نہین بنا سکتے اوسیطرح
امام و خلیفہ ہی نہین بنا سکتے اگر یہہ بات ثابت ہو جاے کہ بعد آنحضرت کے ابوبکر و بعد اونکے عُمر خلیفہ
و امام تھے تو مذہب شیعون کا باطل اور اگر امامت اور خلافت اُنکی باطل ہو تو مذہب سُنیون کا جھوٹا ہے
پس باتفاق سنی و شیعہ منصب امامت و خلافت واسطے شیخین کے کسی آیت و حدیث سے ہرگز ثابت نہین
بلکہ آیت قرآنی لاینال عہدی الظالمین یعنی نہین پہونچتا عہد میرا ظالمین کو اُس سے ہی لایق عہدہ
امامت کے شیخین نہین ہو سکتے فضل روزبہان ابطال باطل مین تصریح کرتا ہے کہ ابوبکر و عمر باجماع صحاب
خلافت آنحضرت کی پائی یہہ فقیر کہتا ہے کہ جیسا اجماع سے نبوت نبی کی ثابت نہین ہوتی اوسیطرح امام کی
امامت خلقت کے بنانے سے ثابت نہین ہوتی امام مین بہت سی شرطین اعلم الناس ازہد الناس اورع
الناس عدل الناس شجع الناس افضل الناس افصح الناس ارحم الناس تاکہ خلقت کو اوس سے ہدایت
ہوی اور امام ایسا ہو کہ دوسرے شخص اُس سے مسائل دینیہ ہدایت پاوین اگر ایسا امام و نایب نبی
کا درباب شرعیہ محتاج دوسرے کا ہو پہر وہ نایب رسول کس بات مین ہے آنحضرت خلقت کو ہدایت
فرماتے تھے اور ہرطرح کے شکوک رفع کرتے تہے ایسی طرح خلیفہ ہونا چاہئے کہ اُسکی طرف تمام خلقت علوم خدا
مین رجوع کرین اور جو سوال اُس سے کرے بخوبی تمام تسلی و تشفی کرے تاکہ خلافت نیابت آنحضرت کی
اُس سے ثابت ہو پس شیخین نہ اعلم الناس نہ ازہد الناس الخ تہی قبل از سلام بُت پرستی وغیرہ گناہ
کبیرہ و صغیرہ مین مشغول تہی پہر تعجب ہے کہ کس طرح خلافت شیخین کی برحق ہوئی اور انتظام دُنیاوی ملک

کا فتح کرنا باعث خلافت حقہ کا نہین ہو سکتا جیسا کہ تیمور بادشاہ نے بہ کثرت ملک فتح کیا تا نائب ہونا جناب رسالتمآب کا اس سے لازم نہین آتا اور جناب امیر مین یہہ سب صفات موجود تہی حاصل تقریر جمل یہہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کی خلافت قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہین پس جو کوئی انکو خلیفہ رسول اعتقاد کرے وہ خلاف قرآن وحدیث کے ہے پس جبکہ خلافت انکی باطل ہوئی تو مذہب اہل سنت باطل ہوا

جواب سوال دوم

اس سوال مین تو آپ نے اپنے گمان مین آسمان کے تارے توڑ لئے اور ایسی دُون کی لی کہ خدا کی پناہ مگر یہہ قیاس مع الفارق تو کوئی آپسے سیکہہ جائے فرماتے ہین کہ بعد مرتبہ نبوت کی خلافت و امامت کا مرتبہ ہے جس طرح خلقت اپنی طرف سے رسول نبی نہین بنا سکتی اسیطرح امام و خلیفہ بہی نہین بنا سکتی خدا خیر کرے شاید اسی قیاس کے موافق حضرات شیعہ یہہ بہی کہنے لگین کہ خلیفہ نبی ہی نبی اور رسول ہی ہونا چاہئے اور انصاف سے دیکہئے تو یہہ کام بہی آپ کر چکے ہین بلکہ حضرات ائمہ کو درباره نسخ و تبدیل احکام شرعی مجاز و مختار کہنے کے سوا اسکی اور کیا معنی ہین کہ حضرات ائمہ کو بہی مرتبہ نبوت حاصل ہے مرحبا جناب ختمی مآب کی خاتمیت بلا سے باطل ہو جائے مگر اپنے قیاس فاسد مین دخلل نہ آئے ایسے مدعیان اسلام کی ہوتی کفار دشمنان دین کو کون پوچہتا ہے **شعر** آنچہ بفیضی نظر دوستی کرد ٭ حیف کہ آن دشمن جانی کند ٭ اور کیا عجب ہے کہ حضرات شیعہ اسی قیاس کے بہروسے درباره نائبان ائمہ مثل قضاۃ وغیرہ اور رفتہ رفتہ مجتہد بننے کے لئے بہی مثل نائبان انبیاء علیہم السلام معصوم و افضل الناس و منصوص من اللہ ہونیکی شرط لگانے لگین پہر حضرت آدم علیہ السلام کا خلیفہ خداوندی ہونا خود کلام اللہ مین موجود اسپر مسجود ملائک ہونا جو آیات متعددہ سے ثابت ہے اسکا موید پہر ضرور اسی قیاس کے موافق حضرات شیعہ بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام ضرور معتقد الوہیت و جمیع صفات خداوندی ہونگی سبحان اللہ قیاس ہو تو ایسا ہو اسکی سوا ہم کہتے ہین کہ تقرر امام بواسطہ وحی کوئی اور کہی تو کہی شیعہ کس منہ سے کہتے ہین دیکہئے نہج البلاغتہ جو شیعون کے نزدیک قرآن سے بہی زیادہ معتبر ہے اُس مین حضرت امیر اپنی خلافت کی حقیقت کی ثبوت کے لئے بمقابلہ امیر معویہ یہہ استدلال پیش کرتے ہین انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علے رجل وسموہ اماما کان للہ رضی یعنی معتبر درباره تقرر خلیفہ مہاجرین والانصار کا مشورہ ہے سو مہاجرین والانصار جس شخص کو بالاتفاق خلیفہ بنا لیوین وہی عند اللہ پسندیدہ ہوگا اگر حضرت علی کے پاس درباره ثبوت خلافت کوئی نص صریح موجود تہے تو جناب امیر نے اُسکو کس روز کے لئے لگا رکہا تہا کیا قیامت کو کام آئے گی حالانکہ شوری مہاجرین والانصار مین تو آخر کسیقدر مجال گفتگو بہی تہی نص صریح تو ہر کسیکی نزدیک

واجب التسلیم ہے اسکو چہوڑ کر اُسکو اختیار کرنا اسبات پر حجت قاطع ہے کہ حضرت امیر کے پاس دربارہ خلافت کوئی نص موجود نہ تہی ورنہ وفات نبوی کی بعد سے لیکر آخیر عمر تک کبہی تو ظاہر ہوتی بالجملہ بفرض محال امام کا منصوص من اللہ ہونا کوئی ادر ضروری بکے تو کہے مگر شیعہ کو تو بوجہ ارشاد مرتضوی اس کا قائل ہونا درپردہ جناب امیر کی قبول کی تکذیب کرنی ہے علاوہ ازین اوربہی روایتین کتب شیعہ مین اسکی موید موجود ہین بلکہ احادیث مرفوعہ سے ہی یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود استفسار جناب رسالتماب نے بالتخصیص کسی کا نام لیکر خلیفہ مقرر نہین فرمایا ہان یہہ پتہ ونشان لبطور قواعد کلیہ جو قیامت تک دربارہ تقرر خلیفہ کارآمد ہون بیان فرمائی اوریہی امر قرین عقل بہی ہر کیونکہ خاص خلیفہ کا تقرر جانب شارع سے ہونا موجب حرج عظیم ہے جیسا تمام امور شرعیہ مین مثل نکاح وبیع وغیرہ کی شارع نے لوازم وشرائط واسباب جواز وعدم جواز وغیرہ لبطور قواعد کلیہ کے بیان فرمادئی اور تعیین شخصی مکلفین کی ذمہ رکہے گئے ورنہ بہت تنگی ووقت پیش آتے علے ہذا القیاس تقرر خلیفہ کے لئے بہی علامات ولوازم بیان کئے گئے اور تقرر شخصی مکلفین کی اختیار مین رہا اپنی حاجت وضرورت کے موافق جسکو مناسب سمجہین سب رل ملکر اُسکو خلیفہ بنالیوین ہان اسمین شک نہین کہ جناب رسالتماب نے خلفاء اربعہ کی ساتہہ عموماً اور شیخین بالخصوص۔ صدیق اکبر کے ساتہہ خصوصاً ایسے معاملات کئے اور انکی ایسے اوصاف بیان فرماے کہ جنسے ہر ادنے واعلے کو اُن کا خلیفہ اول وجانشین نبوی ہونا ظاہر وباہر ہوگیا تہا یہی وجہہ ہے کہ بعد وفات نبوی بلا اختلاف ہر کسی نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتہہ پر بیعت خلافت کرلی اور خاص حضرات شیعہ کو تو بوجہ نہونے نص صریح کی یہ نفع بہی بہت بڑا ہوا کہ اگر دربارہ خلافت صدیق اکبر کوئی نص صریح موجود ہوتی تو سب جانتے ہین کہ اُسکی منکر کا کیا حال ہوتا جواب ہوگا انشاء اللہ اُس سے کچہہ زیادہ ہی ہوتا اور تقریر بالا سے یہہ بہی معلوم ہوگیا ہوگا کہ سائل کا یہہ کہنا پس باتفاق شیعہ وسنی منصب امامت وخلافت واسطے شیخین کے کسی آیۃ وحدیث سے ہرگز ثابت نہین بالکل لغو ہے کیونکہ اگر مراد اس سے یہہ ہے کہ تعیین شخصی بالتصریح دربارہ شیخین موجود نہین تو مسلم مگر اس مین ہمارا کیا نقصان چنانچہ مذکور ہوا اور خود جناب امیر ودیگر آئمہ کے باب مین بہی اس قسم کی نفی موجود نہین اور اگر یہہ مطلب ہے کہ شیخین کا لایق خلافت ہونا بہی کسی نص سے ثابت نہین تو اور کیا کہون جہوٹو نکے منہ مین کچہہ اور معاملات نبوی واحادیث نبوی کو دیکہا جائے تو صاف معلوم ہو جائے کہ حضرات شیخین کا مستحق خلافت ہونا۔ ایسا روشن ہے کہ ہر تیرہ درون کوئی اُس کا انکار نہین کرسکتا سو دیکہا چاہئے کہ اُن احادیث کا منکر کون ہے شیعہ یا اہل سنت باقی یہہ جو بکمال ناز ابیات لانیال عہدی الظلمین

پرہی جاتے ہے اُس کے انجام کی خبر سی ہے کیا ہوتا ہے اجی حضرت کلام اللہ کے معنی سننی جائیں آپ کیا
جانین آپنے کیون اس بیچ مین ٹانگ اڑا کر اپنی ٹانگ تڑائی کوئی آپ سے پوچھے عہد بمعنی امامت کون سی
کتاب مین آپ نے لکھا دیکھا قاموس نے آپکی ہمت بندہائی یا مطالعہ صراح سے یہہ بات ہاتھہ آئی
اگر آیت انی جاعلک للناس اماما پر آپ کی نظر ہے تو اس کے معنی ہم سے سُنیئے خداوند کریم نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا چند باتون مین امتحان لیا تہا جب اوس امتحان مین حضرت پورے اُترے
چنانچہ آیت ماقبل اسپر دلالت کرتی ہے ترجمہ دیکہیئے یون تو آپ کیا سمجہین گے تو خداوند ذوالجلال نے
اس جلدوبین پیشوائی عالم کا وعدہ فرمایا چنانچہ لفظ للناس اسپر شاہد ہے سو خداوند کریم صادق القول
نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اس زمانہ سے لیکر آج تک حضرت ابراہیم علیہ السلام سب انبیا اور اولیا کے
پیشوا رہے یہان تک کہ خود حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے ان اتبع ملت
ابراہیم حنیفا جسکے یہ معنے ہین کہ تم بہی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی
کرو مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
سے افضل ہوجائین بڑے بڑے امیر بادشاہون کے آگے راہ کی درستی اور صفائی کے لئے چلا کرتے ہین
اور بادشاہ اس باب مین اُن کی پیروی کیا کرتا ہے غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام سب کے پیشوا ہین
سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو معلوم ہوچکا باقی حضرت یوسف علیہ السلام خود فرماتے ہین
واتبعت ملت آبائے ابراہیم واسحاق ویعقوب جس کا حاصل یہی ہے کہ مین اپنے باپ دادون حضرت ابراہیم
اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی ملت کا پیرو ہون علے ہذا القیاس اور انبیا کو اسی پر قیاس فرمائیے
جب یہ بات مقرر ہوچکی تو یہ عرض ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام امام بمعنی خلیفہ و نائب
نبی تہے امام بمعنی نبی و رسول تھے اگر اس امامت سے پیشوائی نبوت و رسالت مراد ہے تو اہل
سُنت کب کہتے ہین کہ جو لوگ پہلے بُت پرست وہ نبی ہوسکتے ہین اور اگر امامت معنی خلافت مراد
ہے تو یہہ معنی ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی نتہے نعوذ باللہ بلکہ نائب نبی تھے سو یہہ
بات اور یہہ مذہب شیعون ہی کو مبارک رہے اہل سنت تو بجان و دل اُنکی
نبوت اور رسالت کے معتقد ہین وہ سب کے منبع ہین کسی کے نائب نہین مگر
اس تقدیر پر شیعہ اون کو کس کا نائب کہین گے آزر کا کہین گے نعوذ باللہ منہا یا

کسی اور کا مہربانی فرما کر ہمکو بھی اطلاع فرمائیں یا باہم ہم پوچھتے ہین جیسے یہان لا ینال عہدی الظالمین
ہے اسی سورت مین دوسری جا ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین بھی فرماتے ہین اور ظاہر ہے کہ اسمین اس سے
بہت کچھ زیادہ تاکید ہے جسکے باعث یون کہہ سکتے ہین کہ یہہ وعدہ اس وعدہ سے بدرجہا محکم ہے سو اگر ظلمین
ظلم گذشتہ اور ظلم حال دونون کو شامل ہے تب تو لازم آتا ہے کہ کسی بُت پرست کو ہدایت نہو اکرے اور یہہ ایت
نبوی اور ائمہ اطہار اور انبیاء سابقین ایک افسانہ غلط ہوجائے اور تمام شیعان زمانہ حال و گذشتہ بشہادت
آیت مذکورہ مسلمان نہون اسلئے کہ گناہ ہونیسے کوئی خالی نہین تیسرا اسلاف اکثر شیعہ بت پرست تھے جو بُت پرستی
چھوڑکر اس مذہب مین داخل ہوئے اور اگر ظلم حال مراد ہے تو اصحاب ثلثہ ایام اسلام مین ایسی جرایم کے
مرتکب نہین ہوے اور نہ اور کبایر کا صدور اُنسے وقوع مین آیا اور اگر فرق بالقوہ اور بالفعل مراد ہے یعنی
جو لوگ اصل طبیعت مین ظالم اور گنہگار ہین اُنکو تو ہدایت نہین ہوتی جیسے جو اصل سے کالا ہو وہ سفید نہین
ہوسکتا اور جو اصل طبیعت مین گنہگار نہین اسکو ہدایت ہوجاتی ہے جیسے جو کپڑا وغیرہ کوئلونکے رنگ سے
سیاہ کردیا ہو اسکو سفید کرسکتے ہین تو یہہ فرق مسلم مگر یہی فرق نسبت آیت لا ینال عہدی الظلمین بھی محفوظ
رکھنا پڑیگا اور یہہ کہنا ہوگا کہ جو لوگ باعتبار اصل طبیعت ظالم ہین وہ قابل خلافت و امامت نہین اور
جن لوگون کی طبیعت اصلیہ لوث ظلم سے پاک ہے وہ قابل ہون تو اسمین کچھہ حرج نہین اگرچہ زمانہ سابق مین
بوجہ امور خارجیہ ظلمت ظلم اُنکی طبیعت پر اسطرح عارض ہوگئی ہو جیسے آئینہ مصفی و مجلی پر اوپر سے سیاہی گرپڑی
سو ظاہر ہے کہ آئینہ کی صفائی اصلی اس سیاہی سے زایل نہین ہوجاتی بلکہ سیاہی عارضی سے صفائی اصلی
اسطرح پر مستور ہوجاتی ہے جیسے نور آفتاب پردہ ابر مین چھپ جاتا ہے زایل نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اگر
سیاہی مذکور پانی سے دہوڈالئے تو صفائی اصلی خودبخود ظاہر ہوجاتی ہے یہی صورت بعینہ لا ینال عہدی
الظالمین مین خیال فرمالیجے چنانچہ ظاہر ہے علاوہ ازین آپ جو حضرات شیخین کو نعوذ باللہ ظالمین مین شمار
کرتے ہین تو اسکی کیا وجہ اگر یہ وجہ ہے کہ اُنکی عمر کا ایک حصہ زمانہ جاہلیت مین بسر ہوا تو اتنی
بات مین تو خود جناب سرور کائنات بلکہ حضرت امیر بھی شریک ہین اور اگر مطلب سایل یہ ہے کہ شیخین زمانہ جاہلیت
مین مرتکب کفر بھی تھے بخلاف جناب رسالت مآب و حضرت امیر اور اسوجہ سے اُنکو ظالمین کہا جاتا ہے تو قطع نظر اس
خرابی کے جو اوپر مذکور ہوئی اس دعوے کیلئے آخر کوئی دلیل بھی تو چاہئے اور ظاہر ہے کہ بدون دلیل نقلی
اس باب مین کام چلنا معلوم مگر کتب معتبر کا حوالہ ہو یا روایتکی گھڑی ہوئی بات نہو کتب معتبرہ مین تو اس کا خلاف ہے

انشاء اللہ نکلیگا چنانچہ جملہ لم یسجد الصنم قط وغیرہ شیخین کے شان مین موجود ہے باقی فضل روز بیان پر آپکا
یہ اعتراض کرنا کہ تقرر خلیفہ مین اجماع سے کام نہین چلتا بلکہ خلیفہ کے لئے اعلم الناس وازہد الناس واورع
الناس واعدل الناس واشجع الناس افضل الناس افصح الناس وارحم الناس ہونا ضرور ہے محض زبان
سرائی و دعوے بلا دلیل ہی پہلے گذرچکا کہ امام کا بواسطہ وحی مقرر ہونا کسی دلیل سے ثابت نہین بلکہ اُسکی
جانب مخالف کی تائید کیلئے دلیل بلکہ خود قول مرتضوی موجود ہے کما مر اور اُسی قول سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ اصل اصول تقرر خلیفہ مین اجماع مسلمین ہے ہان اہل اجماع کو چاہیئے کہ متجمع شرائط خلافت کو خلیفہ بناوین
اور آپ جو امام کا اورع الناس وارحم الناس وغیرہ ہونا ضروری فرماتے ہین اول تو اُن سب کے ثبوت کیلئے
دلیل چاہیئے سو یہہ اُمید تو آپ سے رکھنی بیجا ہے یون معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر رافع التفضیل آپکو
یاد تہی کیف ما اتفق نقل فرما دی دوسری اگر ان امور کو درباره ثبوت خلافت شرط بانا جائے تو فرمائے تو سہی
سُنیون کا کونسا قول غلط ہو جائیگا سب جانتے ہین کہ بفضلہ تعالی حضرت ابوبکر صدیق موصوف بہمہ صفات
کمال تہے انکی اعلم ہونے پر تو وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسمین یہہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک روز یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو خدا نے دُنیا کی نعمتون اور آخرت کی نعمتون مین مخیر کیا تہا کہ انمین
سے جسے چاہو لیلو سو اُسنے آخرت کو اختیار کیا دنیا کو اختیار نکیا اسپر ابوبکر صدیق رو دئے اور یہہ کہا کہ
قربان آپ پر ہمارے مان اور باپ اسکے بعد راوی کہتا ہے کہ ہمکو تعجب ہوا اس شیخ کو دیکہو کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایک شخص کا ذکر کرتے ہین اور یہہ روتا ہے سو عبد مخیر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور
ابوبکر صدیق ہم سب مین اعلم تہے علاوہ برین آخر ایام حیات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اونکو
امام بنانا اور انکو ملقب بصدیق کرنا چنانچہ صحاح مین موجود ہے اسپر شاہد ہے باین نظر کہ یہہ بحث کسیقدر
آگے آتی ہے یہان اتنی ہی پر اکتفا کرتا ہون اور وجہ شہادت کا دریافت کرنا تحقیق آیندہ پر چھوڑتا ہون
اور ازہد ہونے پر حضرت علی کی روایت جو مشکوۃ شریف مین ہی موجود ہے دلالت کرتی ہے یعنی وہ روایت
جسمین یہہ ذکر ہے کہ آپ سے درباب خلافت عرض کیا گیا تو یہہ فرمایا کہ اگر ابوبکر کو امیر کروگے تو اسکو امین
اور زاہد فی الدنیا اور راغب فی الآخرۃ پاؤگے کیونکہ یہہ وصف کسی صحابی کی شان مین آپنے نہین فرمایا
اور انکی اورع ہونے پر آیت وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی شاہد ہے کیونکہ اتقی اور اورع کے معنے
ایک ہی ہین بلکہ کچہہ زاید کہئے تو بجا ہے اور انکی اشجع ہونے پر وہ حدیث گواہ ہے جسمین حضرت علی سے یہہ

روایت ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے آگھیرا ین دیکھتا رہا اور مجہ سے کچھہ ہو نسکا اور حضرت ابو بکر صدیق اُس مجمع مین گہسگئے غرض آپ کی مدد کی اور اسکو مارا اسکو مارا آپ کو بچالیا کیونکہ یہہ روایت غالبًا باین طور ہے کہ آپ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیۃ نے آپ سے پوچھا کہ سب مین زیادہ بہادر کون ہے تو اسپر آپ نے یہہ فرمایا کہ ابو بکر اور پہر اُسکے ثبوت مین یہہ فرمایا یہہ حدیث صحاح مین موجود ہے فقط شبہ ہے تو اتنی بات مین ہے کہ یہہ روایت آپکے صاحبزادے سے ہے یا کسی اور سے اور اُنکی افضل الناس ہونے پر بقول خُدا تو یہی آیت سورہ واللیل کی اعنی وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یہ شاہد ہے کیونکہ دوسری آیت سورہ حجرات کی اعنی وان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اسپر دلالت کرتی ہے کہ جو اتقی ہوتا ہے وہی افضل اور اکرم ہوتاہے دوسری آیت الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا اسپر شاہد چونکہ اس کی شرح وبسط ہدیۃ الشیعہ مین بوجہ اتم مرقوم ہے تو ہمکو حاجت تحریر نہین جسکو شوق ہو مطالعہ کر دیکھے تسپر بحوالہ نہج البلاغت جو شیعہ کے نزدیک وحی آسمانی سے ہی ٹرہکر ہے اوسے ہدایت الشیعہ مین حضرت علیؑ سے حضرت ابو بکر کی وہ وہ تعریفین جو بعد انبیاء سوا صدیق اکبر اور کسیمین متصور نہین بہ قسم منقول ہین جسکو شوق ہو کتاب موجود ہے مطالعہ فرمالین عنوان اس روایت کایہہ ہے للہ بلاد ابی بکر لقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنتہ وخلف البدعتہ ذہب نقی الثوب قلیل العیب ترکہم فی شعب متشعب لایہتدی الضال ولایستقین المہتدی بلکہ ان لفظون سے ایکد و زیادہ ہی ہونگے علاوہ برین بروایت محمد بن الحنفیۃ بخاری مین حضرت علیؑ سے صاف منقول ہے کہ حضرت ابو بکر سب مین افضل ہین اور انکی افصح الناس ہونے پر وہ خطبے جو بعد وفات وقبل دفن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پرہے ہین شاہد عادل ہین علی ہذا القیاس لفظ ارحم امتی بامتی ابو بکر جو جمعہ کے خطبون مین بحوالہ حدیث پڑہا جاتاہے انکی ارحم ہونے پر دلالت کرتاہے باقی رہا اعدل ہونا سواسکے ثبوت کی لئے بعد اثبات اوصاف مذکورہ کچھہ حاجت نہین کیونکہ عدل کے لئے فقط امانت و دیانت اور زہد و تقوی اور علم کی ضرورت ہی ظالم مین یہی اوصاف نہین ہوتے جو وہ مرتکب ظلم ہوتا ہے غرض باعث ظلم حب دُنیا اور خیانت اور عدم ترحم ہوتاہے جسمین وہ اوصاف ہین اور یہہ خرابیان نہین وہ لاجرم اعدل الناس ہوگا اب اگر کسی صاحب کو اسوجہ سے تامل ہو کہ اکثر روایات مذکورہ اہل سُنت کی روایات ہین تو اول تو وجہ ثبوت دعاوی مذکورہ فقط روایات ہی نہین آیات ہی ہین اگر آیات کو اہل سنت ہی کی روایت سمجھتے ہو تو زہی نصیبہ

اہل سنت اور بڑی کہوٹی نصیب شیعون کے جنکے پاس مطلب کی ثبوت مین کلام اللہ تک ہی نہین بلکہ اولٹا
انکے مطلب مخالف ہے پہر تسپر حضرت علی کی ان اوصاف مین سب سے افضل ہونے پر کیا دلیل ہے اگر روایات شیعہ
ہین تو کیا اعتبار اور روایات اہل سنت یا آیات کلام اللہ مین تو لائی دکہلائیے مثل استدلال مذکور جو آیت
لا ینال عہدی الظلمین سے ماخوذ تہا انشاء اللہ اسکی کیل پرزے ہی اودہیڑے جائینگے اور یہہ جو ارشاد ہی
کہ اسیطرح خلیفہ چاہئی کہ اُسکی طرف تمام خلقت علوم خُدا مین رجوع کرے اور جو سوال اس سے کرے
سبکو ہی تمام تسلی وتشفی کرے تاکہ خلافت و نیابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس سے ثابت ہو اگر سچ ہے
توحضرت ابوبکر صدیق وغیرہم رحمہ اللہ الیسی تہی اور اگر کسی بات مین اُنکو اورونکی طرف رجوع کرنیکی ضرورت
ہوئی تو اس سے انکی فضیلت کو بٹا نہین لگتا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے وشاورہم فی الامر
یعنی صحابہ سے مشورہ کر لیا کرو اگر ابوبکر و عُمر رضی اللہ عنہم نے کسی بات مین کسیکی طرف رجوع کیا اور اس
سبب سے اُنکا رتبہ نعوذ باللہ کم ٹہیرا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو خود بحکم خداوندی ہوا ابوبکر عمر نے
تو اپنی ہی طرف سے رجوع کیا ہوگا۔ اس صورت مین نعوذ باللہ حضرات شیعہ صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے افضل سمجہین نہ کہ ایسا برا تسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیسیون جا ایسے وقایع ثابت ہوتے ہین اور
لوگون نے انکی غلطیان پکڑین ہین ہم کہہ سکتے ہین خارجیون سے اپنی تسلی کرلین غرض ایک دو جا غلطی ہو جانے سے
منصب امامت کو زوال نہین ہوسکتا حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا قصہ کلام اللہ مین مذکور ہے دیکہئے حضرت
موسیٰ کیا کا کیا سمجہہ گئے اور پہر منصب نبوت مین کچہہ فرق نہ آیا منصب خلافت تو ایک نمبر اودہی کم ہے اتنا غل
کاہیکے لئے اور یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ انتظام دُنیاوی اور ملکون کا فتح کرلینا باعث خلافت حقہ کا نہین ہوسکتا
اگرچہ بظاہر حق معلوم ہوتا ہے پر شیطان صاحب نے اپنی بات پہر ہی ہاتہہ سے جانے نہین دی آپ سے اس
آڑ مین اپنا کلمہ کہلا لیا اجی حضرت آپ کس خیال مین ہین یہی اعتراض بعینہ نصرانی اور یہودی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کرتے ہین آپکو انکا طریقہ ایسا کیون مرغوب ہے آیت وعد اللہ الذین آمنو
منکم وعملو الصلحت لیستخلفنہم فے الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبد
لنہم من بعد خوفہم امنا الخ کو بغور دیکہئے کیا ارشاد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلفاء
راشدین کی یہی نشانی ہے کہ وہ زمین کے خلیفہ ہو جائین اور بزور شمشیر وسلطنت دین متین کو جمادین
چونکہ اس آیت کے مضامین ہی درج ہدیۃ الشیعہ ہو چکے ہین اس لئے اونکے ذکر اور اس آیت کی تفسیر سی

معذور ہون اہل شوق خود مطالعہ کرلین گے ہان اگر خلفاء راشدین کے زمانہ مین ترقی اسلام نہوئی ہوتی بلکہ مثل تیمور فقط ملک گیری ہوتی تو انکو تیمور چھوڑکر انگریزون سے تشبیہ دیدی ہوتی اور درصورتیکہ عرب سے ایران تک اونہین کی بدولت کلمہ اسلام جاری ہوا ہو تو پھر یہہ کہکر مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون جو بعد آیت مذکورہ واقع ہے بنتی ہو کیونکہ اُسکی یہہ معنی ہین کہ رسوخ خلافت اسلام اور تمکین دین کے بعد جو شخص ان بزرگوارون کا شکر ادا نکرے وہ فاسق ہے اور یہی کوئی نہین تو شیعونکو تو شکرگذاری اصحاب ثلثہ لازم ہے اگر یہہ صاحب نہوتے تو نعرہ یا علی یا علی کرتے لیکر ادہر کی حد ایران تک جاری نہوتا مجمل تقریر یہہ ہے کہ جب کلام اللہ وحدیث سے بزرگی ابوبکر صدیق اور انکی خلافت ثابت ہوگئی اور شیعون کا دعوے ثابت نہوا تو مذہب اہل سُنت حق ٹھیرا اور مذہب شیعہ باطل ہے ؛

سوال

متعہ مین اختلاف شیعہ و اہل سنت مشہور و معروف ہے گر شیعہ کہتے ہین کلام اللہ مین تو آیت فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ اُسکی جواز پر دلالت کرتی ہے خاصکر قراءت عبداللہ بن مسعود جو اہل سنت کی عُمدہ پیشوا ہین کیونکہ انکی قراءت مین بعد منہن لفظ الی اجل بہی زائد ہے اور ظاہر ہے کہ تحدید اجل متعہ ہی مین ہوا کرتی ہے نکاح مین تحدید مدت کی کوئی صورت نہین اور احادیث مین حدیث اباحت متعہ کا بعض غزوات مین شہرہ عالمگیری با اینہمہ لفظ اجورہن انکی مطلب کے بہی موید ہے اسلئے کہ اجر عقد اجارہ مین ہوا کرتا ہے اور صحت اجارہ کیلئے تعین مقدار کار یا تحدید زمانہ و روزگار ضرور ہے - مثلاً درزی ایک دو انگرکہہ سینے کا نوکر ہوتا ہے یا ایک دو روز کا یہہ نہین ہوسکتا کہ زمانہ کی کوئی حد ہو نہ کام کی کوئی مقدار ہو اس صورت مین اگر مرد وزن مین کوئی زمانہ مقرر ہوگیا تب تو ثبوت متعہ بطور شیعہ سنیون ہی کے اقرار سے لازم آجائیگا اور اگر عدد کرات مجامعت معقود علیہ ہے تب بہی یہی بات ہے کیونکہ کرات مجامعت ایک زمانہ معین مین پوری ہوسکتی ہین اسلئے پہر وہی انجام نکل آتا ہے -

مگر شاید اہل سُنت وجماعت کو آیت - والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ماملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون پر نظر ہو اور یہہ خیال ہو کہ آیت مسطور سے زوجہ اور باندی کے سوا اور عورتون سے اجتناب نکلتا ہے اور زن متعہ بایقین دونون قسم سے خارج [illegible]ن کی قسم سے علاحدہ ہوتا تو محتاج بیان ہی نہین ہان احتمال زوجیت ہو تو ہو لیکن اول

علماء شیعہ نے زن متعہ کو زن نکاح سے جدا کہا ہے بلکہ جیسے اہل سنت موافق اشارہ آیت مسطورہ زن حلال
کی کل دو قسمین بتلاتی ہین ایک اپنی زوجہ دوسری اپنی باندی ایسی ہی علماء شیعہ زن حلال کی چار قسمین بتلاتی ہین
دو تو یہی قسمین جو مذکور ہوئین اور دو اور ایک زن متعہ دوسری زن عاریتہ یعنی وہ باندی جسکا مالک کسیکو صحبت کرنیکے
لئے مستعار دیدیوے سو اس سے صاف ظاہر ہے کہ زن متعہ زوجہ نہین کہلاتی دوسری لوازم و آثار نکاح زن
متعہ مین یکلخت مفقود ہین نہ چار کی حد نہ عدل کی ضرورت نہ طلاق کی کوئی صورت نہ عدت کی حاجت اور ظاہر
ہے کہ الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ اگر زن متعہ منجملہ ازواج ہوتی تو یہہ ساری ہی لوازم آثار پائے جاتے بالجملہ
علماء اہل سنت کو بمقابلہ شیعہ آیت والذین ہم لفروجہم حافظون الخ پر نظر ہو تو ہوا اور اسلئے متعہ کو حرام کہتے ہون
تو جواب اس شبہ کا یہہ ہے۔

یہ آیۃ دو جا کلام اللہ مین آئی ہے ایک سورہ مومنون مین دوسری سورہ معارج مین اور باتفاق مفسرین یہ
دونون سورتین مکی ہین یعنی قبل ہجرت نازل ہوئی ہین اور حدیث اباحت متعہ مدنی ہے کیونکہ غزوات سب مدنی
ہین اسلئے واقع اباحت آیت حرمت کے بعد کا قصہ ہے اس صورت مین حدیث ہی ناسخ آیۃ معلوم ہوگی آیۃ
کو ناسخ حدیث نہ کہہ سکینگے باقی یہ حسن ادب کہ آیت حدیث سے اعلے اور افضل ہوتی ہے یہہ حدیث سے کیونکر
منسوخ ہو اسی شخص کا کام ہے جو وجہ ثبوت قرانیت قرآن مجید سے خبردار نہو جس شخص کو اتنی بات کی اطلاع
ہے کہ قرآن کا قرآن ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوا اور ان احکام کا احکام
خداوندی ہونا انہون نے آپ کے فرمانیسے جانا تو اُس شخصکو اس بات مین ہرگز تامل نہین ہوسکتا کہ نسخ
قرآن شریف حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ممکن ہے چنانچہ علماء اہل سنت خصوصا حنفی اسی جانب مین
اور اسلئے حدیث کلامی لاینسخ کلام اللہ کی تاویلین کرتی ہین ہان افضلیت قرآن مسلم مگر یہہ افضلیت باعتبار
الفاظ ہے باعتبار احکام نہین جو احکام کہ احادیث سے ثابت ہون بشرط ثبوت احکام قرآنی سے کم نہین
کیونکہ احکام مندرجہ احادیث بھی احکام خداوندی ہین گو باعتبار ظاہر احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم
ہوتے ہون اسلئے کہ آپ رسول اور پیغام بر ہین بذات خود حاکم مستقل نہین باقی رہی روایت نسخ اباحت
متعہ یعنی وہ روایت جسمین بعد اباحت حکم حرمت ہی موجود ہے شیعون کے نزدیک ضروری التسلیم نہین
اسلئے کہ اسکی راوے فقط اہل سنت ہین اونہون نے اپنی مطلب کے موافق بنالی ہوگی **الجواب** ؛
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ

وحدہ لاشریک لہ ونشہد ان محمد عبدہ و رسولہ۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلے آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم وعلے آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید اللہم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علے سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم انزلہ المقعد المبارک عندک یوم القیمۃ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوۃ بندہ گنہگار **محمد قاسم** عرض پرداز ہے کہ تقریر سوال شیعہ تو اس کمترین نے اس زرق برق سے کر دی ہے کہ خود شیعون کو بھی اس انداز سے بیان کرنا نصیب نہوا ہوگا اور اسوجہ سے میری ممنون ہون تو بجا ہے مگر مقتضاے احسانمندی یہہ ہے کہ تقریر جواب کو بھی بنظر انصاف دیکھین مطلب کو یار تو سبھی ہوتے ہین پر انصاف پرستی جوہر انسانی ہی تقریر سوال تو دلچسپ تھی پر تقریر جواب اس سے بھی بڑھکر یعنی حضرات شیعہ کا مطلب نہ آیۃ استمتاع سے نکلی نہ حدیث سے ثابت ہوا اور نہ آیۃ سورہ مومنون وسورہ معارج حدیث مذکور سے منسوخ ہوئی اور نہ ہوسکے علاوہ برین عقل صائب اس بات پر شاہد ہے کہ تجویز متعہ ہمیشہ کےلئے او ہر کسیکے لئے خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہین ہوسکتی اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ادیان سابقہ مین سے کسی دین مین متعہ جائز نہین ہوا اور اس دین مین سوا حضرات شیعہ اور کوئی اسطرف نگیا بلکہ ابتداء عالم سے لیکر اس زمانہ تک اطراف عالم مین کسی دین مین آسمانی ہو یا نہو سوائے مذہب شیعہ یا مشرب جاہلان زمانہ جاہلیت ملک عرب اس امر کا پتا نہین سیکڑون تاریخین موجود ہین سیاحونکے افسانے مشہور ہین پر کہین متعہ کا نام ونشان نہین ملتا خیر یہہ بات تو اتفاقی تہی کلام اللہ اور حدیث سے استدلال کا حال بیان کیجئے اور حقیقت نسخ کا پتہ دیجئے تو کام چلے اسلئے بطور تمہید اول کچہہ گذارش ہے بگوش ہوش سنئے کلام اللہ مین فرماتے ہین نساءکم حرث لکم یعنی تمہاری عورتین تمہاری کہیت ہین اس سے صاف روشن ہے کہ نکاح سے مقصود اولاد ہے کیونکہ کہیت سے مطلوب پیداوار ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کہیت کی پیداوار ہی اولاد ہے گیہون چنا وغیرہ نہین اس سے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ شیعون کے نزدیک جو سارے جہان کے خلاف بی بی سے اغلام درست ہے وہ کلام اللہ کی بہی مخالف ہے کیونکہ اغلام سے تولد اولاد متصور نہین مگر ہان شاید شیعون مین یہہ کرامت ہو اور موافق شعر ذوق ۔ نہین ہین خون سے مژگان تر یہہ خار دلنشین نکلی ۔ جنون یہ نیشتر کیسی کہین ڈوبے کہین نکلی ادہر سے نطفہ ادہر چلا جاتا ہو باقی رہا جملہ فاتوا حرثکم انی شئتم جسکا یہہ مطلب ہے آؤ اپنی کہیتون مین جہان سے چاہو شیعونکو کچہہ مفید نہین کیونکہ اول تو انی معنی کیف بہی آتا ہے پہر اونکو کیا اختیار کہ

که بوجه انکی کو بمعنی ظرف مکانی رکہیں متدل اور مدعی کے لئے وہ بات مفید نہیں ہو سکتی جسمیں احتمال مخالف بھی موجود ہو یا اینہمہ جملہ نساءکم احتمال مخالف یعنی معنی کیف کے موید اور معنی ظرف مکانی کی مخالف چنانچہ ظاہر ہے اور اگر انی بمعنی ظرف مکانی ہی ہو پہر بہی شیعونکو کچہہ مفید نہیں کیونکہ جیسے کوئی یون کہے کہ اپنی زمین مین بیج ڈالنے کے لئے شرق کی طرف جاؤ یا غرب کی طرف سے بہرحال تمکو اختیار ہے اور اس سے ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ مقصود اصلی بونا ہے وہ دونون طرف سے جانے مین برابر حاصل ہے پیداوار دونون طرح ایک ہی سی ہو گی ایسی ہی اس جملہ سے ہر عاقل یہی سمجھے گا کہ اپنی بی بیون سے اوٹے سیدہے جسطرح چاہو صحبت کرو تولد اولاد مین دونون صورتین برابر ہین یہ نہین کہ سیدہی صحبت کیجئے تو بچہ اچھا ہو اور اُلٹی کیجئے تو احول پیدا ہو جیسے یہودی کہا کرتے تھے چنانچہ اسی وہم فاسد کے مدافعہ کی لئے یہہ ارشاد ہوا کہ فاتوا حرثکم انی شئتم مگر علماء شیعہ کی خوش فہمی دیکھئے کہ بات کیا تہی اور کیا مطلب کی سمجھ گئی مگر وہ بہی کیا کرین اگر متعہ اور اغلام نہوتا تو خواص تو متنفر تہی ہی عوام کالانعام بہی اس مذہب کو پسند نکرتے علاوہ برین ولد صالح کا باقیات صالحات مین سے ہونا بہی اولاد کی مقصود ہونے پر شاہد ہے کیونکہ انما الاعمال بالنیات اگر شہوت رانی ہی مقصود ہوتی اور اولاد مقصود نہوتی تو انکے حساب سے اولاد کا ہونا نہونا برابر تہا اگر صالح ہوئی تو کیا اور فاسق ہوئی تو کیا علی ہذا القیاس سقی ماء غیر یعنی عورت حاملہ من الغیر سے جماع حرام نہوتا چنانچہ ظاہر ہے بہرحال مقصود اصلی نکاح سے اولاد ہے شہوت رانی مقصود اصلی نہین ہان جیسی اکل غذا سے بدل مایتحلل مقصود ہے اور بہوک مثل چپراسی سرکاری اس بیگار کی لئے متقاضی ہے ایسی ہی عورتون سے اولاد مطلوب ہے اور شہوت جماع تقاضاء جماع کے لئے ساتہہ لگا دی گئی ہے کہ جب اولاد مقصود ٹہیری چنانچہ آیۃ مسطورہ اسپر شاہد ہی اور نیز عقل سلیم اسپر گواہ تو پہر ایک عورت کو زمانہ واحد مین دو یا زیادہ مردون سے نکاح کی اجازت قرین عقل نتہی اسلئے کسی دین مین یہہ امر جائز نہوا کیفیت شہادت آیۃ مرقوم ہو چکی ہان عقل صائب کی گواہی سننی باقی ہے اسلئے یہہ گذارش ہے کہ درخت باغ اور بذات خود مطلوب نہین ہوتا پہل مطلوب ہوتا ہے سامان اور اسباب مطلوب نہین ہوتا نتیجہ مطلوب ہوتا ہے اب دیکھئے کہ شہوت رانی اور جماع اولاد کے لئے سامان اور اسباب مین سے ہی یا قصہ برعکس ہے سو ایسا کون نادان ہو گا جو وقاع وجماع کے سبب ہونی اور اولاد کے سبب ہونے مین تامل ہو علاوہ برین آیۃ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس

اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ جن وانس کو خاص اپنے کام کے لئے بنایا ہے اور آیۃ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استوی
الی السماء فسویہن سبع سموات اس بات پر شاہد ہی کہ زمین وآسمان بنی آدم کے لئے بنائی گئی ہین برعکس نہین
زمین اور زمین کی پیداوار کا بنی آدم کے لئے ہونا تو لفظ لکم سے ظاہر ہے اور آسمانون کا بنی آدم کے لئے بنایا جانا
بقرینہ عطف ظاہر ہے یعنے قید لکم یہان بہی بقرینہ عطف ماخوذ ہوگی علاوہ برین آیۃ الذی جعل لکم الارض فراشا
والسماء بناء وغیرہ آیات مین یہہ بات زیادہ مصرح ہے اور کیون نہو زمین و آب و ہوا و آتش و آفتاب وکواکب
و افلاک نہون تو ہماری ہزارون حاجتین بند ہوجائین بلکہ یون کہو ہم مرجائین اور ہم نہون تو ان
اشیاء کا کچہہ حرج نہین پہر یون نکہئے تو اور کیا کہئے کہ وہ ہمارے لئے بنائی گئی ہین ہم اُن کے لئے نہین بنائے گئے
مگر اسصورت مین یہہ بات ظاہر ہے کہ زمین ہو یا آسمان ہو جو کچہہ بنی آدم کے لئے بنایا گیا اُسکو حصول عبادت
مین دخل ہے یعنی اگر وہ نہو تو پہر عبادت مین کمی یا نقصان پیش آئی یا وہ نہو تو عبادت نہوسکے کیونکہ اسوقت
بنی آدم اور باقی مخلوقات مشار الیہا کی ایسی مثال ہوگی جیسی یون کہئے گہوڑا سواری کے لئے اور گہاس دانہ
گہوڑے کے لئے سو جیسا یہان ہر کوئی سمجہتا ہے کہ اگر گہاس دانہ نہو تو پہر سواری کی ہی کوئی صورت نہین بلکہ
گہوڑا تڑپ تڑپکر مرجائے ایسا ہی بنی آدم اور ان چیزونکو سمجہئے جو اُسکے لئے بنائی گئی ہین کہ اگر وہ نہون تو پہر
عبادت ہی نہین سو کہانے پینے کی ضرورت تو ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ اگر خورد و نوش کی نوبت نہ آئی تو
آدمی مرجائے پہر عبادت کون کرے اور پہر کہانے پینے کے لئے زمین آسمانکی ضرورت ظاہر زمین کو تو ہم خوب ہی
جانتے ہین رہا آسمان اسکی ضرورت کہانے پینے کے لئے آیۃ وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم
سے ظاہر ہے پر شہوت جماع کو اس کام مین کچہہ دخل نہین سو یہ کیونکر ہوسکے کہ امور خارجہ من ذات العابد
مین تو حصول عبادت پر نظر رہے اور شہوت کو جو ایک امر داخلی ہی باوجود ارشاد وما خلقت الجن الخ عبادت
مین کچہہ دخل نہو الغرض شہوت کا بنی آدم مین پیدا کرنا بذات خود بے مصرف معلوم ہوتا ہے ہان اگر توالد
اولاد پر نظر کیجی تو پہر اسکے برابر خورد و نوش ہی عبادت مین دخل نہین رکہتی کیونکہ کہانے پینے سے اگر طاقت
عبادت پیدا ہوتی ہے تو جماع سے خود عبادت کرنیوالی پیدا ہوتی ہین بالجملہ عقل و نقل اس بات پر شاہد ہین
کہ شہوت رانی بذات خود مقصود نہین توالد و اولاد مقصود ہے چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
جو در بارہ ترغیب نکاح مشہور ہے اُسمین یہہ جملہ کہ انی مکاثر بکم الامم اس مضمون کو اور بہی واضح کئے دیتا ہے
کیونکہ غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب نکاح سے اسوقت یہہ نکلی کہ اُمت کے لوگ کثرت سے نکاح کرینگے

تو اولاد کثیر پیدا ہوگی اور اس وجہ سے یہہ اُمت بڑہ جائے گی اور ایک سامان افتخار آپکو ہاتہہ آئے گا جب یہہ بات ذہن نشین ہوگئی کہ نکاح سے مقصود اولاد ہے شہوت رانی مقصود نہین تو اب وجہ ممانعت تعدد نکاح زن بہی ایک زمانہ مین بیان کرنی چاہئے سُنئے زمین کی پیداوار تو سب ایک سی ہوتی ہی اور اُس کے سب دانے باہم متشابہ ہوتے ہین خورش مین سب یکسان کسیکو کسی پر کچہہ فوقیت نہین اسلئے شرکت مین کوئی خرابی پیش نہین آتی علی السویہ تقسیم ہوسکتی ہی پر اولاد مین اگر اشتراک تجویز کیا جائے تو ایک نزاع عظیم برپا ہو امید کثرت عباد وعبادت تو درکنار پہلی ہی عابدونکی خیر نہو کیونکہ اول تو یہی کچہہ ضرور نہین کہ ایک سے زیادہ بچہ پیدا ہو اور دو تین پیدا بہی ہوئی تو کچہہ ضرور نہین کہ سب لڑکے ہی ہون یا سب لڑکیان ہی ہون اور پہر ایک ہی قسم کے ہون تو وہ سب عابد و زاہد ایک ہی نمبر کے ہون اور عاقل فاضل ایک ہی درجہ کے ہون بلکہ عادت اللہ یون ہی جاری ہے کہ جیسے پانچون انگلیان یکسان نہین ہوتی ایسی ہی تمام اولاد یکسان نہین ہوتی ادہر محبت پدری سبکے ساتہہ خداداد سو بالفرض ایک عورت کے اگر کئی خاوند ہون اور وہ بہی فرض کرو ایک پورب کا رہنے والا ہو ایک پچہم کا تو پہر تقسیم اولاد کی کوئی صورت نہین بوجہ تفاوت معتاد جو باہم اولاد مین ہوا کرتا ہے اول تو ناقص حصہ والیکا اپنی نقصان پر راضی ہونا دشوار دوسرے بوجہ محبت تمام اولادون کا صبر کرنا معلوم اور اسوجہ سے یہہ بہی ممکن نہین کہ روپیہ وغیرہ سے جبر نقصان کرکے ایک کو راضی کر دیجئے خاصکر جبکہ بچہ ایک ہو اور عورت کی خاوند کئی یا عدد ازواج زن زوج ہو اور عدد اولاد طاق ہان اگر اولاد کاٹنے پہاٹنے کی قابل ہوتی تو مثل غلہ مشترک یا گوشت مشترک یا جامہ مشترک کاٹ پہاٹ کر برابر کر لیتے اور نزاع رفع کر دیتے یا مثل غلام عورت کا ہر وقت ایک حال رہتا اور یہہ تفاوت احوال اور اختلاف کیفیات مزاجی نہوا کرتا تو ہفتہ وار یا ماہوار یا سال وار ایک ایک خاوند کے پاس رہا کرتی مگر اول تو ہر دم اور ہر حال مین رحم زن نطفہ کو قبول نہین کرتا دوسرے یہہ اختلاف احوال زن بیشتر موجب اختلاف ذکورت و انوثت وعقل وبیعقلی وغیرہ احوال و اخلاق ہوجاتا ہے جو لوگ دقایق طبیہ اور حقایق موجبات اختلاف امزجہ اولاد سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ وقت جماع و وقاع جو کیفیت والدین خصوصاً والدہ پر غالب ہوتی ہے وہی کیفیت اولاد کے حق مین خلق اور طبیعت بنجاتی ہے اول تو اہل عقل کو مشاہدہ بقاء الانواع سے یہہ بات ظاہر ہے کیونکہ آدمی کی گہر آدمی کا پیدا ہونا اور سگ و خوک سے سگ و خوک کا پیدا ہونا اور اسپ و خر سے خچر کا پیدا ہونا جسمین دونون کا اثر مشہود ہوتا ہے اسبات کے سمجہ لینے کو

۱۵ اور پیدا اولاد کا مطلوب ہونا اور بعد حصول اولاد ایسے ساتہہ بشفقت پیش آنا ہے اسی پر دال ہے کہ اولاد مقصود کلی سلیم النفس ہے

۱۶ اور جیسی جبلی ایک ہی طرح کے ہون اور قوی نورانیہ ہی طاقت کے ہون

کافی ہے کہ کیفیت مزاجی والدین کو اخلاق وعقل اولادین دخل تام ہے دوسرے الولد سرلابیہ ہی جو جملہ مسلمہ ہر عام وخاص ہے اسبات پر شاہد ہی کیونکہ کسیکو کیسکا اب حقیقی اور والد تحقیقی باعتبار وقت علوق نطفہ ہی کہہ سکتے ہین اور اوقات کے حساب سے یہہ اطلاق مجازی ہوتا ہے سو وقت علوق جو کیفیت مزاج والدین پر غالب ہوا اوسیکا اثر اولادین آنا چاہئے ورنہ الولد سرلابیہ کیونکر صحیح ہوگا ادہر محققان اہل اسلام نے حضرت مریم کے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آدمی کی شکل مین آنے کی وجہہ یہی بیان کی ہی کہ اگر حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی شکل ملکی مین اونکی روبرو نمودار ہوتے تو حضرت مریم علیہ السلام بتقاضائے بشریت ڈر جاتین اور وہ کیفیت خوف مزاج عیسوی مین اثر کرجاتی آپ نامرد اور بزدل پیدا ہوتی اور کار رسالت ادا نکر سکتی کیونکہ اسکام کے لئے ہمت عالی اور شجاعت تامہ کی ضرورت ہے نامردون سے ایسے بڑے کام جسمین ایک جہان سے مقابلہ اور عداوت کہڑی ہو۔ نہین ہوسکتی باقی رہا صورت ملکی سی خوف کہانا وہ حضرت مریم سے کیا بڑے بڑے مردون سے ہی مستبعد نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت جبرئیل کی صورت ملکی سے مرعوب ہوگئی تھی اور کسیکا تو کیا ذکر ہے علاوہ برین یہہ قصہ اکثرون نے سنا ہوگا کہ وقت جماع کسی عورت کو سانپ نظر پڑ گیا تہا بچہ جو پیدا ہوا تو سانپ ہی کی شکل تہی بالجملہ بوجہ تفاوت احوال معلومہ یہہ ہی ممکن نہین کہ غلام کی طرح نوبت بنوبت ہر خاوند کے پاس رہا کرے کیونکہ عورت کے لئے اگر یہہ امر تجویز کیا جائے تو مقتضائے انصاف یہہ ہے کہ خدمت فراش یعنی وقاع وجماع کی مقدار قدر نوبت مقرر ہو اور بہت عدا ازکرو تو ایک شب رکہلو اسلئے کہ عورت کو متعلق یہی خدمت ہی اور اس خدمت کے اداکرنے مین اتنی ہی دیر کافی ہے اور اس باب مین غلام پر قیاس ممکن نہین اسلئے کہ خدمت غلام کوئی امر معین نہین جو اسکی مقدار تعیین نوبت مین ملحوظ رہے اسلئے وہان وہ زمانہ جسمین خدمت متعلقہ تمام شرکاء کی نزدیک اداکرسکے معین ہوگا علے اندالقیاس مردونکی نوبت پر ہی قیاس نہین کرسکتی کم سے کم ایک شب ہی مقرر ہو اسلئے کہ غرض اصلی یعنی جماع جو تعیین نوبت سے مقصود ہے مرد کی ایسے اختیار مین نہین ہے کہ جب چاہے سبکدوش ہو جائے کم سے کم ایک شب مین البتہ اسکی وقوع کا احتمال ہے یہی وجہ کہ عدل کے لئے جماع ضرور نہوا ہان خدمت فراش البتہ عورت کی ہر وقت اختیار مین ہے باینہمہ عورت قبل ظہور حمل اگر دو مرد کی پاس رہے تو یہہ تعیین نہین ہوسکتی کہ یہہ حمل کسکا ہے اور بعد ظہور حمل اگر دوسرے کے پاس جائے تو اوس کی نطفہ کی اختلاط کی وجہ سے پہر وہی صورت انتشار

پیدا ہوتی ہے دو دو بچے پیدا ہوتے ہین تو تعیین مشکل ہوجاتی ہے اور اتنا زمانہ دراز نوبت کے لئی مقرر کیاجاے کہ ایک کا نطفہ دوسرے کے نطفہ کے سا تہہ مختلط نہوسکے تو یہہ وقت تو کہین نہین گئی کہ کسی وقت رحم زن نطفہ کو قبول کرتا ہے کسی وقت نہین کرتا اور کرتا ہے تو کسیوقت کیفیت صالحہ عارض حال زن ہوتی ہے کسیوقت کیفیت فاسدہ لاحق حال ہوجاتی ہے۔ اور در صورت وحدت مرد و تعدد زنان ہی اگرچہ یہی احتمال ہے مگر چونکہ وہ صاحب حرث ہے تو اگر وہ وقت کیفیت صالحہ عورت کے پاس نہ جائی تو کچہہ اپنا ہی نقصان کرے گا کسی دوسرےکا حق تلف نکرے گا جو گنجایش اعتراض ہو جب یہہ سب باتین ذہن نشین ہوگئین اور وجہ ممانعت تعدد مرد و وحدت زن معلوم ہوگئی تو یہہ ہی عرض کرنا مناسب سمجہا کہ ایام عدت وفات وطلاق مین جو نکاح ممنوع رہا تو اسکی وجہ یہی ہے کہ اگر ساعت دو ساعت پیشتر مرگ وطلاق سے باہم جماع کا اتفاق ہوا ہو اور بمجرد وفات زوج و طلاق پہر دوسرے سے نکاح کرکے جماع کی نوبت آئی تو وہی خرابی لازم آئیگی جو وقت واحد مین کئی خاوندونکو ہونے مین متصور تہی کیونکہ وہان بہی وقت واحد مین تو دونون کا جماع متصور ہی نتہا ساعت دو ساعت کے فاصلہ کی ضرورت بالضرور تہی جب باوجود اس کے خرابیہاء مذکورہ لازم آتی تہین تو یہان کیون نہ لازم آئین گی اس تقریر سے یہہ ہی واضح ہوگیا کہ بیان محرمات مین لفظ محصنات کو کیون اختیار کیا لفظ منکوحات یا لفظ متزوجات وغیرہ الفاظ دالہ علی النکاح مین سے کوئی اور لفظ کیون نہ اختیار فرمایا یعنی اگر والمحصنات نفرماتی بلکہ والمنکوحات یا والمتزوجات فرماتی تو معتدہ خاصکر معتدہ وفات یا معتدہ طلاق مغلظہ کو یہہ لفظ شامل نہوتا اور پہر بدلالت واحل لکم ما وراء ذلکم معتدہ سے نکاح کرنا حلال ہوجاتا مگر جن خرابیون کے باعث حیات زوج اول یا نکاح زوج اول کے وقت نکاح ممنوع تہا وہ سب خرابیان اس نکاح مین لازم آتین الغرض لفظ والمحصنات کی اختیار فرمانی کی یہہ وجہ ہے کہ حرمت نکاح معتدہ کی طرف بہی اشارہ منظور رہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ لفظ احصان بمعنی حفظ آتا ہے سو یہان بوجوہ مذکورہ بالا یہہ غرض ہے کہ خاوند اپنی عورت کو غیر مرد سے محفوظ رکھے اور جو وہ نہو تو جیسے فرض کیجئے مرگ آدبائی تو اسکی کس کو اور خویش واقرباء حافظ ننگ و ناموس ہین مگر چونکہ بناء حفظ ننگ و ناموس پاس نسب ہوتا ہے تو اگر بعد موت زوج اول یا طلاق زوج اول عورت ایک ساعت کی بعد ہی بچہ جن اوٹہی تو اب حفظ ننگ و ناموس کی کچہہ ضرورت نرہی

کیونکہ اب اختلاط نسب متصور نہین اسلئے اُس صورت مین بمجرد وضع حمل اسکو اختیار دینا مناسب سمجہا اور یہہ ارشاد ہوا واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن ہان اگر حمل کے ہونے نہونے مین اشتباہ ہو اور کبہی زوجہ کی نسبت ہردم یہ اشتباہ رہتا ہے ہی کیونکہ اول علوق مین تو جانورون مین تمیز حمل ہو نہ آدمیون مین تو اُس صورت مین انتظار ظہور حمل مناسب تہا اسلئے عدت بیوہ دسدن چار مہینے مُقرر ہوئی وجہ اسکی یہہ ہے کہ اس مدت مین حمل ہوگا تو خود ظاہر ہو جائیگا کیونکہ موافق احادیث صحیحہ چالیس دن تک نطفہ پر صورت نطفہ باقی رہتی ہے اگرچہ اول و آخر وقت مین فرق بین و آسمان ہو الغرض جیسی خون سیاہ و سُرخ و زرد مین باوجود تفاوت الوان وہ بات مشترک ہی جسکی باعث اُسکو خون کہے جاتے ہین ایسی ہی نطفہ پر روز اول اور رنگ ہوا اور چالیسوین دن اور رنگ ہو با اینہمہ کوئی ایسی بات باہم مشترک ہوتی ہو جسکے سبب اسوقت تک نطفہ ہی کہہ سکتے ہین علقہ یا مضغہ نہین کہہ سکتے ہان دوسرے چلے مین وہ حالت اُسپر عارض رہتی ہو جسکے سبب علقہ یعنی خون کا لوتہڑا اسکا نام ہو جاتا ہے پہر تیسرے چلے مین مضغہ ہو جاتا ہے اور چالیس دن تک مضغہ رہتا ہے بعد تیسرے چلے کے پوری ہو جانے کی نفخ روح کی نوبت آتی ہے مگر اول اول جان پڑتی ہے تو نہایت درجہ کی ناتوانی ہوتی ہے حرکات کی طاقت کہا کسیقدر عرصہ کے بعد حرکات ظاہر ہونے لگتی ہین سو تین چلونکے تو پورے چار مہینے ہوئے ربع چلہ بغرض ظہور حرکات اور بڑہا لیا تاکہ حمل کے ہونے مین کوئی شبہ باقی نرہے یعنی جب مقدار شکم زیادہ ہوگئی اور حرکات نمایان ہوئین تو پہر یہہ ہی احتمال نہین ہو سکتا کہ استسقا یا رجا وغیرہ امراض ہون ہان اگر اتنے عرصہ مین ہی حمل ظاہر نہو تو پہر یقین کامل ہوگیا کہ حمل زوج مردہ نہین جو اُسکی ننگ و ناموس کو ملحوظ رکہین اور نسب کے حفاظت کیجائی اس لئے یہہ ارشاد ہوا فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف۔ اس تقریر سے فائدہ لفظ تیربصن بہی ظاہر ہوگیا اور مفعول تیربصن بہی معلوم ہوگیا یعنی غرض اس لفظ سے یہہ تہی کہ جن عورتونکے خاوند مرجائین وہ عورتین دس دن چار مہینے انتظار کیا کرین سو اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ انتظار ظہور حمل مقصود ہے تاکہ حمل ظاہر ہو جاے تو وضع حمل تک اور کسی سے نکاح نکیا جاے اور اور ظاہر نہو تو عورت کو اختیار دیا جاے۔ الغرض لفظ تیربصن کے ساتہہ فاذا بلغن اجلہن کو ملائیے تو یہہ مطلب نکل آتا ہے کہ اگر پوری چار ماہ دس روز انتظار ہے مین گذر جائین تو پہر عورت کو اختیار ہے مگر انتظار اُسحالت کا نام

ہے جس مین اُس چیز کے ہونے نہونے کا یقین نہو جبکا انتظار سو پورے دس دن چار ماہ تک انتظار بہی منصور ہے کہ آخر ساعت تک یقین حمل نہوا ہو اور درصورتیکہ حمل کا یقین پہلے ہی ہو چکا تو اب اس حالت کو تربص بمعنی انتظار نہین کہہ سکتے جو موافق فاذا بلغن اجلہن ایسی حالتمین بعد چار ماہ دس روز کی اجازت نکاح ملجا ہے بلکہ اسوقت وہ عورت متعلمہ و اولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن سمجہے جاویگی اس طور پر آیۃ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا اور آیۃ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن مین کچہہ تعارض نرہا اور آیۃ فاذا بلغن اجلہن مین جو لفظ بالمعروف موجود ہے اُس کا فایدہ بہی معلوم ہو گیا یعنی مدت معلومہ کے بعد باوجود ظہور حمل اگر عورت نے کسی سے نکاح کر لیا تو بوجہ مذکور یہہ نکاح بہی معروف نہ سمجہا جائیگا مگر چونکہ وجہ تربص بعد موت زوج فقط انتظار حمل ہی تہا اور وجہ تربص بعد طلاق انتظار رضاء زوج بہی ہے تو عدت وفات مین تو حمل کے چہپانے نہ چہپانے مین جدا گانہ کچہہ ارشاد نفرمایا کیونکہ یہان تو خود ظہور حمل ہی کا انتظار مقصود ہے ادہر دس دن چار ماہ ایک مقدار معین ہے جسمین کمی بیشی مقصود نہین پہر کیا حاجت جو بروے احتیاط اور تاکید کی جاے اور عدت طلاق کے ذکر کے بعد یہہ ہی ارشاد کر دیا ولا یحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ان کن یومن باللہ والیوم الآخر کیونکہ انتظار حمل کے سوا یہان انتظار رضاء زوج بہی ہے ادہر طہر وحیض دل تو منجملہ امور مخفیہ دوسرے ان کے لئے کوئی مقدار معین نہین موافق بعض مذاہب او نتالیس دن مین تین حیض متصور ہین اور اسقدر مدت مین حمل اوروں پر خوب ظاہر نہین ہو سکتا غرض انتظار ظہور حمل ہی مقصود تہا جو بیان مدت دربارہ ممانعت خفاء کافی ہو جاتی ادہر بوجہ خفاء امر طہر وحیض وعدم تعیین مدت چہپا لینے کا احتمال تہا اسلئے یہان بتصریح ارشاد کی ضرورت ہوئی باقی رہی یہہ بات کہ عدت طلاق مین انتظار رضاء بہی مقصود ہوتا ہے اور عدت وفات مین فقط انتظار حمل ہی یہہ خود ظاہر ہے رجعت کا طلاق مین مقرر ہونا اور بے نکاح زوج کو زوجہ پر تصرف کر لینا خود اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح بالکل منقطع نہین ہوا اور کیون ہو حقیقت نکاح تراضی طرفین تہی اور بناء تراضی اتحاد نوعی اور احتیاج طرفین جو ایک کو دوسرے سے لگے ہوئی تہی پہر احتیاج بہی ایسی ویسی نہین بلکہ اس احتیاج کی نوبت یہان تک پہونچی کہ مرد مظہر کمال محبت بنایا گیا اور عورت مظہر جمال محبوبیت بنائی گئی تاکہ احتیاج اپنے کمال کو پہونچ جائے کیونکہ اس سے بڑہکر احتیاج کی کوئی صورت ہی نہین کہ ایک عاشق ہو تو ایک معشوق ہو اور اہل فہم جانتے ہونگے کہ جذب محبوب جذب محب سے کہین زیادہ ہے اس صورتمین یہہ کب ہو سکتا ہے کہ محبت محبوب بہ نسبت محب کم ہو ورنہ ضعف جذبہ

جو آثار طلب محبت مین سے ہے ادہر ہوتا او دہر ہوتا اس صورتمین محب محبوب محبوب بیکدگر ہونگی اور محتاج بیکدگر مگر سوا اسکے اور احتیاجین یا اسکی برابر ہونگے یا اُس سے کمتر وجہ اسکی یہہ ہے کہ بناء احتیاج محبت پرہی یا تو ہو یعنی عدت طلاق رجعی مین انتظار حل رضا اگر بواسطہ محبت ہے تو وہ احتیاج عشق کی ہموزن ہے بلکہ خود عشق ہے اور اگر بواسطہ ہی جیسی روپیہ وغیرہ وسایل و ذرایع رزق کی محبت جو بذاتہ خود فرض کرو محبوب ہی یا متعلقات اشیاء محبوبہ ہی کی محبت تو وہ اُس سے کمتر بہرحال احتیاج عشق و محبت محال ہے بڑہکر کوئی احتیاج نہین اور بناء طلاق ناخوشی اور شکررنجی معاملات خانگی پر ہے اور ظاہر ہے کہ اتحاد نوعی اور محبت عشقی کوئی امر ناپایدار نہین جو یون کہئی کہ آج ہی کل نہین ہان شکررنجی معاملات بشتر ایک امر ناپایدار ہوتا اُس لئی انتظار رضا نکاح ثانی کے لئے ضرور ٹہیرا بالجملہ تقرر رجعت جو عدم انقطاع نکاح پر دلالت کرتاہے ضرورت انتظار رضا کے لئے دلیل کامل ہے ہان جب دو بار یا تین بار پاک صاف ہوکر لباس و زیور سے آراستہ ہوکر عورت پیش نظر رہے اور پہر بہی زوج کو ادہر کو التفات نہوا تو یون کہو یہہ ناخوشی دلی تہی اور یہہ نفرت تہ دل کی تہی جو باوجود اس بہلانے کی کچہہ خیال نہ آیا الغرض عدت طلاق مین ایسی مدت مقرر کی گئی جسمین حفظ نسب بہی ہاتہ سے نجائے اور نوبت تا مقدور مفارقت کی بہی نہ آئی جو مخالف اصل طبیعت اور منجملہ ابغض المباحات ہی وجہ ثانی کا اس حکم مین ملحوظ ہونا تو آشکارا ہوچکا پر حفظ نسب کی کیفیت بیان کرنی ضرور ہے حالت حمل مین سب جانتے ہین کہ حیض بند ہوجاتاہے اس لئی اون ایام کی خونکو اگر اتفاق سے آجائے تو حیض مین شمار نہین کرتے مرض استحاضہ مین محسوب ہوتاہے سو جب مکرر سکرر حیض آیا تو احتمال حمل اصلا نرہا بااینہمہ تقریباً یہہ مدت بہی دسدن چار مہینے کی قریب آپڑتی ہے کیونکہ اکثر عورتونکی عادت یہی ہو کہ مہینے مین ایکبار آئے اور زیادہ سے زیادہ دس دن آے سو اگر شروع طہر مین کسینی اپنے زوجہ کو طلاق دی تو ایک ایک ماہ کی تین طہر اور تین حیض کا ایک ماہ ہوا جسکا ماحصل وہی چار ماہ نکلے مگر چونکہ خاوند یہان زندہ ہے اور اُسکو سب سے زیادہ اپنی نسب کی بہی بگڑنے کا خیال ہے تو اُس قسم کی احتیاط عورت کو کرنی ضرور ہوئی جس قسم کی احتیاط عدت وفات مین ضرور تہی جو اور دس روز کا بہی حساب لگایا جاتا اب شاید یہ شبہ باقی ہو کہ طلاق مغلظ مین تو احتمال رجعت باقی نہین پہر یہہ عدت کاہیکے لئے ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ چار ماہ دس روز بغرض کمال احتیاط مقرر ہوئے تھے اور وجہ اس احتیاط کی یہی تہی کہ صاحب نسب تو مرگیا دوسرون کو ایسا کیا خیال ہوگا اور نہ حیض اس مرمین کافی تہا کیونکہ حیض کا آنا خود حاملہ نہونے کی دلیل ہے سو جب صاحب

نسب زندہ ہو تو پہر اس احتیاط کی کیا ضرورت وہ خود تحقیق کرتا رہیگا ہت ہوگا تو یہہ ہوگا کہ دو باتون
مین ایک ہی خود محتاج الیہ سی بیواسطہ محبت ہو یا بواسطہ اور انتظار تہا دونون ہی طلاق مغلظہ مین فقط انتظار جل سے
ہی رہیا بلکہ غور سے دیکہیے تو یہان انتظار رضا کی بدلے ایک اور غرض ساتہہ لگ گئی ہے وہ کیا زوج کا جلانا
یعنی جب طلاق ثالث کے بعد عورت نے مکرر لیہا یا تو اگر اسکو کچہہ بہی محبت ہوگی تو اب بجز سوز و گداز اور کیا
ہاتہہ آئیگا اپنے جی مین جل بہنکر رہجائے گا اور اُس کا یہہ اضطراب و قلق اور یہہ سوز و گداز آگی کو تو اسکی یون
کام آے گا اور عورت کے ساتہہ ایسا معاملہ نکرے گا اور اور دنکو یون مفید ہوگا کہ اونہین بہی اپنی دن نظر
آئین گے اور عبرت پکڑ کر ایسے خیالات سے باز رہین گے بہرحال طلاق خلاف مرضی خداوندی تہی اس لئے
یہہ جرمانہ مقرر ہوا سو یہہ بات حیض و طہر ہے کی ساتہہ خوب مربوط ہے دس دن چار ماہ کو اس سے علاقہ نہین
کیونکہ اس عدد کو بہانے مین کچہہ دخل نہین علاوہ برین کسی طلاق کا ثانی یا ثالث ہونا ایک امر اضافی ہے
بلحاظ ماقبل یہ وصف اسپر عارض ہوتا ہے ورنہ فی حد ذاتہ اول اور دوم اور سوم سب برابر ہین اور عدت مذکور
حسب بیان بالا طلاق کی مقتضیات ذات مین سے ہے یعنی یہہ انتظار رضاء بوجہ اتحاد نوعی محبت باہمی وقت
ناخوشی قابل لحاظ تہا اور حرمت مغلظہ بوجہ امر اضافی مذکور عارض ہوئی اس لئے عدت جون کی تون رہی
کیونکہ مقتضیات ذات عوارض خارجیہ کے باعث زایل نہین ہو سکتی ہان جیسے نور شمس وقت کسوف زایل
نہین ہوتا چاند کی اوٹ مین مستور ہو جاتا ہے لوازم و مقتضیات ذات بہی عوارض خارجیہ کی آڑ مین مستور ہو جاتے
ہین اور اپنا اثر نہین کرتی سو یہان بہی بعینہٖ یہی قصہ ہے کہ عدت وہی کی وہی رہے پر فائدہ عدت متفرع
ہو یعنی انتظار رضا بیکار گیا اور زوج اول کے ہاتہہ پلے کچہہ نہ پڑا بالجملہ حالت عدت مین خاصکر عدت وفات
اور عدت طلاق مغلظہ مین نکاح باقی نہین رہتا اگر رہتا ہے تو اُس کا اثر یعنی احصان باقی رہتا ہے سو اگر لفظ
والمحصنات نفرماتی بلکہ والمتزوجات یا والمنکوحات فرماتے تو باشارہ واحل لکم ما وراء ذلکم معتدہ طلاق
مغلظہ اور معتدہ وفات دونون حلال سمجہی جاتین پر علت حرمت جون کی تون باقی رہتی چنانچہ بخوبی واضح
ہو گیا اس لئے جناب باریتعالے نے لفظ والمحصنات اختیار فرمایا اور سوا اسکے اور خدا جانے کیا کیا حکمتین ہونگی
لیکن جب وجہ اختیار لفظ والمحصنات معلوم ہو گئی اور معنی احصان بخوبی ظاہر ہو گئے تو اب التماس دیگر یہہ
ہے کہ یہی وجہ اور یہی معنی واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین مین ملحوظ رکہنی چاہیین
بلکہ یہان یہہ لحاظ بدرجہ اولی ضروری ہے اسلئے کہ غیر مسافحین بہی یہان تو ساتہہ لگا ہوا ہے جسکی یہہ معنی ہین

کہ شہوت رانی مقصود نہو غرض یہان احصان مذکور زیادہ تر ملحوظ رکہنا ضروری ہے اور باوجود اس دلالت سیاق
اور تاکید غیر مسافحین اگر احصان بمعنی مذکور ملحوظ نہو تو یون کہو کہ منکوحات امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ
والمحصنات نہون اور سوا اون رشتہ دارون کے جنکے ساتہہ نکاح کرنا حسب ارشاد سابق حرام ہو چکا ہے
اور سبکو منکوحات اُمّت مُحمّدیہ سے حالت نکاح اول مین بہی نکاح درست ہو نعوذ باللہ منہا ہان اگر احصان
کے یہہ معنے نہوتی اور وجہ امر احصان یہ نہوتی جو بندہ کمترین عرض کر آیا ہے تو البتہ کسی صاحب کو مجال دم زدن
بہی تہی مگر قطع نظر اسبات کی کہ اشارہ حفظ نسب جملہ احکام متعلقہ نکاح سے مترشح ہے چنانچہ معروضات
سابقہ اس باب مین کافی ہین اور وہ اشارات ارادہ معنی معروض پر مثل آفتاب روشن دلالت کرتی ہین اور
کوئی معنی یا وجہ اگر حکم احصان کے لئے تجویز کی جلے تو بجز اسکے اور کیا ہو کہ وجہ احسان انتساب فیما بین ہو
یعنے عورت کا مرد کے نام لگ جانا موجب حکم احصان ہوا اور تفسیر احصان غیرت جاہلیت اہل ہند ہو یعنی تمام
عُمر کی عدت عورتونکو ذمہ پڑی سو ایسے مضامین کے تسلیم کرنے کے لئے عقل جاہلانہ اور مذہب ہندوانہ کی ضرورت
ہے اہل اسلام کو ایسے خرافات سے کیا مطلب کون نہین جانتا کہ باندی غلام بلکہ اور اموال مملوکہ بہی بعد
مرگ مالک اُسکے ملک سے خارج ہو جاتے ہین اجارت بعد موت متاجر فسخ ہو جاتے ہین سو ملک منافع بضعہ یا
اجارہ نکاح ایسا کیا پائدار اور مستحکم ہے جو بعد مرگ بہی باقی رہے ادہر طلاق خود قطع نکاح کے لئے موضوع نہایت
کار ایکوار مین عقدہ نکاح منقطع نہو تین بار مین منقطع ہو جائے آخر کلاڑہا تیشہ وغیرہ آلات نجار بہی جو قطع
اشجار وغیرہ کے لئے موضوع ہوتی ہین ایکبار اور ایکوار مین تو نہین قطع کر دیتی بالجملہ طلاق تو قطع نسبت
عقد کے لئے موضوع ہے اور موت اگرچہ بالذات قاطع نسبت نہین پر قاطع رشتہ حیات منتسبین ہے مگر منتسبین
یا احد المنتسبین نہون تو نسبت منقطع کیا معدوم ہی ہو جائیگی اس صورت مین بقاء علاقہ نکاح کی تو کوئی
صورت ہی نہیین ہان یون کہئی کہ جیسے ظروف مبیعہ مین بایع کا روغن یا شہد و شیر وغیرہ مثلاً رکہا ہوا
ہو اور اسوجہ سے مشتری اپنا روغن وغیرہ تا وقتیکہ وہ ظروف خالی نہو لین اونمین ڈال نہین سکتا کیونکہ
ڈالدی تو اتلاف حق غیر اور افساد حق غیر لازم آتا ہے یعنی بعد اختلاط تمیز حقوق مشکل ہے ایسی ہی تا بقاء
حمل زوج اول زوج ثانی زراعت ولد یعنے جماع جس مین القاء تخم ولد یعنی نطفہ ہوتا ہی نہین کر سکتا
ہان مگر اتنا فرق ہے کہ روغن و شیر وغیرہ کا ہر تنون مین رکہنا کوئی خواہش طبعی اور لذت قلبی نہین جو بعد بیع
قبل استفراغ ظروف اندیشہ اختلاط ہو ادہر روغن و شہد وغیرہ ایسی اشیاء نہین کہ سواء ظرف اول بنقصان

ادرکسی طرف منتقل ہے نہو سکین باانیہمہ قطع نظر تعلق حق غیر سے روغن وشیر وغیرہ ایسی اشیا نہین
کہ زمین پر گرا دیجیے تو یہہ گرا دینا اُسکے حق مین کوئی ظلم وستم سمجھا جاوے اسلئے قبل استفراغ یعنی خالی کرنیسے پہلے
اُنکی بیع مین کوئی نقصان یا اندیشہ نہ تہا البتہ قبل وضع حمل اگر نکاح تجویز کیا جائے تو یہہ ساری خرابیان
موجود ہین نہ یہہ ہوسکے کہ شکم زوجہ سے نکالکر کسی اور شکم مین رکہدین نہ یہی ہوسکے کہ اگر زوج اول اپنی حمل کی
نکلوانے مین دیر کرے تو زمین ہی پر گرا دیجے کیونکہ قطع نظر حق زوج اول سے حمل کا گرا دینا بھی تو منجملہ خون ہی
جو اول درجہ کا ظلم ہے باانیہمہ یہہ زراعت یعنی القاء تخم نطفہ جو بوسیلہ جماع ہوتا ہی ایسی خواہش غالب اور
لذت عجیبہ ہے کہ بعد قدرت صبر قریب محال ہے اسلئے ایسی وقت مین اجتناب زنا کی وہ فضائل مقرر ہوے کہ
کیا کہئے بایں نظر نکاح ہی ایسی اوقات مین ممنوع ٹہیرایا گیا نہ یہ کہ بقاء نکاح مانع نکاح ثانی ہے اور ظاہر ہے
کہ بعد انقطاع نکاح اول سواء اندیشہ اتلاف حق غیر یا افساد حق غیر دوسرون سے نکاح کا ممنوع ہونا
ایسا ہی ہے جیسا بعد انقطاع علاقہ ملک کسی غلام باندیکا کسی سے عقد اجارہ خدمت کا ممنوع ہونا سو جیسا
اسکو کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا ایسی ہی قطع نظر اتلاف وافساد حق غیر سے بعد انقطاع نکاح اول ممانعت
نکاح ثانی کوئی تجویز نہین کرسکتا ورنہ قطع نظر مخالف ہدایتہ کے پہر عدت ہی کی کیا تخصیص تہی مثل
لوگان ہند ساری عمر ہی نکاح ممنوع ہونا تہا بہرحال سواء اندیشہ اختلاط نسب وجہ ممانعت نکاح وقت
نکاح اول یا وقت عدت اور کوئی امر نہین اسلئے ایسی نکاح کی تحریم کی وقت ایسا لفظ جامع اختیار
کیا جو اسوجہ مشترک پر دلالت کرے اور پہر اُسکے بعد واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر
مسافحین ارشاد کیا تاکہ یہہ معلوم ہوجاے کہ جو عورتین باقی رہین وہ کیف ما اتفق حلال نہین بلکہ بشرط
احصان ہی حلال ہین ورنہ موافق قاعدہ مذکورہ لازم آتا ہے کہ منکوحات اہل اسلام اور پہر
حرام نہون کیونکہ جب احصان ملحوظ نرہا تو وہ منجملہ محصنات نہو وین سو جو لوگ ایسے ہون کہ اون سے
کوئی رشتہ موجب حرمت منجملہ رشتہاء مذکور الصدر نہو اُن سے نکاح حرام نہو مگر جب معنی احصان
بغیر احصان یہہ ٹہیرے جو اوپر معروض ہوئی تو نکاح متعہ حلال نہین ہوسکتا کیونکہ وہان شہوت رانی
مقصود ہوتی ہے احصان مقصود نہین ہوتا اگر احصان مقصود ہوتا تو عدت ضرور مقرر ہوتی کیونکہ
مدت متعہ خاوند جماع کا مجاز ہے اور کیون نہو عورت کو اور نوکری کا ہیکی ٹہر کہا ہے اور جب آخر
مدت متعہ مین جماع کی نوبت آئی تو پہر احتمال حمل باقی ہے اس صورت مین عدت کا مقرر ہونا

ضرور تہا حالانکہ باقرار شیعہ متعہ مین عدت نہین ہوتی اور کلام اللہ مین اُسکی عدت کا کہین مذکور یعنی
جلیسی عدت طلاق اور عدت وفات جدی جدی کلام اللہ مین مذکور ہین عدت متعہ جداگانہ کلام اللہ
مین کہین مذکور نہین الغرض نہ شیعہ اسبات کے قایل ہین کہ عدت متعہ مثل عدت طلاق یا عدت وفات ہی
اور نہ کلام اللہ سے اسکا کہین پتا نکل سکتا ہے اور یہہ عدم عدت متعہ بروے عقل ہی دیکھئی تو بجائے
خود ہی کیونکہ یہان نکاح متعہ وقت اختتام مدت تمام ہو چکا اور ظاہر ہے کہ کسی شی کی تمام ہو جانے
کے بعد اُسکے آثار باقی نہین رہ سکتی ہان انقطاع شے کی بعد وہ آثار جو بوسیلہ اتصال ظاہر ہوتی تھی
کسیقدر باقی رہتی ہین مثلاً ایک تو درخت کا تمام ہوجاتا ہے اس صورت مین تو آثار نمو دہی مثل تازگی وغیرہ
ختم ہوجاتی ہین البتہ اگر شاخ درخت سے ملی ہوئی کوئی چوب خشک رکہی ہوئی ہو تو آثار نمو یعنی تازگی
اُسمین نہین جاتی اور اگر درخت کو یا اُسکی شاخ کو قطع کردیجئی تو وہ تازگی جو اوپر کے کی ٹکڑے کو بوجہ اتصال
نیچے کی طرف سے پہونچی تہی کسیقدر دیر تک باقی رہتی ہے اور پہر ایک زمانہ معین کے بعد مبدل بخشکی ہو جاتی ہے
سو ایسے ہی نکاح حلال اور متعہ مین فرق ہی متعہ مین تو ملک منافع اختتام کو پہونچ جاتی ہے اور طلاق
و وفات مین ملک نکاح منقطع ہو جاتی ہے اگر ان دونون کی نوبت نہ آئی تو نکاح کے بقاء مین کوئی شبہ
نہین اور متعہ مین ظاہر ہے کہ طلاق دو یا نہ دو مر دیا نہ مرد بعد اختتام مدت مثل دیگر اجازت تمام لازم
ہے سو یہ عدم جواز نکاح ثانی جو آثار و لوازم نکاح اول مین سے تہا نکاح متعہ مین باقی رہی تو کیونکر
ہان اگر نکاح حلال کے انقطاع کے بعد جو کسیقدر باقی رہی تو بجاے خود ہی اس صورت مین اگر کوئی
شیعہ بوجہ دور اندیشی آج استبراء کی پیچ ہی لگائی تو اسکا کیا جواب دینگے کہ یہان استحقاق استبراء
زوج اول کو باقی نہین کیونکہ اُسکا حق تمام ہو چکا منقطع نہین ہوا اگر منقطع ہو جاتا تو مضائقہ
ہی نہ تہا غرض نہ نکاح اول باقی ہے نہ اثر نکاح اول پہر استحقاق زوج اول ہی کیا ہی جو تا
سے معاملہ ہو سکے ہان اگر ممانعت نکاح محصنات کی علت سواء پاس زوج اور کوئی امر ہوتا
مضائقہ بہی نہ تہا مگر ناظران تقاریر گذشتہ پر یہ بات بخوبی واضح ہے کہ یہہ ممانعت بی شک بوجہ
ہی اور کیون نہو ازواج متعدد ہون تو شہوت رانی مین چندان حرج نہین تو لد اولاد مین کچہ
نہین اگر شہوۃ رانی کو تعدد ازواج مانع ہوتا تو رنڈیون کی دوکان کاہیکو چلتی تو لد اولاد
[illegible] ہان [illegible] ایک زوج ہو تو یہہ ہی احتمال ہے کہ عنین

اُس کا نطفہ صالح نہو متعدد ہون تو یہہ احتمال ہی اوٹھہ جاتا ہے غرض تکثیر بنی نوع اور تکثیر نسل حضرت آدم مین یہہ امر خارج نہین ہان بنی آدم بوجہ اتلاف و افساد حقوق یقینی تہا اسلئے ممنوع ٹھیرایا گیا باقی رہا باندیون پر قیاس کرنا اس سے بہی بڑھکر جہالت ہے کیونکہ وہان نکاح زوج اول یعنی کا تمام نہین ہوتا علے ہذا القیاس ملک مالک اول تمام نہین ہوتے یہہ دونون منقطع ہوجاتے ہین اگر تمام ہوتی تو بے احراز یا بیع ہی وقت معلوم پر زوج اول اور مالک اول سے زنان معلومہ جدی ہوجایتن اور جب انقطاع ٹہیرا تو اب عدت بوجہ مذکور بجای خود ہے مگر چونکہ بشہادت آیۃ فان آتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب۔ جو چند آیتون بعد آگے موجود ہے یہہ بات معلوم ہوئی کہ احترام اماء مثل احترام حرایر نہین بلکہ باندیون کا احترام حرائر سے آدہا ہے تو عدت اور طلاق بہی اُنکی آدہی مقرر ہوئی کیونکہ یہہ دونون باتین بہی بوجہ احترام ہی مقرر ہوئے ہین یعنی بایں نظر کہ اولاد حرائر زیادہ مرغوب و معزز سمجھی جاتی ہے تو انکی اولاد کا نسب بہی زیادہ قابل حفاظت سمجہا گیا اسلئے انکے لئے پوری عدت مقرر ہوئی یعنی وہ مقدار مقرر ہوئی جو بشہادت عقل زیادہ سے زیادہ ہے مگر جب باندیونکی اولاد زیادہ معزز اور محترم نہوئی تو بقدر کمی احترام احتیاط اور حفظ مین کمی آئیگی سو وہ کمی چونکہ بقدر نصف تہی تو طلاق اور عدت مین بہی مثل حدود تناصف لازم آیا اسلئے کہ علت تنصیف دونون جا موجود ہے یعنی تناصف احترام ہے باعث تناصف عذاب ہوا تہا قاعدہ ہے جنکا اعزاز زیادہ کیا جاتا ہے اونہین سے مواخذہ بہی زیادہ ہوتا ہے۔ نزدیکان را بیش بود حیرانی۔ انسان کو ترک صوم و صلواۃ اور ارتکاب ظلم و فساد اور زناء اور شرب خمر وغیرہ پر عذاب ہوگا جانورونکو نہوگا وجہ کیا ہی یہی احترام و اکرام بنی آدم اور عدم احترام و اکرام حیوانات ہے اسیطرح تناصف احترام موجب تناصف طلاق اور تناصف عدت ہونا چاہئے ہان اتنا فرق ہے کہ ماہیتہ عذاب مشار الیہ یعنی حدود اگرچہ قابل تنصیف حقیقی نہین پر عدد عذاب یعنی حدود قابل تنصیف حقیقی ہے اس لئی تو سو درونکے جا پچاس اور اسی کی جا چالیس مقرر ہوئی مگر طلاق کو دیکہا تو زنانہ ماہیت طلاق قابل تنصیف ہے اور نہ عدد طلاق لایق تنصیف عدد قابل تنصیف نہونا تو اسکے طاق ہونے سے ظاہر ہے اور اگر کسیکو بوجہ تجویز کسور شبہ واقع ہو تو اُس کا جواب یہہ ہے کہ یہہ کسور معدودین ہوتی ہین عدد مین نہین ہوتی ورنہ وحدات یا احاد عدد وحدت و احد نہین مرکب اور متعدد ہوجائین اس سے زیادہ علماء کو ضرورت نہین اور کم فہم زیادہ بہی بدقت ہی سمجہین گے رہی ماہیت طلاق اُس مین تنصیف در کنار مطلق انقسام

صحیح ہے سو جیسے غسل وضو قابل انقسام نہین ورنہ آدہے وضو سے آدہی نماز صحیح ہوجایا کرتی ہو
اور آدہی غسل سی اسکی متعلق آدہے کام نکل آیا کرتے ایسی ہی حیض وطہر کو بہی سمجہو سو جب انمین انقسام
ہی نہین تو اگر کہین نصف حیض یا نصف طہر لازم آئیگا تو سارا ہی حیض وطہر لازم آئیگا کیونکہ آدہا کہو یا
تہائی وجود مادہ پر دلالت کرتاہے مگر مادہ چونکہ قابل انقسام نہین ادہر قلیل وکثیر پر اطلاق برابر درست ہی
تو آدہا ہی جب سارا ہوگا اور تہائی ہی جب سارا ہوگا اور استبراء بیک حیض جو بعد ملک باندیون کی باب مین
ضرور ہوا اور تین حیض رہی نہ دو تو اسکی وجہ یہہ ہے کہ عدت طلاق مین فقط حفظ نسب ہی مقصود نتہا بلکہ
انتظار رضا زوج بہی ملحوظ تہا تو یہان انتظار تو ہی نہین اگر ہی تو فقط حفظ نسب ہے اسکے لئی ایک حیض کافی ہی
کیونکہ حیض آنا حمل کی نہونے کی لئی دلیل کامل ہی باینہمہ اندیشہ اتلاف یا افساد حق غیر نہین کیونکہ اگر حمل ہوا بہی تو
وہ بہی اپنی والدہ کے ساتہہ داخل ملک مالک ہوچکا اسلئے زیادہ احتیاط کی ضرورت نہوئی مگر بہر حال یہان بہی
انقطاع نکاح ہے اتمام نکاح نہین جو زن متعہ کو ملک یمین پر قیاس کرکے استبراء کا قائل ہوجئی اس تقریر سی یہہ شبہہ
بہی مرتفع ہوگیا کہ عدت متعہ کلام اللہ مین مذکور نہین تو کیا ہوا استبراء زن غنیمت اور باندیون کی عدت بہی
مذکور نہین کیونکہ یہہ سب کلام اللہ ہی سے ثابت ہوا باینہمہ ان وجوہ مین سے ایک وجہ بہی مذکور ایسی نہین جو زن
متعہ کو اوسوجہ سی ان احکام مین سے کسی مین شریک کردیجئی اور نہ انشاء اللہ قیامت تک علماء شیعہ کو کوئی وجہ
مقتضی استبراء عقل ونقل سی میسر ہو[2] کا ہی اور اس دین کو موافق اشارہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ عین حکمت سمجہی ہین
تو عدم وجوب استبراء کی قایل ہونگی اور پہر بوجہ عدم دخول فی المحصنت متعہ کی حرمت پر ایمان لاوینگے ورنہ وہ جانین
بالجملہ جملہ محصنین الخ اسپر شاہد ہی کہ وہ عورتین جنکو ماوراء ذلکم کہہ کر اگر حلال ہین تو بشرط احصان حلال ہین
اور ظاہر ہی کہ رعایت احصان اون عورتون کی محصنات بنادینے کو مقتضی ہی اور بالالتزام زن متعہ کی حرمت
پر دلالت کرتاہے غرض یہہ مضمون ایسا عام نہین کہ زن نکاح اور زن متعہ دونو تونکو شامل ہوا در تفریع
فما استمتعتم بہ منہن الخ قسم بیان احکام خاص بعد ذکر العام ہو نہ ازافسوس علماء شیعہ نے استمتعتم کی میم تا
عین کو تو دیکہا پر یہہ نہ دیکہا کہ اگر یہہ کلمہ متعہ پر دلالت کریگا تو یہہ قصہ ایسا ہو جائیگا جیسے کہا کرتی ہین
بیاہ مین بیچ کا لیکہا اول کلام معارض آخر کلام معارض اول کلام ہوجائینگے مگر ہان شاید علماء شیعہ نعوذ
باللہ نعوذ باللہ خدا کو بہی اپنی طرح دروغ گو سمجہتی ہین اور اپنی شرم اوتارنیکو حافظہ نباشد کا الزام خدا کی
ذمہ لگاتے ہین سبحان اللہ اس خوش فہمی کی قربان جائے کہ میم نے عین کے بہروسے وسینوسے اولجہنے کو تیار ہین

[2] ہاتہہ آتی بلکہ برعکس آرزو شیعہ وجوہ عدم استبراء عقل ونقل سی نمایان ہین سو اگر علماء شیعہ کو عقل ونقل سے

اگر ان خرابیون پر نظر نتھی جو ندکو رہوئین تو معنی لغوی استمتاع ہی کو دیکھنا تہا کہ کیا ہی بوستان گلستان
کے پڑہنے والی بہی اتنا تو جانتی ہین کہ یہ مادہ بمعنی انتفاع آتا ہی بوستان کا یہہ مصرعہ تمتع زہر گوشۂ یافتم علماء
شیعہ کو بہی یاد ہوگا اور استاد کی بتلائی ہوئی معنی بہی محفوظ ہونگی اگر لغات عرب اور محاورات کلام اللہ سے
جاہل تہی تو گلستان بوستان تو عربی کی کتاب بہی نہ تہی جیسی زبان اُردو مین عربی فارسی وغیرہ الفاظ داخل ہوگئے
ہین ایسی ہی حضرت سعدی کی زمانہ کی فارسی مین سیکڑون الفاظ عربی داخل ہوگئے تہے منجملہ اُنکے لفظ تمتع بہی تہا اگر
اسی قرینہ سے یہ سمجہہ لیتی کہ لفظ استمتعتم بمعنی انتفعتم ہی تو کوئی بڑی بات نتھی مگر ہان یون کہئے ہو کون کوا ور دو
چار روٹیان ہی سمجہہ مین آتی ہین جہان میم تی عین ہو وہان موافق آرزو پنہانی شیعونکی مرد و عورت کو متعہ
سمجہہ مین آتا ہے لیکن یہہ بات نہی تو اس مطلب کے لئے آیت فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج زیادہ مناسب تہی اول
تو الی الحج بیان مدت اور تجدید زمانہ کے لئے عمدہ ماخذ تہا کیونکہ آیتہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ
مین کوئی لفظ ایسا نہین جو تجدید مدت پر دلالت کرے اور متعہ کی لئی وجہ ثبوت نبجاتی اور اگر قراءت عبداللہ بن
مسعود مین الی اجل ہی بہی تو وہ لفظ مثل الی الحج متواتر نہین بلکہ قراءت شاذہ مین سی ہوا ور جب سُنیونکے
نزدیک وہ قراءت شاذ ہوئی تو پہر اُسکے بہروسے اُنکا الزام دُینا شیعون کی خوش فہمی ہے دوسرے نکاح
اور متعہ مین اگر بظاہر ایک نوع کا تجانس ہی تو درحقیقت یون بعید اور فرق زمین و آسمان ہی نکاح ایک ہو یا ہزار
نہ حضرت امام الشہداء امام حسین علیہ السلام کا رتبہ ملی نہ حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کا درجہ
میسر آئے نہ حضرت امیر علیہ السلام کا مقام حاصل ہو نہ حضرت سرور عالم صلی اللہ وعلی الہ وسلم کا منصب
نصیب ہوا ور متعہ کا یہہ رتبہ کہ ایک کرے تو حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مسند دبا ئی
اور دو کری تو حضرت سبط اکبر کی گدّی اوڑائی اور تیسرا کری تو پہر حضرت امیر علیہ السلام کی قدر و منزلت
مین شریک ہوا ور چوتھی مین خود حضرت رسالتپناہی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سہیم ہوجاے اور پہر قیاس
کو دوڑائی تو حسب خیالات و افہام شیعہ پانچوین متعہ مین خدائیکی اُمید کا موقع ہی دو ہر غسل مین یہ پاکیزگی
کہ ہر قطرہ حمیہ یک ملک ہے جسکو سواء تسبیح و تقدیس ربانی اور کچہہ کام نہو اس صورت مین متعہ کا نکاح
کے ساتہہ پیوند ایسا ہی جیسا خراب مرد بازاریسے تاج شاہانہ کو سیدہی ہان اگر حج کعبہ سے متعہ کو جوڑئے
تو بروے باطن تو یہہ مناسبت کہ حج اگر موجب مغفرت معاصی ہی تو متعہ سرمایہ ترقی مدارج ہے وہ اگر
عنوان محبت ہے تو یہان مصداق محبوبیت تفصیل س اجمال کی احکام حج اور فضایل متعہ سی ہویدا ہے

احرام سر وپا برہنہ نعرہ لبیک بزبان حجر اسود کا بوسہ اور ملتزم کی ہم آغوشی اور کعبہ کا طواف اور کوچہ صفا مین مارے مارے پہرنا رمی جمار یعنی ناصح نادان کو سنگ باران کرنا اور پہر آخر کار قربانی یعنی جان و مال کو قربان کر دینا یہہ سب عاشقو نکے کام ہین اور مقامات حسنین علیہما السلام اور مناصب حضرت امیر علیہ السلام اور مدارج حضرت بشیر و نذیر علیہ وعلی الہ الصلواۃ والسلام مین سرمایہ محبوبیت اوہر نکاح مین بجز حصول اولاد واقتضاء شہوت اور کچہہ منفعت دینی ہی نہ دنیوی اسلئے وہان اگر مہر مین زخارف دنیوی مقرر کئی جائین تو بجا ہی پر متعہ جیسی افضل العبادات کو اجر مین مال دنیا کا دینا لاریب موجب توہین ہے ہان جیسی نکاح مین باموالکم فرمایا ہی متعہ مین اگر بعمرۃ فرمائین تو البتہ کچہہ ٹہکانی کی بات ہی پہر اگر الی الحج کو غایت تمتع نکہئی بلکہ یہان تجدید عوض متعہ ہو یعنی عمرہ سے لیکر حج تک جو کچہہ ثواب اور برکات میسر آئین وہ سب اجر و مہر متعہ قرار دیا جائے اور تجدید مدت مثل لفظ استمتعتم لفظ تمتع کے مدلولات مین سے رکہئی تو گو تجدید مدت متعہ کہین سے بتصریح ثابت نہوگی اگر ہوگی تو بدلالت وضع مادہ متعہ ثابت ہوگی مگر اس صورت مین فضیلت متعہ کی طرف زیادہ تر اشعار ہو جاویگا اوہر جزاء فما استیسر من الہدی کی وجہہ موجہ ہاتہہ آجائیگی یعنی درصورتیکہ اس متعہ کو جو آیۃ فمن تمتع مین اسکی طرف اشارہ ہی متعہ حج کہئی جیسا تمام امت کہتی ہی تو یہہ حکم ہدی بوجہ شکر توفیق جمع عمرہ و حج سمجہا جاتا تہا اور جب اس متعہ کو متعہ زن قرار دیا جاوی اور اسکی لئی اس قدر ثواب و مدارج تجویز کئی جائین تو پہر بدرجہ اولی شکر مذکور لازم آئیگا کیونکہ اس صورت مین اپنی جان ہی قربان ہو جائی تو بجا ہی وصال جانان اور رضاء جان آفرین دونون موجود ہین بہر حال اگر یہی انمل بے جوڑ قصہ ہی تو مطلب براری شیعہ آیۃ فما استمتعتم بہ منہن سے اسقدر متصور نہین جسقدر آیہ فمن تمتع سے اس مطلب کے حصول کی امید ہے ہان اگر اسپر نظر ہی کہ کلام ربانی مین تحریف معنوی نہونی پائی اور تعارض اول و آخر کی نوبت نہ آئی بلاغت کلام ہاتہہ سے نجاے اور حکمت عقلی قانون نقلی سی ٹکر نکہائی تو پہر نہ آیۃ فمن تمتع سے یہ مطلب نکل سکتا ہے اور نہ آیۃ فما استمتعتم بہ منہن سے یہہ کام چلتا ہی آیۃ فمن تمتع مین بشہادت سیاق و سباق انتفاع دو عبادتون سے ایک احرام مین مراد ہی اور آیۃ فما استمتعتم مین انتفاع جماع و خلوت مقصود ہے یعنی اگر بعد نکاح خلوت صحیحہ کی نوبت آجائی تو پہر جتنا مہر مقرر ہولیا ہے سارا کا سارا دینا آئیگا چنانچہ اجورہن کے بعد لفظ فریضۃ اسلئی بڑہایا ہی اور وجہ اس ارشاد کی یہہ ہے کہ اگر بالفرض بعد نکاح قبل خلوت زن منکوحہ کو اسکا شوہر طلاق دیدی تو موافق ارشاد آیۃ وان طلقتموہن النساء من قبل ان تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ

فنصف ما فرضتم الخ آدہا مہر دینا آتا ہے سارا مہر واجب نہین ہوتا سارا مہر جبہی واجب ہوتا ہے جبکہ خلوت
صحیحہ بہی میسر آجاوی اس صورت مین قراءت حضرت عبد اللہ بن مسعود اسی مضمون کی مبین اور مفسر ہوگی
اور یہہ قاعدہ بہی درست رہیگا کہ قراءت شاذہ حکم تفاسیر رکہتی ہین اور وجہ تفسیر کی خود ظاہر ہے کیونکہ الی اجل
غایت استمتعتم ہوگی سو اجل منکر کو غایت ونہایت استمتاع یعنی انتفاع خلوت رکہا جاویگا تو یہی معنی ہونگی کہ
کسیقدر مدت تک بہی نوبت استمتاع آئیگی تو سارا ہی مہر لازم آئیگا بالجملہ لفظ اجل بہی مثل زمانہ قلیل
وکثیر پر بولا جاتا ہے ایک ساعت قلیلہ سے لیکر زمانہ دراز تک کو اجل کہہ سکتے ہین سو قدر خلوت صحیحہ بہی ایک
مصداق الی اجل ہی الغرض شیعہ الی اجل کو انتہاء عقد سمجہکر بہکے اگر انتہاء انتفاع سمجہہ جاتے تو ساری
بائین ٹہکانے لگ جاتین اور اس تجویز کی بہی نوبت نہ آتی کہ استمتعتم مین تضمین معنی عقد کرکی اپنا کام بنایا معنی
حقیقی استمتاع سے کام نچل سکا الغرض اگر آیۃ استمتاع کو ماخذ حلت متعہ حلت متعہ تجویز کیجئے تو اول تو معنی مجاز
لینی کی ضرورت یعنی تضمین معنی عقد کیجئی تو کام چلے سوا اسکی کلام اللہ کی بی ربطی نظم قرآنی کی بی انتظامی یہ
محصنین اور آیۃ المحصنات کے مخالف آیۃ نساءکم حرث لکم کی معارض حلت تعدد ازواج زن واحد کو مستلزم
اتنی خرابیان سر دہر آیۃ تو متعہ کی جواز کا آیۃ استمتعتم سی نام لیجئے سو یہ بات سوا شیعون کے اور کس سے ہو سکے
باقی وہ شبہ جو لفظ اجورہن سے دربارہ تعین مدت واقع ہوتا ہے اُس کا جواب یہہ ہی کہ دوسری آیۃ مین
متصل ہی یون ارشاد ہی ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنات فما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات
واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوہن باذن اہلہن وآتوہن اجورہن اس آیۃ مین تصریح ذکر نکاح
ہے اور پہر باایں ہمہ لفظ اجورہن موجود ہی اور ظاہر ہے کہ نکاح ومتعہ کی حقیقت مین تو یہی فرق ہے کہ متعہ مین
مدت محدود ہوتی ہے نکاح مین مدت نکاح محدود نہین ہوتی سو جسطرح یہان لفظ اجورہن مقتضی تحدید
مدت نہین ایسی ہی آیۃ استمتاع مین بہی سہی علاوہ برین عقد نکاح کو عقد بیع تو کہہ ہی نہین سکتی اگر کہینگے
تو عقد اجارہ ہی کہینگے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ متعہ کو تو سواء شیعہ اور کوئی جایز نہین کہتا پر نکاح کی جواز مین
کسیکو کلام ہی نہین سو جب اُسکو عقد اجارہ کہا اور مدت معین نہوئی تو لفظ اجورہن نہ شیعونکو مفید ہوا
نہ سنیونکو مضر بلکہ یہہ شبہہ اولٹا شیعونکو مضر پڑا اسلئی کہ تصحیح متعہ کی تہی نکاح متفق علیہ کافہ انام
غلط ہوگیا یعنی جب لفظ اجورہن اسبات کو مقتضی ہے کہ عقد مذکور عقد اجارہ ہو اور عقد اجارہ کو تعین مدت
اُس صورت مین لازم ہوئی کہ تعین کار کسی اور طرح نکیا گیا ہو تو پہر اُس صورت مین نکاح اماء کا بطلان آیا

ظاہر ہو گیا لفظ اجورہن موجود اسلئی ضرور ہی کہ عقد نکاح عقد اجارہ ہو اور پہر نکاح مین تعیین کار کی کوئی
صورت نہین تو اب بجز بطلان اور کیا ہوگا اور ہمسے پوچہو تو تحقیقی بات یہہ ہے کہ جیسے روشنی کی دو صورتین
ہین ایک ذاتی دوسری عرضی یعنی ایک تو یہہ کہ روشنی کہین اور سے ماخوذ اور مستعار ہو جیسے بظاہر نور آفتاب
حال ہے دوسرے یہہ کہ کہین اور سے ماخوذ ہو جیسے دہوپ کے وقت زمین کی روشنی ایسی ہے ملک منافع
کی دو صورتین ہین ایک تو یہی کہ نوبت استعارہ نہ آئی جیسے اپنے ملک مین ہوتا ہے دوسرے یہ کہ کہین اور سے
حاصل کیجئے پہر اسکی بہی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ ملک منافع بعوض مال ہو جیسے اجارہ مین دوسرے یہہ
کہ بیعوض ہو جیسے عاریت مین ہوتا ہے بہرحال ملک منافع جو بطور اخذ و استعارہ ہو اسکو لئے ماخذ و معیر کی
ایسی ہی ضرورت ہے جیسی روشنی ماخوذ کے لئے ماخذ کی ضرورت ہوتی ہے سو جیسے منافع ماخوذ و آخذ کی ملک
ہین ماخذ منافع معطی کی ملک ہوتا ہے اس تحقیق کے بعد یہہ گذارش ہے کہ متعہ مین تو مرد اخذ منافع بعوض ہوتا اگر
اور نکاح مین مرد مالک ماخذ ہوتا ہے سو جیسے اپنی باندی غلام سے انتفاع بوسیلہ ملک ماخذ ہے بوجہ اخذ منافع
نہین اور دوسرے کی باندی غلام سے انتفاع یا کسی اور محسن یا اجیر سے انتفاع بوجہ اخذ منافع ہے بوسیلہ ملک
ماخذ نہین اور اسلئے احسان و اجارہ مین بعد مرور وقت انتفاع یعنی احسان و اجارہ ملک خود بخود منقطع
ہوجاتی ہے اور اپنی باندی غلام کے منافع کی ملک بعد مرور وقت انتفاع بہی باقی رہتی ہے البتہ بوجہ اعتاق یعنی
ازالہ ملک ماخذ منافع ملک زائل ہوجاتی ہے ایسی ہی اپنی زوجہ منکوحہ سے انتفاع بوسیلہ ملک ماخذ ہے اخذ
منافع نہین اور یہی وجہ ہے کہ بعد مرور وقت انتفاع بہی ملک اور اختیار انتفاع باقی رہتا ہے مرور وقت
انتفاع سے ملک زائل نہین ہوتی طلاق یعنی ازالہ ملک ماخذ منافع سے ملک منافع زائل ہوتی ہے اور زن
متعہ سے انتفاع بطور اخذ منافع ہے اسلئے زوال وقت موجب زوال ملک و زوال اختیار انتفاع ہوجاتا
ہے طلاق کی حاجت نہین اور اس تقریر سے یہہ بہی معلوم ہو گیا کہ متعہ مین طلاق کیون نہین ہوتی اور نہ
نکاح مین کیون ہوتی ہے الغرض جیسے ملک یمین کے اعتاق ہے ملک اجارہ کو لئے نہین ایسی ہی ملک ماخذ منافع
زن کے لئے طلاق ہے ملک منافع یعنی اجارہ متعہ کی لئے نہین بہرحال جیسے ملک یمین مین انتفاع کے لئے
کوئی مدت معین اور محدود نہین ہوتی ایسی ہی ملک ماخذ منافع مین بہی انتفاع کو لئے کوئی وقت معین
نہین ہوتا ہاں یہہ شبہ باقی رہا کہ اگر یہی ملک ماخذ اور متناسب طلاق و عتاق ہی تو یون کہو کہ نکاح مین عورت
اپنے آپ کو یا کسی عضو خاص کو شوہر کے ہاتہہ بیع کر دیتی ہی سو اول تو احرار و حرائر کی بیع باوجودیکہ انکی اعضا کی

بیع درست نہین نہ خود انکو نہ کسی اور کو کیونکہ حر دحرہ کسیکے مملوک نہین ہوتی نہ اپنی نہ کسی بیگانہ کی اور بفرض
محال ہوتی بھی تو اپنے تو ہو ہی نہین سکتی کیونکہ مالک اور مملوک اور بایع اور مبیع مین تقابل تضایف ہے اور متضایفین
مین تغایر ضرور ہے اتحاد متصور نہین چنانچہ مفہوم مالک و مملوک و بایع و مبیع لبشہادت وجدان بھی ہر عام و خاص
کے نزدیک تغایر پر دلالت کرتا ہے دوسرے اس صورت مین پہر کو ثمن وقیمت کہنا تہا اجر کیون فرمایا علاوہ
برین بیع و شراء اور ہبہ اور عاریت کا اختیار کیون نہین اس کا جواب ایک مقدمہ لطیفہ پر موقوف ہے اول
اُس کا عرض کرنا ضرور ہے علت ملک قبضہ ہی سوا اسکی اور کوئی امر موجب ملک نہین اموال منقولہ و غیر منقولہ
اول اگر مملوک ہوتی ہین تو اسی قبضہ کے بدولت ہوتی ہین جانوران وحشی اور نباتات خود روئیدہ اور آب چاہ
و دریا کی مملوک ہونے کا طریقہ بجز قبض اور کچہہ نہین باقی رہی بیع و شراء و ہبہ اجارہ وصیت میراث اسباب معروفہ
و اسباب انتقال ملک ہین اسباب حدوث ملک نہین یعنی ملک موجود یک جا سے دوسری جا چلی جاتی ہے یہ نہین
کہ پہلی ملک کا نام و نشان کچہہ نہ تہا اسباب مذکورہ کی سبب از سر نو حادث ہو جاتی ہے بایہمہ ان اسباب مین
بہی قبض کی ضرورت حصول ملک کی لئے اہل فہم پر مخفی نہین قبل قبض جو بیع مبیع مشتریکو ممنوع ہے اسکی وجہ
یہی ہے کہ ملک قبض ہی سی حاصل ہوتی ہے قبل قبض حاصل نہین ہوتی پہر بیع کس چیز کی کیجایے بیع بالا ملک نہ
نقلا درست ہے چنانچہ احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین اور نہ عقلاً زیبا اسلئے کہ بیع مین مبادلہ ملک بالملک ہوتا ہے
جب ملک ہی نہین تو مبادلہ کیونکر ہو سکی اور اگر قبل قبض مبیع ملک پیدا ہو جاتی ہے تو پہر ممانعت کی کیا وجہ تہی ارکان
بیع ساری موجود ہین بایع موجود مشتری موجود مبیع موجود ثمن موجود اگر صورت ربا ہوتی تو یون بہی
کہہ سکتی تہی کہ اگر فرض کرو سیر بہر گیہون کو سوا سیر گیہون سے مثلاً فروخت کرینگے تو پاؤ سیر کے مقابلہ مین کچہہ
نہوگا اس صورت مین اُسکو مبیع کہوگی تو ثمن ندارد ہے اور ثمن کہوگی تو مبیع نیست و نابود ہے اور پوری سوا سیر کو سیر کی
مقابل نہین کہہ سکتی کیونکہ جس صورت مین جنس واحد ہے تو موجبات رغبت دونون طرف برابر ہین پہر کیا وجہ
کہ ایک طرف سیر بہر ہو اور ایک طرف زیادہ اسلئی عدالت خداوندی اسبات کو مقتضی ہوئی کہ اتحاد جنس
کی صورت مین مقدار مین کمی بیشی نکیجائے ہان درصورت اختلاف جنس بجز تساوی وزن و پیمانہ رغبت اور
کوئی صورت نہ تہی اسلئی وہان اجازت دی گئی اور اگر کسی صاحب کو رضاء طرفین کی سبب کچہہ تامل ہو تو
اُس کا جواب یہ ہے کہ تراضی بہ نیت ثواب و مواسات ہوگی تو وہ معاملہ بیع نہین قدر زائد کو ہبہ سمجہو اور
اگر بنظر عوض مال ہے تو کوئی صاحب فرمائین قدر زاید کی عوض مین کیا ہی علی ہذا القیاس بیوع فاسدہ کو

سمجھو کیونکہ وہان ہی علاوہ متقابلین ایکطرف کچھہ اور ہی مشروط ہوتاہے مثلاً گھوڑا بھینس گائے مکان کسیقدر
روپیونکے عوض بیع کرکے بایع یہ شرط لگائے کہ ایکماہ تک مثلاً مین قبضہ ندونگا اپنی ہی قبضہ مین رکھون گا
سو یہہ ایک مہینہ کی منافع بیع عوض بایع کو حاصل ہونگی کیونکہ جب بیع واقع ہوچکی تو اب مبیع کو بایع
سے کیا علاقہ وہ مشتریکے باپ دادا کی ہوچکی اُسکی منافع مین بایع کا استحقاق منجملہ محالات ہے اسلئے بناچاری
ان منافع کو بلا عوض کہنا پڑیگا اور اگر فرض کرو بیع اہی ہوئی ہی نہین تو مشتریکو دعوے استحقاق جیسا
اب ناروا ہی ایسا ہی بعد ماہ ہی ناروا ہوگا بالجملہ بیوع فاسدہ اور معاملات سود کے ممانعت کی ایک ہی وجہ
ہی قدر زاید اور شرط زاید مین ارکان بیع و اجارہ ساری موجود نہین ہوتی اگر مبیع یا منافع عقد اجارہ
کہوگے تو ثمن و اجرت کا پتا نہین اور ثمن و اجرت کہوگے تو مبیع و منافع کا نشان نہین غرض بیع فاسد مین
وہ بیع سود ہو یا کچھہ اور ظاہر مین ایک ہوتی ہی اور کہنیکو ایک معاملہ ہوتاہے پر حقیقت مین ایک تو بیع صحیح
ہوتی ہے اور ایک بیع باطل اسکے ساتھہ اور لگی ہوئی ہوتی ہی یعنی وہ معاملہ لگا ہوا ہوتا ہی جس کے تمام ارکان
موجود نہین ہوتے اگر ہوتے ہین تو بعضے موجود ہوتے ہین بعضے نہین ہوتے سو بیع قبل القبض کو اگر موجب
ملک کہا جائی تو پہر کونسا رکن بیع مفقود ہوگیا ہی جو اُسکو ممنوع کہئے بلکہ معاملہ بیع موجب استحقاق قبضہ
ہوجاتاہے اور قبض موجب ملک علی ہذا القیاس ہبہ کو سمجھو فرق ہوگا تو اتنا ہوگا کہ کسیکے نزدیک مثل بیع
قبضہ مشاع ہی موجب ملک سمجہا گیا اور کسیکے نزدیک قبضہ مشاع کافی نہو بلکہ باین نظر کہ اشتراک کیلئے تساوی مراتب ضرور ہے
ورنہ مالک او منتفع اور خدا ہی مالک الملک اور بندگان مالک قابض اموال شریک سمجھے جاتے تقسیم کی ضرورت پڑی تاکہ موہوب
کے لئے کوئی مزاحم باقی نرہے ورنہ اشتراک باوجود عدم تساوی مراتب قبضہ جملہ قابضان لازم آئیگا جب
بیع اور ہبہ کا حال معلوم ہوگیا تو اجارہ اور عاریت کی حال کی تحقیق کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ یہان
بعینہ وہی معاملہ ہی جو وہان ہے یعنی اجارہ مین بیع منافع ہوتی ہے اور عاریت مین ہبہ منافع فقط فرع
بیع اور نوع موہوب جدی جدی ہے ہان میراث اور وصیت باقی ہین سو ان مین بظاہر اگرچہ حصول
ملک کے لئے قبض کی ضرورت نہین پر غور سے دیکھئے تو وہان بمجرد موت مورث و موصی قبضہ ذات وارث
و موصی کہ حاصل ہوجاتاہے کیونکہ قابض اول کا قبضہ تو گیا خود ہی اوٹھہ گیا اور کوئی مزاحم حال
نہین حاکم سبکا وکیل اور اُسکا قبضہ موجود اور ظاہر ہے کہ قبضہ وکیل وہ قبضہ موکل ہی ہوتا ہی بالجملہ
حاکم بوجہ حکم خداوندی وارث اور موصی لہ کے دلانے کو موجود اور کوئی دعوی استحقاق نہین رکھتا ہان

بیع وہبہ مین قبضہ بائع وواہب ہنوز موجود ہے جب تک اوسکا قبضہ باقی ہے مشتری اور موہوب لہ کا
قبضہ ممکن نہین القصہ تمام احکام وآثار ملک قبضہ کی علت ملک ہونے پر دلالت کرتی ہین چنانچہ احراز کا
ملک غنیمت کے لئے مشروط ہونا اور قبضہ کفار کا رافع ملک اہل اسلام ہوجانا بہی اسی جانب مشیر ہے ہان اتنا
فرق ہے کہ کسیکے نزدیک بعد غلبہ کفار اگر پہر اہل اسلام متسلط ہوجائین تو ملک سابق اہل اسلام عود نہین
کرتی یعنی اموال مقبوضہ ملک مالکان سابق نہین ہوجاتی بلکہ حسب قانون غنیمت تقسیم کئے جائینگے اور بعضے
علما کی نزدیک وہ ملک سابق پہر اسیطرح عود کر آتی ہے جیسے برودت آب بعد زوال حرارت پہر عود کر آتی ہی بالجملہ
مبسوط فیہ دیکہئے قبض ہی کا موجب ملک ہونا نکلتا ہے تمام احکام دین اور اقوال علماء دین اوسپر شاہد ہین اسصورت
مین بدن انسانی کا مملوک روح انسانی ہونا ضروری التسلیم ٹہیرا کیونکہ روح انسانی کا بدن پر قبضہ بدیہی اگر ہاتہہ
کو اشارہ کرتی ہے تو وہ ہلتا ہی اور پانو کو اشارہ ہوتا ہے تو وہ چلتا ہی آنکہہ کان سب اوسکی زیر فرمان ہین
اوسکی احکام کی بجا آوری مین شب روز مشغول ہین بلکہ قبضہ روح جو اور اشیاء پر ہوتا ہے اوسکے لئے قبض علی البدن
شرط ہی یعنی جب تلک روح کا قبضہ بدن پر ہوچکی جب تلک کسی چیز پر قبضہ روح نہین ہوسکتا اوس سے زیادہ اور
کیا تصرف ہوگا جسکا تحقق قبضہ کے لئے انتظار ہے اوہر بدن انسانی کا قابل الملک ہونا اوہر روح کا لائق
مالکیت ہونا ایسا نہین جو گنجایش انکار ہو اگر روح لیاقت مالکیت نرکہتی تو کسی چیز کی نسبت مالکیت متحقق
نہوسکتی اموال منقولہ وغیر منقولہ سب ناداری ہی ہین اسلئے کہ سوا روح اور بدن ہی تو بدن ہے اور بدنکا حال ظاہر ہے
کہ وہ تنہا مالک تو کیا مملوک ہونیکی قابل نہین القصہ بعد انتقال و انفکاک روح بدن جونکا تون رہتا ہی اگر
مالک خود بدن ہوا کرتا تو نہ مورث کی ملک زائل ہوتی اور نہ وارث کی ملک اوسکی قایم مقام ہوسکتی مالکیت
روح ہی کے متعلق تہی مگر چونکہ سرمایہ ملک وہ قبضہ ہے اور اموال پر قبضہ بوسیلہ بدن تہا اور وقت انتقال
بدن سے قبضہ اوٹہہ گیا تو اموال سے بہی قبضہ اوٹہہ گیا بالجملہ روح کا مالک اور لایق مالکیت ہونا ایسا نہین
کہ انکار ہوسکی رہا بدن اوسکا مملوک ہونا اول تو اسی سے ظاہر ہے کہ ملک یمین اوس دین کے مسلمات
مین سے ہی دوسرے مملوک ہونیکی لئے مالیت شرط ہے اور مالیت کے لئے میلان خاطر ضرور ہے غرض مال اس میلان
ہے سے مشتق ہے اور موجب میلان طبایع سلیمہ یہی منافع ہوتی ہین یہی وجہہ ہی کہ مینہ اور دم اور نجاسات
کو مال نہین کہتے اور انکی بیع کو باطل کہتے ہین کیونکہ بیع مین بہی مبادلہ مال بالمال ہوتا ہی جب ان اشیاء مین منافع

مین اگرچہ منافع موجود ہین مگر مسلمان کی حق مین خمر و خنزیر نافع نہین بلکہ ایسی مضر ہین جیسی سمیات اگرچہ کسی
نہ کسی بات مین نافع مین لیکن مزاج انسانی کو لئے مضر ہین بالجملہ مدار مملوکیت مالیت پر ہے اور مدار مالیت
منافع پر ہے اور ظاہر ہی کہ منافع بدن انسانی منافع ابدان دیگر سے بدرجہا زیادہ ہے اس کو صنایع
و بدایع ایسی نہین جو کوئی نہ جانتا ہو اس صورت مین بدن انسانی کو اُسی روح کا مملوک کہنا جو
اُسپر قابض اور متصرف اور حاکم اور بادشاہی ہر عاقل کے ذمہ ضرور ہے ہان اتنی بات ہی کہ جیسی مملوکات
خداوندی قابل بیع و ہبہ و میراث نہین ایسی ہی بدن انسانی بہی قابل بیع وغیرہ نہین علاوہ برین جیسے
چہت کی کڑی کا بیچنا قبل انفصال ناجایز حالانکہ اس کا مملوک ہونا بدیہی اسیطرح باوجود مالکیت و مملوکیت
بیع بدن قبل انفصال روح تو اسلئی ناجایز ہے کہ قبض مشتری متصور نہین اور بعد انفصال اسلئی جایز نہین
کہ اول تو اختیار بیع مالک کو ہوتا ہے مالک وہ روح تہی سو وہ اور عالم کو چلدی دوسرے معنے مالیت بعد
انفصال روح باقی نرہی کیونکہ اسوقت بدن انسانی ایک میتہ اور جیفہ ہی اور میتہ اور جیفہ کو مال نہین
کہہ سکتے کیونکہ اب کوئی منفعت اُس مین باقی نرہی بالجملہ جب تک بدن مین پرتوہ روح اور اثر روحانیت
ایسی طرح موجود تہا جیسی زمین مین دہوپ کی وقت پرتوہ آفتاب اور اثر آفتاب ہوتا ہی تب تک اُس مین
منافع حیات موجود تہی بعد موت نہ اثر روحانیت یعنی حیات رہا نہ وہ منافع باقی رہے مگر ہان اگر بوجہ کفر
موافق اشارہ اولئک کالانعام بل ہم اضل کوئی شخص ملحق بالحیوانات ہو جاے اور اسلئی داخل حیطہ
ملک اہل ایمان ہو تو گو تنہا بدن اُنکی حق مین بہی نافع نہین مگر جیسے اور حیوانات سے بوسیلہ پرتوہ روحانی
انتفاع ممکن ہی یہان بہی ممکن ہے اور یہہ بات اگرچہ اپنی بدن کی بیع و شرا مین کبہی خیال مین آسکتی ہی
لیکن جب اس بات کو لحاظ کیجی کہ درصورت بیع خود روح بایع ہو گی اور ظاہر ہے کہ مبیع غیر بایع ہوتی
ہی کیونکہ بیع ایک مفہوم اضافی ہے جسکی ایک جانب بایع ہے اور ایک طرف مبیع اور یہہ دونون متحد نہین
ہوسکتی ورنہ حاشیتین اضافہ کا تغایر جو بدیہی اور ضروری ہے محض غلط ہو جاے اسلئی خود روح
تو مبیع بن نہین سکتی پہر اگر روح کی امداد مشروط رہی تو وہی فساد اور بطلان مشار الیہ لازم
آئیگا اور امداد مشروط نہو اور بجبر کام لیا جائے تو ظلم صریح کا فتوی دینا پڑے گا اور جہاد مین بیع نہین
ہوتی جو فساد و بطلان کا اندیشہ ہو ظلم کا کہٹکا فضیلت جہاد نے رفع کر دیا غرض جیسے نشگاف دنبل
اور قطع عضو بوسیدہ اور پہر خود وہ نہ دنبل و عضو کی حق مین ظلم ہی نہ صاحب دنبل و عضو کی حق مین

مین بلکہ صاحب دنبل وعضو کی حق مین احسان ہے ظلم نہین ایسی ہی قتل وقمع کفار نہ اونکے حق مین ظلم نہ اورعالم کے حق مین ظلم ہی بلکہ اورعالم کی حق مین احسان ہے اسلئے وہان اگر روح کفار پر جبر کیا جائے تو بدرجہ اولی جایز اوربجای خود ہوگا آیندہ بعد اسلام غلام اُس کا آزاد نہو جانا اگر کیسیکو موجب تامل ہو تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اول تو حق ملک یقینی اور اسلام مین یہہ احتمال کہ بغرض عتق ہوا اور امر یقینی امر محتمل سی حقوق غیر مین مرتفع نہین کرسکتی دوسرے اسلام ضد کفر ہی ضد رقیت نہین جو بی رفع کئی مرتفع ہو جائے جیسے کفر خود ضد عتق تہا جو بی مملوک بنای یعنی بی قبضہ کئی کافر مملوک ہو جای ایسی ہی اسلام ضد مملوکیت نہین جو بی رفع کئی مرتفع ہو جای یعنی بی آزاد کئی آزاد ہو جائے ہان جیسے کفر موجب قبول ملک ہی اور یہی وجہ ہوئے کہ قتل وسلب وقبض جان ومال کی ترغیب دی گئی ایسی ہی اسلام مین ضعف قبول مذکور آجاتا ہے اسلئے اعتاق کی ترغیب دیگئی اور اس تقریر سے حقیقت معاملہ کتابت جو مکاتب کے ساتہہ ہوتا ہے معلوم ہوگئی ہوگی غرض یہہ ہے کہ معاملہ کتابت مین مالک کی جانب سے بیع اور مکاتب کی طرف سے شراء بدن خود ہوتا ہے مگر چونکہ موانع مذکورہ مین سے یہان سب مفقود ہین تو بجز جواز معاملہ اور کوئی حکم نہ آیا بالجملہ روح انسانی اُس بدن کی ضرور مالک ہوتی ہے جسکے ساتہہ اُسکو تعلق حاصل ہے اور جب مالکیت اور مملوکیت متحقق ہوگئی تو اسوجہ سے تو اُس بیع مین تامل زیبا نہین جو تحقیق حقیقت نکاح مفہوم ہوتی ہے ہان کوئی اور وجہ ہو تو مضایقہ نہین سو اور کوئی وجہ اگر متصور تہی تو وہی عدم امکان قبضہ تہا وہ بہی غور سے دیکہا جائے تو یہان مفقود ہے کیونکہ کل بدن کی بیع مین تو بوجہ عدم امکان قبضہ جسکی تشریح بقدر کفایت ہو چکی ممانعت کی گئی تہی بوجہ عدم مالکیت ومملوکیت نہین گئی تہی رہی حریت وہ اصل مین صفت روحانی ہی صفت جسمانی نہی بلکہ جسم تو مملوک روح تہا اور روح احرار کسیکی ملک نہی اسلئے بیع ارواح تو بوجہ حریت ممنوع تہی اور بیع اجسام خود روح کو تو بوجہ عدم امکان قبضہ اور سوا اُسکے اورونکو بوجہ ملک غیر ممنوع ہوئی ہان جب بوجہ کفر کفار کے اموال کی اجازت ہوئی اور انپر جبر وتعدی جایز ہوا تو بدن مملوک روح پر تو قبضہ اور خود روح پر دربارہ اعمال جسمانی جبر مین کچہہ حرج نظر نہ آیا بلکہ بلازمان خاص یعنی اہل ایمان کی کار براری کے لئے مثل قبضہ واکراہ حیوانات قبض واکراہ کفار کی اجازت دیگئی الغرض بیع اجسام احرار بوجہ عدم مملوکیت ممنوع نہتی بوجہ عدم امکان قبضہ یہہ بیع ممنوع تہی مگر نکاح مین یہہ قبضہ بے ظلم وجبر بلکہ برضا ورغبت بایع یعنی زن منکوحہ متصور ہے چنانچہ ظاہر ہے ہان اگر احرار کو خصوصاً مرد ہونکو

اورونکی خدمتگاری ایسی طرح مرغوب ہوئی جیسی عورت کو خدمت فراش یعنی جماع مرغوب ہی تو پہر
علی العموم بیع ابدان احرار جایز ہو جاتی مگر یون دیکہا کہ ازواج احرار کو اورونکی خدمت مرغوب تو
کیا ہو گئی ایسی مکروہ ہی کہ اوسکی برابر دنیا مین کوئی مکروہ ہی نہین اگرچہ بوجہہ طمع یا اندیشہ نوبت
اضطرار نہ پہونچی یا امید رضاء خدا تعالی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معارض نہون تو پہر اہل
ہمت کو نفس خدمتگاری سے مرگ بہتر ہے کیونکہ اسمین ننگ عزت ہی اور عزت کی پتی ہی اکثر جانین
جاتی ہین بادشاہونکی لڑائی بہوک وپیاس کے تقاضی سے نہین عزت ہی کی لئی ہے وقت غیرت مرد و نکا زہر
کہالینا اور گولی کہا کر مرجانا اس غیرت ہی کی بدولت ہے بلکہ عورتین جنکا خوف و جبن اونکی جب زندگانی
پر گواہی غیرت کیوقت ڈوب کر مرجاتی ہین تو اس عزت کی محبت مین مرجاتی ہین اسصورت مین اگر
بالفرض بیع ابدان ازواج کو جایز ہوتی تو اس بیع کی سبب وہ ذلت اوٹہانی پڑتی کہ خدا کی پناہ القصہ
عزت کی برابر بندونکی نزدیک کوئی چیز نہین بلکہ بندے کیا خدا کے یہان ہی اگر پوچہہ ہی ہے تو اسکی
ہے وہان بہی اگر مطلوب ہے تو یہی عزت مطلوب ہے چنانچہ آیۃ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
اور آیۃ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اسی حصر طلب پر دلالت کرتی ہین کیونکہ تعبد اسے تذلل کو کہتے ہین اور تذلل
مین ہی صرف عزت ہوتا ہی اور کیا ہوتا ہی ادہر اور نعمتونکی داد و دہش کے لئے مخلوقات کو رکہا اور عزت
کا مصرف کسی اور کو نہ بتایا بلکہ اورونکے لئے صرف عزت مطلقاً منع فرمایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نعماء داخلی
ہون جیسی ہاتہہ پانو انکہہ ناک یا نعماء خارجی جیسے روپیہ پیسا روٹی کپڑا خدا کی کسی مصرف کا نہین اسکی اگر ضرورت
ہے تو مخلوقات ہی کو ہی ہان ہاین نظر کہ حوائج ضروریہ سد باب عبادت اور نیز موانع ہر کار ہین کہانے پینے کو سامان عبادت
کہئے اور ہاتہہ پانو نکی امداد کو رفع موانع قرار دیجئے تو پہر اس داد و دہش اور اس امداد کو خدا ہی کا کام
کہین گے بہرحال صرف نعماء خارجی و داخلی سوا نعمت عزت مخلوقات کے لئے تجویز کیا اور ادہر کیا کیا
تو اعانت فرمایا مگر ہان عزت بنی آدم خاص اپنے لئے رکہی یہانتک کہ سوال سے منع فرمایا اور وجہہ اس
اختصاص کی یہ ہوئی کہ عزت کے لئے استغنا کی ضرورت ہے اور ذلت کے لئے احتیاج کی حاجت اور استغنا
اس سے زیادہ متصور نہین کہ سب خوبیان موجود ہون اور ذلت اس سے زیادہ ممکن نہین کہ ہر خوبی مین دوسرے کا
محتاج ہو جیسے کہ خدا تعالی اور بندہ ناکارہ مین فرق ہو تو پہر جسکی محتاج ہون وہی عزت کا مستحق ہے یعنی سوا اوسکی

ذلیل نہونا چاہئے یا یون کہئے خدا ئیتعالی کے خزانہ مین سب کچہہ ہے ایک عجز و نیاز ہی نہین اوسکی طلبگاری ہے اسلئے جتنا عجز و نیاز بن پڑے اوسکی سامنے بجالانا چاہئے اور کسیکے لئے سر جہکانا اور گڑگڑانا نچاہئے بالجملہ عزت سے بہتر کوئی چیز نہین خدا کے یہان بہی ایکی پوچہہ پاچہہ ہے اسلئے بیچ بدن تو ممنوع رہے کیونکہ ذلت خدمتگاری کی برابر کوئی چیز بری اور نا مطبوع نہین اور اوسکا لزوم بیچ مین ضروری اور اوسکی ساتہہ کوئی لذت یا منفعت ایسی نہین کہ اسکی لذت کے مکافات ہوجاوے اور نکاح مین جو چیز لازم آتی ہے وہ بائع یعنی زن منکوحہ کی حق مین ایسی مطبوع کہ اوسکی تیئے عزت جیسے عزیز چیز بہی بسا اوقات خاک مین رل جاتی ہے علاوہ برین جیسے مافی الارض بشہادت آیۃ ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استوی الی السماء فسوٰہن سبع سموات۔ زمین و آسمان خصوصًا ارض و ما فیہا بنی آدم کے لئے مخلوق ہوا ایسے ہی بشہادت ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ۔ عورتین مردون کے لئے مخلوق ہین اسلئے کہ بقرینہ آیۃ ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا ازواج سی آیۃ مذکورہ مین عورتین ہی مراد ہین ادہر عقل صاحب کا بہی یہی فتوی ہے کہ عورتین مردونکے لئے مخلوق ہین مرد عورتون کے لئے مخلوق نہین ہے وجہہ اسکی یہ ہے کہ عورت کا جی چاہے یا نچاہے مرد اوس سے کامیاب ہوسکتا ہے اور مرد کو اگر رغبت نہو تو پہر عورت کی آرزو پوری نہین ہوسکتی اسصورت مین عورت کو ایسا سمجہو جیسا فرض کرو کسی گہوڑیکو مثلًا یہ آرزو ہو کہ مجہپر فلانا شخص سوار ہو جیسی آرزو براق یہ نسبت سواری حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہے یا فرض کرو طعام و شراب وغیرہ نعماء ارضی کو یہ تمنا ہو کہ ہمکو فلانا شخص استعمال کرے اسصورت مین جیسی آرزو ایسی وغیرہ نعماء کا حصول ہے استعمال کرنیوالونکی مرضی پر موقوف ہے اور بنی آدم کا استعمال کرنا اون اشیا اونکی مرضی پر موقوف نہین ایسی ہی کامیابی زن و مرد ہی عورت کو رغبت ہو کہ نہو مرد اپنے آرزو پوری کرسکتا ہے اور مرد کا اگر جی راغب نہو تو عورت سے کچہہ نہین ہوسکتا پہر جیسی نعماء دنیوی کو اپنی منافع سی کچہہ مفاد نہین اگر ہے تو استعمال کرنیوالونکو مفاد ہی ایسی ہی عورت کی منافع معلومہ سے خود عورتکو کچہہ مفاد نہین البتہ مرد کو اوسکی منافع سے مفاد ہے یعنی اولاد جو اس باعث اوس زمین کی پیداوار ہے عورتکے ذریعہ سے خداوند عالم مرد کو عنایت کرتا ہے عورتکو اوس سے کچہہ علاقہ نہین چنانچہ کلمہ قرآنی یعنی المولود لہ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انت و مالک لابیک اسیجانب مشیر ہے کہ اگر اولاد کی نسبت کچہہ شائبہ مالکیت ہے تو والد کو ہے والدہ کو نہین اور یہی وجہہ معلوم ہوتی ہے کہ سلسلہ نسب والد کیطرف کو چلتا ہے اور اوسی سے متعلق ہوتا ہے والدہ کیطرف

کو نہین چلتا اور نہ اُس سے متعلق ہوتا ہے چنانچہ تمام عالم تمام اقوام تمام مذاہب اسپر متفق ہین اس
صورت مین جیسی اور نعماء ملک مین آجاتی ہین ایسی ہی ماخذ منافع جماع ہی قابل الملک ہی اگرچہ عورت
حرہ ہی کیون نہو ہان منافع مردان احرار خود اُنکو ٹو مفید ہین یعنی اونکو وسیلہ سی اپنی حاجتین ہی
رفع کر سکتی ہین بلکہ اول اپنی ہی رفع کرتی ہین آنکہہ ناک کان سب ہین اول اپنی ہی کام آتی ہین ان
اعضاء کا اپنی حق مین ضروری ہونا ایسا نہین جو کسی پر مخفی ہو اسلئے یون نہین کہہ سکتی کہ یہہ اعضاء
اور اُنکی منافع اور یہہ جسم اور اُسکی فوائد خود صاحب عضو کے لئے موضوع نہین کسی اور کو کوئی مخلوق ہوگئے
ہین اور اسکی ملک مین آسکتی ہین اس صورت مین اور دن کی کاربراری مین لحاظ اجر و اجرت ضروری نگا
ہان کاربراری مرد مین جو بوسیلہ عورت ہوتی ہی ایسی ضرورت نہو گی اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی
ہے کہ اور اجارات مین تعین اجرت صحت اجارہ کے لئے ضروری ہے پر عقد نکاح مین تعین مہر تو کیا خود ذکر
مہر ضرور نہین بلکہ نفی مہر ہی کیجائی اور یہہ شرط لگائی جائی کہ مہر نہو گا تب ہی نکاح درست ہو جاتا ہے
ہان جب یہہ لحاظ کیا جاتا ہو کہ زن حرہ کی منافع جسمانی مین سے مردون کوئی مخلوق ہوئی ہین تو یہی
منافع جماع یا ماخذ منافع جماع مخلوق ہوئے ہین تو معاوضہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہی کیونکہ اور
منافع مین زنان حرایر مردان احرار کی ہم پلہ ہین جیسی مردان احرار اپنی جسم کی مالک ایسی ہی زنان
حرایر اپنی جسم کی مالک اور ظاہر ہی کہ منافع معلومہ اور ماخذ منافع معلومہ جسم سے متعلق ہین بالجملہ ماخذ
منافع معلومہ اور جسم زنان حرایرہ دونون مین معلوم ہوتا ہے سو کچہہ تو اس وجہ سے تملک کی لئی عوض
کی ضرورت ہوئی اور کچہہ باین نظر کہ ماخذ منافع معلومہ اگرچہ مردون کی مخلوق ہی پر مثل تمام مخلوقات
اصل مین مملوک خداوند متعال ہی سو اور منافع قلیل العزت کو تو یون ہی دیدلادیا پر ان منافع
محترمہ کی لئی کچہہ محصول مقرر کر دیا تاکہ انکا احترام اور عزت معلوم رہے اور موجب مزید امتنان ہو
یعنی جب اونکی عزت اور احترام خوب دلنشین ہو جائیگی تو خالق منافع کا کیا کیا شکر ادا نہ کرینگی چنانچہ
حدیث علی کل سلامی صدقۃ جسکا یہ مطلب ہے کہ انسان کے جسم کے ہر ہر جوڑ اور ہر ہر عضو پر صدقہ
دینا چاہئی اسی قسم کی بات کی طرف مشیر ہے ادہر وجوب طاعت و عبادت کے لئے موافق اشارہ
آیۃ۔ اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعا منافع نعماء دنیوی سبب کامل ہے بالجملہ
ہر نعمت خاصکر نعماء محترمہ استحقاق عوض رکھتی ہین سو ماخذ منافع معلومہ چونکہ بغایت درجہ محترم ہی

اسلئے عوض کا مقرر کرنا ضروری ٹہیرا اسلئے ان تبتغوا باموالکم ہی بعد احل لکم ما وراء ذلکم بڑہا دیا
ہان جیسے شکرانہ مال کو جیسے زکوۃ کہتے ہین مساکین وغیرہ مصارف معلومہ کیلئے مقرر کیا تہا شکرانہ
نکاح یعنی مہر خود محل ماخذ نکاح یعنی عورت کے لئے مقرر رکہا مگر چونکہ ماخذ منافع معلومہ اور ماخذون
سے علاحدہ نہین اور اسوجہ سے اور ماخذ بیکار رہتے ہین کیونکہ بیکار بوجہ تعلق ملک شوہر جسکی ایضاح
کی اب حاجت نہین اور ماخذ بلکہ تمام جسم زن محبوس حبس شوہر رہتا ہی تو اور ماخذون کا ہرجانہ دینا
پڑیگا یہی وجہ ہوئی کہ نان نفقہ لباس وغیرہ ضروریات معلومہ شوہر کے ذمہ رہین کیونکہ تکلیف صرف
قواء نافعہ بغرض ضرورت ہوتی ہے سو بالفرض اگر عورت بطور خود رہتی تو بغرض تحصیل ضروریات اپنی
قواء نافعہ اور اعضاء کا سب کو صرف مین لاتی اس سے زیادہ اقتضاء اصل فطرت نہین جو اور کچہہ بڑہتی
اور ضروریات معلومہ پر قناعت نکیجی بہرحال قابلیت ملک ماخذ منافع معلومہ مین کچہہ تامل کی گنجایش
نہین ہان یہ بات باقی ہی کہ عوض معلوم کو اجر و مہر کیون کہتے ہین قیمت و ثمن کیون نہین کہتے سوا
اجر و مہر کہنے اور ثمن و قیمت نکہنے کی یہ وجہہ ہی کہ منافع از قسم مصادر ہین اور مصدر کا اطلاق مرتبہ
بالقوہ اور مرتبہ بالفعل پر برابر شایع اور یہہ نہو تو مشتقات مین بہی یہہ فرق باقی نرہے کیونکہ حار و بارد
مثلا اگر بالقوہ اور بالفعل دو طرحکی ہوتی ہین تو حرارت اور برودت ہی کی بالقوہ اور بالفعل ہونیکی
وجہ سے ہوتی ہین سو جسکو ماخذ منافع کہئے وہ مرتبہ بالقوہ ہی اور منافع حاصلہ وہ منافع بالفعل
اور ایسی مرتبہ مابہ المنفعت کہتے ہین یعنی جیسے علم مین ایک مرتبہ مابہ العلم اور مابہ الانکشاف اور
مبدا العلم اور مبدا الانکشاف اور ماخذ العلم یعنی مرتبہ بالقوہ ہی خواہ وہ قوت علمیہ ہو یا ذہن یا کچہہ
اور ایک مرتبہ انکشاف متجدد اور علم متجدد یعنی مرتبہ بالفعل ہی ایسی ہی منافع معلومہ کی بہی دو
مرتبہ ہین ایک مرتبہ بالقوہ اور ماخذ المنافع اور مبدا المنافع ہی اور ایک مرتبہ بالفعل یعنی منافع
متجددہ لیکن اہل لسان عوض منافع کو اجر اور اجرت کہتے ہین اور عوض اعیان کو ثمن اور
قیمت معقود علیہ اگر اعیان ہو تو بیع کہتے ہین اور منافع ہون تو اجارہ اسلئے قران شریف
مین لفظ اجور ہین فرمایا۔ اثمانہن نفرمایا ہان یہ بات مسلم کہ اعیان اور مرتبہ بالقوہ قار الذات
ہونے مین شریک ہین یعنی جیسے اعیان آن واحد مین تمامہ موجود ہوتے ہین ایسی ہی مرتبہ بالقوہ
مذکور تمامہا آن واحد مین موجود ہوجاتے ہین یہ نہین کہ آگا تانگا مثل حرکت اور [illegible]

جاتین اور معدوم ہوتے جاتین اور مرتبہ بالفعل مین زمانہ کے ساتھہ ساتھہ تجدد ہوتا جاتا ہے اسلئے مرتبہ بالفعل تو شیئًا فشیئًا ملک مین آتا جاتا ہے اور ملک سے نکلتا جاتا ہے کیونکہ جب جو دہی نہین تو مملوک کیونکر ہون اور مرتبہ بالفعل بالقوہ ایک دفعہ سارا کا سارا ملک مین آجاتا ہے اور پہر بوجہ انقضاء زمانہ ملک سے نہین نکلتا ہان جیسی اعیان مین باندی غلام اصل مین قابل ملک تہی بلکہ آزاد اور حر تہے فقط بوجہ عروض عوارض معلومہ ملک اون پر عارض ہوجاتی ہے اور اسلئے فعل مالک جسکو عتق کہتے ہین ملک عارض کو زائل کر دیتا ہے اور اسوجہ سے حریت مستترہ پہر ظاہر ہوجاتی ہے ایسی ہی ماخذ منافع معلومہ اصل مین بوجہ حریت زن منکوحہ قابل ملک نہ تہی پر بوجہ مذکورہ ملک عاقد آزاد کو بیقیدی معلوم کو دبا لیتی ہے اور پہر فعل طلاق اوسکو زائل کرکے آزادگی اصلی کو ظاہر کر دیتی ہے ورنہ جیسے بانڈی غلام کی ملک اپنے آپ مثل تعلق اجارہ قابل زوال نہ تہی ایسے ہی ملک نکاح مثل تعلق متعہ اپنے آپ زوال پذیر نہین ہان یہ بات باقی رہی کہ اگر یہی تو پہر بیع وہبہ کا اختیار کیون نہین سو اسکا جواب یہ ہے کہ حسب تقریر بالا تمام منافع بالقوہ زن بلکہ خود جسم زن شوہر کی حبس مین آجاتا ہے اور ایک منفعت کے ماخذ کی نہی بلکہ ماخذ بلکہ محل تمام ماخذ محبوس ہو جاتا ہے سو جہان عورت خود راغب ہو وہان تو یون کہہ سکتے ہین کہ اوسکی رضامندی سے حبس کی نوبت آئی ہے ظلم و ستم نہین کہہ سکتی جو منع کیا جائے مگر خاوند اگر بطور خود کسیکے حوالہ کر دے تو ماخذ مملوک مین تو اوسکو اختیار تہا ماخذ محبوس مین اوسکو کیا اختیار جو اپنے حبس سے نکالکر اوسکے حوالہ کر دے ہان اگر ماخذ منافع معلومہ پر قبضہ تنہائی ہوسکتا تو پہر وجہہ ممانعت بیع وہبہ تصرف فی ملک الغیر تو نہ تہی البتہ احصان مذکور الصدر جسکی ضرورت بدلائل عقلیہ و نقلیہ اوپر ثابت ہوچکی ہے مانع بیع وہبہ ہوگا اور یہ ایسی وجہ ہی کہ اگر بالفرض عورت حبس غیر شوہر پر راضی ہو جائے تو پہر بہی اجازت بیع وہبہ نہین ہوسکتی الغرض تملک ماخذ معلوم کو بذات خود تو ہبہ اور بیع سے انکار نہین پر فرضیت احصان اور شمول حق زن مانع بیع وہبہ وعاریت ہے اس تقریر سے یہ بہی معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو یہ شیعون نے اعارہ فروج جواز تجویز کیا ہے تلبیس شیطانی ہی سراسر فحش ہے قابل جواز نہین مگر جب مرتبہ احصان اس درجہ کو پہونچا کہ لوازم تملک کو بہی بیکار کر دیا یعنی اختیار بیع و شرا وہبہ وعاریت جو اصل مقتضاء مالکیت ہے احصان کے باعث بیکار ہوگیا تو پاس شہوت پرستی جو سراسر اوس قاعدہ کے مخالف ہے جو آیۂ نساء کم حرث لکم سے متنزع ہوتا ہے کیونکہ ناسخ ضرورت احصان ہوسکتا ہے بالجملہ یہہ آیۂ

حسب بیان بالا اولاد کے مطلوب ہونے اور قضاء شہوت کے اُسکی نسبت وسیلہ ہونی پر دال ہی اور ظاہر ہے کہ پاس مبادی ناسخ مطالب نہین ہوسکتا غالب رعایت مطالب دافع لحاظ وسایل ہوسکتا ہی یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ ایام شیرخوارگی اولاد مین بعض اشارے کنائے بہ نسبت ممانعت جماع پائے جاتے ہین علی ہذا القیاس اکسال کا غیر محمود ہونا ہی ایسا نہین جو کوئی نہ جانتا ہو اور عورتون مین ودود ولود کا ممدوح ہونا اور عقایم کا کسیقدر غیر محمود ہونا اسی پر مبنی ہی اور زنان دیندار کا دربارہ نکاح محمود ہونا اسی پر مبنی ہے اور زنان دیندار کا دربارہ نکاح محمود ہونا ہی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ حسب بیان بالا امزجہ اولاد مین احوال و اخلاق والدین کو دخل تام ہی اس صورت مین دیندار عورت ہو تو دینداری اولاد کی اُمید ہی بالجملہ شہوت پرستی کو دیکھیئے تو عقیمہ اور ودود اور دیندار اور بیدین اور عورت شیرده اور غیر شیرده سب برابر ہین ہان اولاد کی حساب سے جو کچھ فرق ہی وہ معلوم ہی ہو چکا الحاصل جس حکم متعلق زنان کو دیکھیئے مراعات اولاد اُس سے ٹپکتی ہی اور خود مراعات اولاد ہی بسبب فرضیت احصان ہوائے چنانچہ مفصل اوپر مرقوم ہو چکا اور کیون نہو غرض اصلی خلق نساء ہی جب زراعت معلومہ نکلی چنانچہ آیت نساءکم حرث لکم اوسپر شاہد ہے اور دلائل عقلیہ جو اوپر مذکور ہو چکین اُسکی موید تو پھر اُس کا منسوخ کہنا اغراض اصلیہ اور مقتضیات ذاتیہ اور لوازم ذاتیہ کی امکان انفکاک پر فتوی دینا ہی کیونکہ احکام شرعیہ حقایق خاصہ پر مبنی ہین خداتعالی کی عبادت موافق اشارہ اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم نفعا و لا ضرا مالکیت نفع وضرر پر مبنی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وصف رسالت پر مبنی خلیفہ کی اطاعت اُس کے خلافت اور اولوا الامری پر موقوف زکوٰۃ کی وجوب کے لئے غنا کی ضرورت ہی حج کی فرضیت کے لئے کعبہ کے بیت اللہ ہونے کی حاجت یعنی ثروت مالی پر زکوٰۃ کی بنا ہے اور کعبہ کی تجلی گاہ خداوندی ہونے پر طواف بنا ہی زنا بوجہ فحش ممنوع ہے اور شراب بوجہ سکر ممنوع اور قتل و غضب بوجہ ظلم ممنوع ہے اور حرکات لایعنی بوجہ لغو وبے سود ہونے کے ممنوع بر والدین کی وجوب کی بنا حق محبت و تربیت پر ہے اور عقوق والدین کے ممنوع ہونے کی بناء اتلاف حق مذکور ہے علی ہذا القیاس اور اوامر و نواہی کو سمجھئے اس صورت مین بناء حکم جس بات پر ہوگی اگر وہ بات دائم و قایم ہی تو وہ حکم بھی دائم و قایم رہیگا اور اگر وہ بات قابل زوال ہے تو وہ حکم بھی زوال پذیر ہوگا مگر ہر چہ بادا باد ہر حکم کے لئے ایک مبنی اور اصل ضرور ہی جسکو علت حکم کہئے محکوم علیہ اصلی وہی ہوتا ہے اور اسکی پہچان لینی کو اصطلاح شرع مین حکمت اور حکم کہتی ہین اور نعوذ

دیکہئی تو آیات یعلمہم الکتاب والحکمۃ اور آتیناہ حکما وعلما وغیرہ مین حکمت وحکم سی اسی علم کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی اس تقریر کو دیکہکر اہل فہم کو یقین ہوگیا ہوگا کہ امور ہی حسن بالذات وقبیح بالذات قابل نسخ وتغیر نہین یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ایمان اور اطاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احسان اور عدل اور بر والدین اور صلۂ رحمی اور مروت اور سخاوت اور عفت ہمیشہ ہر زمانہ مین ہر دین مین محمود رہی اور شرک اور بدعت اور ظلم اور عقوق والدین اور قطع رحم اور بخل اور زنا اور چوری قزاقی وغیرہ ہر زمانہ میں ہر دین مین مذموم رہی کیونکہ علت امر ونہی اور سبب وجوب وحرمت وغیرہ امر ونہی اور وجوب وحرمت وغیرہ سے بوجہ حسن وقبح یا بالغیر ذاتی کبہی جدی نہین ہوسکتی ہان حسن بالغیر اور قبح بالغیر قابل نسخ وتغیر ہین یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بوس وکنار وغیرہ امور معلومہ جو اکثر مواقع مین داعی الی المجامعت ہوتی ہین علی العموم ممنوع نہین اپنی اولاد کا بوسہ اور احباب کا معانقہ اور مردون کا مردونکو دیکہنا اور عورتون کا عورتونکی طرف نگاہ کرنا اور تنہا بیٹھنا ہرگز ممنوع نہین بلکہ بسا اوقات یہہ امور کسی وجہ سے اور محمود ہوجاتی ہین اگر یہہ امور بہی مثل زنا واغلام بذات خود مذموم ہوتے تو ہرجا ہر طرح سے ممنوع اور مذموم ہوتے ہان خود زنا اور اغلام چونکہ بذات خود ممنوع ہین تو محارم کی ساتہہ انکی ممانعت اور اشد ہی پر بوس وکنار وغیرہ امور ایسی مواقع مین اکثر محمود سمجہی جاتی ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ حسنین رضی اللہ عنہما پر بوسہ دینا اور حضار مجلس الذکرین سے اگر ایک شخص نے یہہ کہا کہ میرے دس بیٹی ہین کبہی کیسی کا بوسہ نہین لیتا تو آپکا اوسکی جواب مین یہ ارشاد کہ مین کیا کرون جو خدا تعالے نے تیرے دلمین سے رحمت نکال لی ہو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسی مواقع مین یہہ امور محمود ہین حالانکہ زنا واغلام ایسی مواقع مین اور مواقع سے زیادہ تر ممنوع ہین بہرحال امر حسن بالذات اور نہی قبیح بالذات قابل نسخ وتغیر نہین اگر ہین تو امر ونہی حسن بالغیر وقبیح بالغیر قابل نسخ وتغیر ہین لیکن یہہ پہچاننا کہ نسخ وتغیر کسکو کہتے ہین ہر کسی کا کام نہین اسلئے یہہ گذارش ہے کہ نسخ وتغیر اور چیز ہے اور استتار حکم اور چیز ہے نسخ مین حکم اول کا مٹا دینا ہوتا ہے اور استتار مین چہپا لینا نسخ مین حکم باقی نہین رہتا زایل ہوجاتا ہے اور استتار مین حکم مستور بجنسہ باقی رہتا ہے کسی اور حکم کی تلی دبکر چہپ جاتا ہے اول کو ایسا سمجہو جیسا چراغ گل ہوجاتا ہے اور دوسرے کو ایسا سمجہو جیسا چراغ گل تو نہو پر کسی برتن مین دہرکر اوپر سے سرپوش رکہدیں سفر ومرض مین اگر افطار کی اجازت ہے تو اوسکو نسخ فرضیت صوم رمضان نہین کہہ سکتی یہان وہ حکم فرضیت بجنسہ باقی ہی پر حکم رخصت کے تلی دبا ہوا ہے غرض مرضیٔ شفقت درگاہ رحمانی سے

تخفیف ہوگئی ہی جسوقت یہہ مشقت مرض و سفر گئی اسیوقت سے پہر تقاضا ہی جب یہہ بات ذہن نشین ہوگئی
تو اور سینئی کہی علت حکم ایسی ظاہر و باہر ہوتی ہی کہ اُسکی علت ہونے مین کسیکو شک و شبہہ نہین ہوتا پہر یا انہیہ
وہ علت ایسی پایدار اور ضروری الوجود یا دایم الوجود نہین ہوتی جو کبہی اُسکا عدم متصور ہی نہو ایسی صورت مین
زوال و بقاء حکم محتاج بیان نہین ہوتا مثلاً زکوۃ کی وجوب کے لئے ثروت مالی کا علت ہونا ایسا نہین کہ کوئی نہ جانتا
ہو اسلئے بعد افلاس اگر کوئی غنی ہوجائے یا بعد غنا کوئی مفلس ہوجائے تو درباره تغیر حکم سابق حکم جدید اور وحی
تازه کی ضرورت نہوگی یعنی وقت افلاس زکوۃ فرض نتہی اور بعد غنا زکوۃ فرض ہوئی یا وقت غنا زکوۃ فرض تہی
اور بعد افلاس پہر فرض نرہی تو اس تغیر کیلئے حکم جدید کی ضرورت نہین اور اسوجہ سی اس تغیر کو عرف شرع مین
نسخ نہین کہتی اگرچہ نسخ مین بہی یہی تغیر حکم بوجہ حدوث علت حکم یا زوال علت حکم ہوتا ہو ہان علت حکم اگر ایسا
امر ہی جسکا علت ہونا ہر کوئی نہین سمجہہ سکتا یا خود اُس علت کا ہونا نہونا ہی ہر کسیکو معلوم نہین ہوتا تو پہر
تغیر مذکور کو نسخ کہتے ہین بالجملہ نظر ظاہر بین نسخ کو ثمرہ بے نیازی و اختیار کلی احکم الحاکمین سمجہتی ہی اور علت اصل
حکم سے کچہہ بحث نہین کرتی او عقل حقیقت شناس اگرچہ بے نیازی و اختیار کلی کو ایسا حق سمجہتی ہی کہ علل احکام
اُسکی آگی اس سے زیادہ رتبہ نہین رکہتین جتنا سائل دریوزہ گر اُسکے سامنے رکہتا ہے جس سے سایل ہی بلکہ اس سے
بہی کم لیکن اسم حکم و عدول اور صفت حکمت و عدالت خداوندی پر ایمان ضروری جانتی ہی اور اسلئے ہر حکم
کیواسطے جدید ہو یا قدیم ہو کسی نہ کسی وجہ کا ہونا اُسکی نزدیک ایسی طرح ضروری ہی جیسی شہنشاہ ہفت اقلیم
جسکو نظم و نسق ہفت اقلیم اور عزل و نصب مین اختیار کلی ہو ہر طرح سے سیاہ سفید کردینی کا مختار ہو بہلا کری
یا برا کرے اُسکے آگے مجال دم زدن کسیکو نہو بوجہ عقل و دانش و عدل خداداد جو کرتا ہے مناسب ہی کرتا ہی لایق
عطا کو عطا کرتا ہے اور سزاوار کو سزا دیتا ہے قابل عزل کو معزول اور لائق نصب کو مامور کرتا ہے مستحقان کرم
سے درگذر اور مستوجبان غضب پر قہر کرتا ہے اگرچہ ان سب باتون مین بوجہ شوکت دبدبہ و بی نیازی شہنشاہی
اختیار بر عکسی حاصل ہے الغرض حکمت و عدل خداوند علیم و حکیم و عدل کریم باوجود بے نیازی مذکور جس کی
ثبوت کے لئے قطع نظر شہادت عقل آیہ یفعل اللہ ما یشاء ہی گواہ ہی بالضرور اسبات کو مقتضی ہی کہ ہر کسیکی ساتہہ
وہ معاملہ کیجئے جسکی قابلیت رکہتا ہے اور ہر زمانہ مین وہ حکم دیجی جو مناسب وقت ہو الغرض جیسے یہان
گرم مزاج و سرد مزاج والونکو امراض متحدہ و مختلفہ مین ایک دوا نہین دیتے وہان بہی اختلاف اوضاع زمانہ
بنی آدم پر نظر ہی جیسی یہان موسم گرما و سرما کا فرق وقت علاج ملحوظ رکہتی ہین وہان در باره احکام فرق

ملحوظ نظر ہی ہان جیسی جاہلو نکو اطبا کا یہہ فرق سمجھہ مین نہین آتا ایسی ہی اکثر افراد بنی آدم کو جنکی شان مین انہ کان ظلوماً جہولا وارد ہوا ہے فرق احکام خداوندی سمجھہ مین نہین آتا اس تقریر سے یہہ بات روشن ہوگئی ہوگی کہ نسخ احکام خداوندی بوجہ تدارک غلطی سابقہ نہین ہوتا جو یون کہئی خداوند علیم کی نسبت غلطی کا احتمال نہین پہر نسخ حکم سابق ہوا تو کیون ہوا بلکہ یہہ نسخ تغییر بوجہ تغیر علل اسباب ہوتی جو بوجہ اختلاف افراد و انقلاب زمان اکثر ہوتا رہتا ہے بہرحال احکام مختلفہ کی لئی اختلاف علل ضروری ہے اور تغییر احکام کی لئی تغیر علل ضروری مگر ایسے ہی استتار حکم کی لئی استتار علل ضروری ہان وہ استتار اگر ممکن ہے تو کسی علت ہی کی عروض کی باعث ممکن ہے مثلاً استطاعت صوم جو اصل وعلت فرضیت صوم ہی صعوبت مرض و مشقت سفر کے تلی دبجاتی ہے چنانچہ بمجرد زوال مرض و اختتام سفر وہ استطاعت پہر عود کر آتی ہے اگر مستور نہوتی بلکہ زائل ہوجاتی تو دوبارہ استیطاعت کی لئی مثل صعوبت و مشقت مذکورہ کسی امر خارجی کی ضرورت ہوتی بمجرد زوال و اختتام اسکا ظہور نہوتا اور ظاہر ہے کہ یہہ صعوبت و مشقت ہی علت رخصت افطار ہی جسکی تلی وہ استطاعت مستور تہی اس صورت مین وقت رخصت افطار بوجہ مرض و سفر استتار علت فرضیت اور استتار فرضیت ہوگا اور وقت فرضیت صوم بعد زوال مرض و سفر زوال علت رخصت و زوال حکم رخصت ہوگا مگر یون ٹہیری تو بعد حصر الا علی ازواجہم او ماملکت ایمانہم اجازت متعہ از قسم رخصت ہے از قسم نسخ نہین کہہ سکتی کیونکہ علۃ حصر مذکور اولاد کا مقصود ہونا ہی جسکو بحکم معروضات گذشتہ احصان لازم اولاد کا مقصود ہونا ایسا نہین جو قابل انفکاک ہو تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ نساءکم حرث لکم قضیہ طبعیہ ہے ہان ذوق سلیم نہو تو اُس کا کچہہ علاج نہین باایہمہ کون نہین جانتا کہ اس جا احتمال تخصیص نہین ایسی کون عورت ہے جسکے شکم مین رحم مخلوق نہوا ہو اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقصود اصلی پیدایش زنان سی توالد تناسل ہے البتہ عروض عوارض گاہ بیگاہ مانع تولد اولاد ہوجاتا ہی مگر عوارض خارجیہ سائر آثار و احکام اصلیہ ہوتے ہین دافع اور مزیل نہین ہوسکتے جو یون کہا جائے کہ مرض عقم وغیرہ موانع اولاد توالد کی مقصود نہونی پر دلالت کرتی ہین اور اگر یون کہئی کہ اولاد کا مقصود ہونا اسکی منافی نہین کہ شہوت پرستی مقصود نہو تو اس شبہ کا جواب نقلی تو یہ ہے کہ اس قضیہ مین حرث مقدم ہی اور لکم موخر جس سے بیاد قواعد علم معانی موافق محاورہ اہل لسان حصر فی الحرثیت نکلتا ہے اور ظاہر ہے کہ حصر فی الحرثیت بعینہ حصر فی مقصودیہ للتوالد ہے اور جواب عقلی یہہ ہے کہ شہوت پرستی اور مجامعت مبادی و اسباب اور ذرایع و وسائل

توالد مین سے ہی اور توالد وتناسل ذرایع شہوت پرستی و مجامعت مین سے نہین اور ظاہر ہی کہ اسباب بذات خود
مقصود نہین ہوسکتی خاصکر شہوت پرستی چنانچہ اوپر بتوضیح مرقوم ہوچکا ہے اور ظاہر ہے کہ جب عورت سی اولاد
مقصود بالذات ہوگی تو احصان مذکور خود بخود لازم آئیگا چنانچہ ناظران اوراق گذشتہ اس امر سی بخوبی آگاہ
ہوچکی ہین بالجملہ قطع نظر اس امر کی کہ حدیث غیر متواتر کو ناسخ قرآن شریف نہین سمجھہ سکتی اس جا پر
گنجایش نسخ ہی نہین ہان اگر صنعت ولودیت عورتون سے ممکن الانفکاک ہوتی تو البتہ اس اجازت
متعہ کو ناسخ حصر الا علی ازواجہم کہہ سکتی اس صورتین بجز اسکی کہ رخصت کہی اور کیا کہی یعنی جیسی وقت
حالت مخمصہ اجازت اکل میت ناسخ حرمت میت نہین بلکہ بوجہ ضرورت عارضہ جو علت اباحت لحاظ پاکیزگی
طبع انسانی جو موجب حرمت میت وغیرہ ہی مستور ہوگیا ہی اور اسوجہ سے حکم حرمت زیر پردہ اباحت روپوش
ہوگیا ہے ایسی ہی اجازت متعہ ناسخ حصر الا علی ازواجہم او ما ملکیت نہ تہی بلکہ بوجہ ضرورت وقت رعایت حصر
مذکور مستور ہوگیا تہا اور اسوجہ سے حکم حرمت متعہ جو حصر مذکور سے صاف روشن ہی زیر پردہ رخصت متعہ
مستور اور روپوش ہوگیا تہا چنانچہ لفظ رخص لنا ہی جو روایات متعہ مین موجود ہی اس استتار و عدم نسخ
پر شاہد ہی رہی یہہ بات کہ ضرورت کیا تہی وہ ہمسی سُنئی اکل میت مین فقط ضرورت عباد تہی اور یہان ضرورت عباد
اور ضرورت معبود دونون تہین علاوہ برین اکل میت مین فقط ضرورت دنیوی تہی یہان ضرورت عباد رہی تہی تو فقط ضرورت
دنیوی ہی نہ تہی ضرورت دینی اور ضرورت دنیوی دونون تہین ضرورت عباد تو اس باب مین اس سے
زیادہ کیا ہوگی کہ بشہادت احادیث صحیحہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے خصی ہوجانیکا ارادہ کیا اور یہہ اُن کا
ارادہ اگرچہ اہل ہند کو تعجب انگیز ہو کیونکہ یہان ایسی قوت کہان جو اس درجہ کو بیقراری اور اضطراری
کی نوبت آئی مگر اس باب مین اول تو عرب والی مشہور ہین دوسرے وہ ملک گرم طبائع عشق آمیز مزاج
محبت خیز قیس اور لیلی اور وامق اور غذرا کا افسانہ مشہور و معروف ہے بنی غدرہ کا یہہ قصہ اور دنکی
بہی سنا ہوگا کہ اُنمین اکثر آدمی مرض عشق مین مبتلا ہوکر مرجاتی تہی کسی نے اونمین سے کسی سے وجہ پوچہی
تو یہہ کہا تحسن نسائنا وعفت فتیاننا یعنی مرض عشق مین مبتلا ہوکر جو ہماری قوم کی لوگ اکثر مرجاتی ہین
تو اُسکی وجہ یہہ ہی کہ ہمارے قوم مین عورتین حسین ہوتی ہین اور مرد عفیف یعنی پاکباز ہوتے ہین بالجملہ صحابہؓ
کا ارادہ اختصار کوئی امر مصنوعی نہ تہا صحیح تہا اور ظاہر ہے کہ خواہش جماع خواہش دنیوی ہی ہان ضرورت
عباد ہی ہوا اور پہر ضرورت دینی ہو اسکو بیان کی ضرورت نہی اسلئے معروض ہے کہ خواہش جماع مراجعت

وطن [illegible] مقتضی تھی تاکہ اپنی ازواج سے جاکر ہم آغوش ہوں اور فرضیت جہاد اور نیز فضائل جہاد اور فضائ
یت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد اور نیز فضائل صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے مانع تھی اور
ظاہر ہے کہ یہہ سب اُمور خصوصاً فرضیت جہاد ایسی نہین کہ موجب ضرورت واختلاج نہوں رہی ضرورت معہو
ہر چند یہہ لفظ بظاہر موہم گستاخی ہو مگر باین نظر کہ مبادی مقصود اُسکے حق مین ضروری ہوتی ہین اور اسلئے بالتّبع
مقصود ہو جاتی ہین یہان ہی یون کہہ سکتے ہین کہ عبادت جملہ بنی آدم بشہادت ما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون - خدا کی یہان سے مطلوب ہے اور جہاد اُسکے لئے ضروری مگر ظاہر ہے کہ جہاد اگر ہو سکتا ہو تو بعد اجتماع
مجاہدین ہو سکتا ہے اسلئے اگر کوئی امر موجب تفرق ایسی دونون مین پیش آیا کہ اسلام کی تو نوبت رہی جاتی ہو
اور اہل اسلام جن سے اُمید جہاد ہو گئی جنی ہوئی ہون اگر وہ چلی جائین تو پہر جہاد کی کوئی صورت نہین ایسی د
دنون مین موجبات تفرق کا انسداد ضروری ہو جاویگا ہان اگر اسلام شایع ہو جائے اہل اسلام بکثرت ہون
ایک گروہ چلا جائے تو دوسرا آسکتا ہے ایسے دنون مین انسداد موجبات تفرق اتنا ضروری نہین یعنی پہلی
صورت مین تو اجازت بعض محرمات اگر ضرورت ہو قرین قیاس ہے پر دوسری صورت مین ضرورت ہی نہین
ہوتی جو اجازت ہو القصہ وقت ضرورت اباحت محرمات ممکن ہے مگر ضرورت متعہ سواء ابتداء زمانہ اسلام
اور کبھی نہین ہوئی اور انشاء اللہ نہو جو حضرات شیعہ کو اس پاکبازی کی لئے دستاویز ہو جائے ہان یہہ مسلم وقت
اباحت متعہ ضرورت متعہ شدید تھی مجاہدین گھر چلی جائین تو جہاد کون کرے اور کیونکر ہو اور نجائین تو کیا کرین
خصی ہو جانی کی اجازت نملی زنا پر یہہ تشدد کہ سنگسار ہون یا سَو تازیانہ کہائین اور نکاح کرین تو کہان تک
کرین مہر کی مقدور نہین اگر ہوتی تو ایک ایک چادر پر متعہ کرنی کی نوبت کا ہیکو آتی پہر نان نفقہ کی ایسی صورت
نہین کہ زوجہ اول وثانی کو برابر نبہائیں اور پہر اُس مقام کی عورتوں سے یہہ توقع نہین کہ اپنی مولد و اقربا کو چہوڑکر
دور و دراز چلے جائین اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ضرورت مخمصہ سے یہہ ضرورت شدید تھی کیونکہ اول
تو وہ ضرورت اور سو طرح سے مرتفع ہو سکتی ہے محنت مزدوری قرض سوال کسیطرح قدر قوت میسر نہ آسکے
تو گہاس پہونس کہاکر تو اپنا پیٹ بہر سکتی ہین یہان رفع ضرورت کی بجز اجازت متعہ یا مراجعت وطن اور
کوئی صورت نہی سو جیسی بوجہ جہاد قتل وقتال اُمور ممنوعہ کی اجازت ملی تہی اسوقت بوجہ معلوم متعہ
کی بہی اجازت ضروری ہو گئی الغرض ضرورت مذکورہ غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بیشک قابل لحاظ
تہی اُس زمانہ قلت اہل اسلام وکثرت اعداء مین اگر اس امر قبیح کو بوجہ ضرورت بالعرض ہی حسن نہ سمجہتے تو ترقی

ترقی دین مین سو طرح کی کہٹکی تہی جسوقت قتل قتال کو بوجہ حسد غیر جائز کر دیا تو فساد متعہ پر ایسی وقت ضرورت مین کیا لحاظ کیا جاے ایسی وقت ضرورت مین اباحت متعہ اس سے زیادہ قابل لحاظ ہی کہ حالت مخمصہ مین اباحت اکل میت اس تقریر سی اہل فہم کو خوب واضح ہوگیا ہوگا کہ اگر بالفرض والتقدیر متعہ جایز نہی ہوتا تو اہل سنت کے لئے جایز ہوتا جہاد مین جانفشانیان اور جانبازیان تو اہل سُنت کرین یہ پاکباز یان ہی ہوتی تو اونہین کے لئے ہوتی مگر تماشا ہی کہ جانین کون گنوائے اور مزے کون اڑائین حق یہہ ہے کہ دقیقہ سنجی اور انصاف پرستی اور صدق فی الروایت اہل سنت ہی کی لئے ہے بہر حال اباحت متعہ بوجہ ضرورت تہی اور وہ ضرورت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زمانہ مین تہی اور پہر وہ بہی وقت سفر تھی وقت حضر نہتی اور وقت سفر بہی اونہین لوگونکے لئے تہی جنکی بی بیان انکی ساتہہ نہ تہین چنانچہ روایات صحاح اہل سُنت اس بات پر شاہد ہین صحیح مسلم مین ہے عن قیس قال سمعت عبد اللہ یقول کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لنا نساء فقلنا الا نستخصی فنہانا عن ذلک ثم رخص لنا ان ننکح المراۃ بالثوب الی اجل انتہی بمقام الحاجت اور نیز صحیح مسلم مین ہے قال ابن شہاب فاخبرنی خالد بن المہاجر بن سیف اللہ انہ بینا ہو جالس عند رجل جاء ہ رجل فاستفتاہ فی المتعہ فامرہ بہا فقال لہ ابن ابی عمرۃ الانصاری مہلا قال ماہی واللہ لقد فعلت فی عہد امام المتقین قال ابن ابی عمرۃ انہا کانت رخصت فی اول الاسلام لمن اضطر الیہا کالمیتۃ والدم ولحم الخنزیر ثم احکم اللہ الدین ونہی عنہا انتہی بمقام الحاجۃ ان دونون روایتون سے صاف روشن ہی کہ ابتداء اسلام مین وقت سفر جہاد بوجہ ضرورت شدید متعہ جایز تہا علی العموم جایز نتہا اور پہر وہ جواز بہی ایسا ہی تہا جیسا میت اور خنزیر کا حالت مخمصہ مین کہانا جایز ہی یعنی رخصت تہا عزیمت نتہا جو امید ثواب رکہئی اور ایک متعہ پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مرتبہ کا امیدوار رہے اور دوسرے متعہ پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے رتبہ کی توقع باندہیی اور تیسرے متعہ پر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مقام کا انتظار کیجیی اور چوتھی متعہ مین منصب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو کیا کی غرض بالجملہ زمانہ نبوت مین ہی متعہ عزیمت نتہا بلکہ رخصت تہا اور وہ بہی سفر مین نہ حضر مین اور سفر مین بہی نہا تو فقط سفر جہاد ہی مین اور وہ بہی انکی لئی جنکی ساتہہ عورتین نتہین اور اینین سے بہی اونہین کی لئی جنکو ایسی ضرورت ہو جیسی حالت مخمصہ مین پیٹ بہر لینی کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ تمام مضامین دونون روایتونکے الفاظ سے مثل آفتاب روشن ہین مگر چونکہ حالت مخمصہ کا احتمال تو آیندہ بہی تہا پر بعد فتح مکہ احتمال ضرورت متعہ کسیطرح نہا کیونکہ بعد فتح مکہ معظمہ

مکہ معظمہ تمام ملک عرب مسلمان ہوگیا تمام اقوام فوج فوج داخل زمرہ اسلام ہونے لگی خدا کی مدد نے چارون
طرف سے ظہور کیا چنانچہ سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ اس
مضمون پر شاہد ہے اور مشاہدہ فتوح شام ومصر وعراق وفارس وغیرہ اس کی مصداق اسلئے اکل میتہ مین
تو بشرط حالت مخمصہ رخصت بحال خود باقی رہی اور میت کو قیامت تک کو منسوخ کردیا چنانچہ وہ روایتین جو
اس حرمت ابدی پر دلالت کرتی ہین پیشکش ناظران اوراق ہین منجملہ ان روایتون کی ایک روایت تو مرقوم
ہی ہوچکی یعنی دوسری روایت جسمین یہہ لفظ ہین ثم احکم اللہ الدین ونہی عنہا اس روایت سے صاف روشن
ہے کہ متعہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین نہی اول ہی جایز تہا پہر دین کو محکم اور مضبوط کردیا یعنی متعہ سے
انجام کار ہمیشہ کے لئے منع فرما دیا سوا اسکے اور روایت بھی صحیح مسلم مین موجود ہی حدثنی الربیع بن سبرۃ الجہنی
عن ابیہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح الی مکۃ اُسکی بعد پہر یہہ روایت ہی۔ حدثنی
الربیع بن سبرۃ الجہنی ان اباہ حدثہ انہ کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس
انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیمۃ فمن کان عندہ منہن
شئی فلیخل سبیلہ ولا تاخذوا مما اتیتموہن شیئا۔ ان دونون روایتون کے ملانے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ
یہہ واقعہ نہی بہی غزوہ فتح مکہ ہی مین واقع ہوا ہے یعنے اول تو غزوہ فتح مین بعد نہی خیبر اجازت ہوئی اور پہر
بعد تین روز کی ہمیشہ کی نہی یہہ ارشاد فرمایا چنانچہ ناہران کتب احادیث پر مخفی نرہیگا الغرض بعد تحقیق
یون معلوم ہوتا ہے کہ دوبار متعہ کی اجازت ہوئی اور دوبار نہی ہوئی مگر دوسری دفعہ کی نہی ہمیشہ ہمیشہ
کی نہی تہی مگر چونکہ وہ بات رقم کرچکا ہون جس سے بعد فتح مکہ حرمت ابدی کا مناسب ہونا معلوم ہوجائے
تو یہ تناسب آپ معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہہ ارشاد اسوقت کیون ہوا پیس ازپیش فتح مکہ یہہ ارشاد کیطرف
نہ فرمایا ہان اب تیسری روایت کا نمبر ہے سو وہ تیسری روایت خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم
وغیرہ کتب احادیث مین مروی ہی عن محمد بن علی یعنی ابن الحنفیۃ انہ سمع علی بن ابی طالب یقول لابن
عباس نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل لحوم الحمر الانسیۃ انتہی
یہہ روایات مذکورہ اہل سنت کے لئے تو دربارہ رخصت ہونے متعہ کے سرمایہ تسکین ویقین ہونگی
اور اسلئے وہ الزام شیعہ جسکی دفع کے لئے یہہ اوراق مرقوم ہوئے ہین خود بخود انکی نزدیک ساقط ہوجائیگا
اور پہر اس باب مین انشاء اللہ شیعون کو مجال دم زدن باقی نرہیگی اور شیعون کے لئے یہہ روایات منجملہ

ہدایت وارشاد و تلقین ہوگی وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب کسی مذہب و مشرب کا کوئی کلیہ یا قاعدہ یا انکی دین کی کسی
بات کی کوئی اصل دل نشین اور ذہن نشین ہوجاتی ہے اور پھر اُسکے مناسب ہی احکام اس مذہب مین نظر پڑتی مین
تو اہل مذہب کو تو اُسکی حقیقت کا یقین ہو جاتا ہے اور مخالفان مذہب مذکور کو بشرط طلب حق رشد و ہدایت کا سامان ہو
جاتا ہے اگر کلام اللہ مین اور اُسکے احکام اور اخبار مین یہ تناسب نہوتا تو سب مین پہلا اعتراض یہی ہوتا کہ نعوذ باللہ
دروغ گو را حافظہ نباشد اور جب یہہ اعتراض نہین تو جیسا اہل اسلام کو سامان مزید
تسکین و یقین ہوگا اہل باطل کے حق مین بشرط تدبر یہہ تلقین و تنبیہ پنہانی باعث تنبیہ و ہوش ہوگی خاصکر
روایت اخیرہ کیونکہ حضرت علیؓ کا نام ہے شیعون کے مرشد کو کافی ہے سُنیونکو تو یہہ بھی احتمال ہوسکتا ہے
کہ غزوہ فتح بعد فتح خیبر ہے اور غزوہ فتح مکہ مین بشہادت بعض روایت مذکورہ پھر اجازت ہوگئی تھی اس
صورت مین نہی غزوہ فتح سے اگر قطع نظر کیجائے تو اجازت غزوہ فتح تاسخ نہی خیبر ہوگی اور حضرت علیؓ کا یہہ ارشاد
بوجہ بیخبری ہو مگر شیعونکو اس عذر کی گنجایش نہین اُنکے نزدیک اماموں سے غلطی کا احتمال نہین اور پھر وہ بھی
دین کی باتون مین خاصکر اُس وقت جبکہ نسخ کا بھی احتمال نرہا ہو یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وحی کا آنا موقوف ہوگیا نسخ کی کوئی صورت نرہی دین پایدار ہوگیا اس صورت مین وہ متعہ کا رخصت
ہونا اور عزیمت نہونا جو بدلائل واضحہ انشاء اللہ ہر خاص و عام پر واضح ہوجائیگا اس تناسب کے ساتھہ
ملکر جو حضرت علی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے شیعونکے حق مین بالضرور موجب تنبیہ ہوگا اور انشاء اللہ اب اُس
خواب غفلت سے جسمین مدت سے بیہوش ہین ہوشیار ہو کر حرمت متعہ کو علی رؤس الاشہاد تسلیم کرینگے
اور یہ بھی نہوگا تو اُس سے تو خالی ہی نہین کہ یہ روایتین دافع الزام اباحۃ ہوجائین یعنی حضرات شیعہ
جو بربنا دیگر روایات اباحۃ اہل سنت پر الزام لگاتے تھے وہ الزام ان روایات سے مندفع ہوجائیگا اس صورت
مین حاصل تقریر یہ ہوگا کہ ایک زمانہ مین متعہ کا ایسی طرح حلال ہوجانا جیسی میتہ کبھی حلال ہوجاتی ہے مسلم لیکن
اول تو وہ اجازت وقت ضرورت بوجہ ضرورت تھی کوئی امر تعبدی نہ تھا جو ہمیشہ کے لئے رہتا اور ایسا ثواب
بے پایان اُسپر متفرع ہوتا کہ ایمان سے لیکر اعمال تک کسی عبادت اور طاعت اور زہد و تقوی کا وہ ثواب
نہین کیونکہ نہ ایمان کا یہ رتبہ کہ بہ ترتیب معلوم چوتھی دفعہ مین ثانی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
ہوجائے اور ہر قطرہ غسل سے فرشتہ پیدا ہو نہ کسی عبادت مین یہ اثر نہ زہد سے یہہ امید نہ تقوی سے یہہ
توقع یہ پاکیزگی تو اسی پاکبازی مین ہے اور اگر فرضاً بھی حضرات شیعہ میر فتح اللہ شیرازی کی تفسیر کو معتبر نجانین

اور اسوجہ سی انکی ان روایات کو نمانین تب بہی شیعو نکی نزدیک متعہ کی منجملہ حسنات ہونیمین تو کچہہ تامل ہے
نہین بہرحال بوجہ ضرورت وقت ضرورت متعہ کے لئے اجازت دیدینا خود اسبات کو مقتضی ہی کہ بعد ضرورت
یہہ حکم نرہیگا اور ایسا حکم منجملہ حسنات نہین ہوسکتا دوسرے حرمتہ ابدی اور حدیثون سے ثابت جسکا حاصل
یہہ ہوگا کہ وہ اباحۃ ثابت من الاحادیث جو شیعہ کے نزدیک اُس حرمت کی ناسخ تہی جو آیۃ الا علی ازواجہم
الخ سے ثابت ہوتی تہی احادیث ہی سی پہر منسوخ ہوگئی باقی رہا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود کا بعد وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی اباحۃ پر فتوی دینا اہل سنت کے حق مین
کچہہ مضر نہین کیونکہ اول تو اہل سنت کی مجتہد سی خطا بہی ہو جاتی ہے دوسرے اُن کا یہہ فتوے قبل اطلاع
نہی تہا بعد اطلاع اونہون نے بہی رجوع فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس‌ؓ کا حدیث نہی سی مطلع نہونا تو
حضرت علیؓ کی روایت سی ثابت ہی اسیطرح حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو خیال فرمائیے اور اگر بالفرض حضرت
عبد اللہ بن مسعود کو رجوع کا اتفاق نہین ہوا تو اُسکی یہہ وجہ ہے کہ احادیث نسخ اونکو پہونچی نہ تہی
اور اجماع ان کے بعد منعقد ہوا بہرحال انجام کار سبنے رجوع کیا اور حرمتہ متعہ پر اجماع منعقد ہو گیا
چنانچہ کتب اہل سنت مین موجود ہے نووی شارح مسلم باب نکاح المتعہ مین بحوالہ قاضی عیاض رقم
فرماتے ہین قال القاضی واتفق العلماء علی ان ہذہ المتعۃ کانت نکاحًا الی اجل لا میراث فیہا وفراقہا
یحصل بانقضاء الاجل من غیر طلاق ووقع الاجماع بعد ذلک علی تحریمہا من جمیع العلماء الا الروافض
وکان ابن عباس یقول باباحتہا وروی عنہ انہ رجع عنہ انتہی اور شروع باب مذکور مین بحوالہ قاضی
ہی یہہ بہی مرقوم ہی قال المازری ان نکاح المتعۃ کان جائزا فی اول الاسلام ثم ثبت بالاحادیث
الصحیحۃ المذکورۃ ہنا انہ نسخ وانعقد الاجماع علی تحریمہ ولم یخالف فیہ الا طائفۃ من المبتدعۃ انتہی مقام
الحاجۃ خلاصہ مرام یہ ہے کہ نہ کلام اللہ مین متعہ کا نشان ہی نہ اُسکی خوبی یا اباحت کا کہین بیان ہی کوئی
آیۃ اُسکی استحباب یا اباحت پر دلالت نہین کرتی بلکہ کلام اللہ سے اگر نکلتی ہی حرمت نکلتی ہی ہان احادیث سی
ایک زمانہ مین تہوڑی دنون کے لئی مباح ہونا ثابت ہوتا ہے مگر جیسا تہوڑی دنون کی لئی اباحۃ کا ثبوت احادیث
سے نکلتا ہے ایسا ہی بعد اباحۃ چند روزہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئی اس کا حرام ہو جانا نکلتا ہے چونکہ جمیع مالہ اور
ما علیہ بحث متعہ سی بحمد اللہ فراغت حاصل ہوئی تو اب لازم یون ہی کہ خدا کا شکر ادا کیجئے اور بنام خدا
ختم کیجئے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین خاتم النبیین

والہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ اجمعین ۔

سوال

بیٹیونکا وارث ہونا قرآن مین سورہ نساء کی رکوع دویم اعنی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الا الانثیین مین منصوص ہی فرماتی ہین فان کانت واحدۃ فلہا النصف جسکی یہہ معنی ہین کہ اگر اولاد مین ایک ہی بیٹی ہو تو اُسکا ادہا حصہ ہے اس صورت مین حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آدہی ترکہ کی مالک نہین پہر کیا سبب ہوا کہ خلیفہ اول نے اُنکو بالکل جواب دیا یہہ ہی ظلم نہین تو اور ظلم کسکا نام ہے اور اگر یہہ کہی کہ حدیث مین آیا ہے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ یعنی انبیاء کی مال مین میراث نہین ہوتی تو یہہ معنی ہوئے حکم قرآنی حدیث سے منسوخ ہوگیا تو اول تو حدیث واحد سے یعنی ایسی احادیث سے جنکو محدثین احاد کہا کرتی ہین قرآن کا منسوخ ٹہرانا سنیون کی نزدیک ہی جایز نہین دوسرے یہہ حدیث اور آیات قرآنی کی معارض ہے جنمین سے ایک تو ورث سلیمان داود ہی دوسری وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب اول کا مطلب تو یہی ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داود علیہما السلام کی وارث ہوئے اور دوسرے دعاء حضرت زکریا علیہ السلام ہے اور مطلب اس کا یہہ ہے کہ اے اللہ دے مجکو ایسا جانشین جو میرا بہی وارث ہو اور آل یعقوب کا بہی وارث ہو اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خلاف قاعدہ خداوندی دعا متصور نہین اور اگر بالفرض انبیاء کرام سے کوئی دعاء خلاف قاعدہ مقررہ صادر بہی ہو تو مثل دعاء حضرت نوح علیہ السلام یعنی رب ان ابنی من اہلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین قابل عتاب ہے چنانچہ جملہ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین سے ظاہر ہے مثل دعاء حضرت زکریا مذکور قابل اجابت نہین تہی سو یہ اجابت دعاء مذکور جسپر جملہ یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی شاہد ہے یا ین لطف وعنایت جو لفظ نبشر سے ظاہر ہے درصورت صحت وصدق خبر لا نورث ہرگز متصور نہین کیونکہ اگر انبیاء کا کوئی وارث نہوا کرتا تو حضرت زکریا علیہ السلام کو اس قاعدہ کی اطلاع بہی ضرور ہوگی پہر ایسی دعا کیون کرتی بہرحال حضرت زکریا اور حضرت داود علیہما السلام دونون بالیقین نبی ہین اور اونکی مال مین وراثت کا جاری ہونا کلام اللہ سے ثابت اس صورت مین حدیث مذکور مخالف کلام اللہ ہوئی سو کلام اللہ کو غلط نہین کہہ سکتے ہو نہو حدیث مذکور ہے غلط ہوگی ۔

جواب

بعد حمد وصلوات راقم حروف عرض پرداز ہی کہ میراث کی بناتین باتون پر ہے ایک تو یہہ کہ جسکی مال مین کسیکو استحقاق میراث ہو اُسکی روح کو اُسکی جسم سے علاقہ حیات باقی نرہے اگر علاقہ مذکور باقی ہے تو اُس کا مال اُسکی ملک رہتا ہے اور اُسکی ازواج اُسکی نکاح مین اقربا کو اُسکی مال مین تصرف کا اختیار نہوگا کسی اور کو اُسکی ازواج سے نکاح کی اجازت نہوگی یہی وجہ ہے کہ جبتک دم مین دم ہے آدمی اپنے مال کا مالک ہے اُسکی زوجہ کا نکاح منقطع نہین ہوتا ہان اگر علاقہ مذکور منقطع ہو جائے تو اموال سے بہی علاقہ ملک منقطع ہو جاتا ہے اور ازواج سے بہی علاقہ نکاح ٹوٹ جاتا اسلئے کہ روح کو بذات خود تو اموال و ازواج کی ضرورت ہی نہین بلکہ جیسے سوار کو گہاس دانہ کی ضرورت بوجہ اسپ سواری ہوتی ہے روح کو کہانے پینے اور اموال وازواج کی حاجت بوجہ بدن ہی جب بدن سے علاقہ ہی نرہا تو مال وازواج روح کی کس مصرف کی ہین دوسری بات جس پر بناء میراث ہے یہہ ہے کہ خطاب یوصیکم اللّٰہ مین مورث داخل ہو یہہ نہو کہ جیسے حج زکوٰۃ کا خطاب مثلاً اغنیاء کی لئے ہے فقراء خارج ہین خطاب مذکور سے مورث خارج ہو تیسری بات یہہ ہے کہ متروکہ مورث اوسیکا مملوک ہو کسیکی امانت یا مال وقف نہو جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو آگے سنئے کہ اس جہگڑے مین تینون باتون کا پتا نہین اور ظاہر ہے کہ ثبوت دعوی میراث کیلئے اول حضرات شیعہ کو ان تین باتون کا اثبات ضرور ہے اس کے بعد اگر سنیون سے جواب مانگین تو بجا ہے خود ہی اور قبل اثبات مذکور سنیون کی طرف سے لانسلم کافی ہے ان تینون مین سے اگر مقدمہ واحدہ ثابت نہوگا تو پہر سنیون کے سامنے مونہہ کرنے کی گنجایش نہوگی اور یہان ذہن سلیم ہو تو ان تینون باتون کی اضداد کلام اللہ ہی سے ثابت ہین اور احادیث کثیرہ اسکی موید غیر یہہ بحث تو بہت طویل ہے قابل گذارش یہہ ہے کہ حدیث مین نفی امر اول کی طرف اشارہ ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال مین میراث کا جاری نہونا اگر حدیث مذکور سے ثابت ہے تو بایں معنی ثابت ہے کہ عدم مورثیت کی خبر دیتی ہین یہ نہین کہ آگے لئے جدا امر وارشاد ہے کہ حدیث کو ناسخ قرآن کو منسوخ کہین بالجملہ امر ونہی ناسخ امر ونہی ہوا کرتی ہین اخبار ناسخ اوامر ونواہی نہین ہوتی ہان اگر کوئی ایسی خبر ہو جس سے وقوع امر ونہی معلوم ہو جیسا کتب علیکم الصیام یا حرمت علیکم المیتہ تو وہ خبر تو بیشک ناسخ امر نہین ہوتی البتہ وہ امر و نہی جو بذریعہ خبر مذکور معلوم ہوتی ہین بشرط مخالفت امر ونہی دیگر ناسخ ہوا کرتی ہین سو یہان کسی امر

امر کی خبر ہی نہ کسی اور ہی کا بیان بلکہ مطلب اصلی یہہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام وقت موت ہی بدستور بقید
حیات رہتی ہین چنانچہ بہدایت عقل صائب جملہ لا نورث سی یہہ بات عیان ہی اور ہم بہی انشاء اللہ
بیان کرینگی اسلیئی اُنکے مال مین میراث نہین چلتی سو سنی نہ سہی علماء شیعہ ہی فرماوین کہ اس مین کیا
خرابی ہی اور اسصورتمین کس طرح نسخ قرآن لازم آتا ہے زندہ کے مال مین تو نہ شیعو نکی نزدیک میراث
ہوتی ہے نہ سنیون کی نزدیک جبتک جان کو تن سی علاقہ باقی ہی تو کیسا ہی کوئی ضعیف و نحیف بدتر از
مردگان کیون نہو اپنی مال کا مالک اور اپنی زوجہ کا خاوند رہتا ہی نہ اُسکی مال مین وارثونکو گنجایش تصرف
ہی نہ اُسکی ازواج کی ساتہہ کسیکو نکاح کی اجازت جب ہمارا تمہارا باوجودیکہ ہماری حیات بدتر از موت
ہے یہ حال ہی کہ حالت نزع مین اپنی مال کی مالک اور اپنی زوجہ کی خاوند رہتی ہین انبیاء علیہم السلام اگر
بقید حیات اپنی مال کے مالک اور اپنی ازواج کی خاوند رہین تو کیا بیجا ہی ہان یہ بات قابل تحقیق ہی کہ جملہ
لا نورث بقاء حیات پر کیونکر دلالت کرتا ہے اور دربارہ بقاء حیوۃ انبیاء وقت موت ہی احادیث احاد سی
کام چلسکتا ہی یا نہین سو جواب امر اول تو یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نورث فرمایا
ہی لا یرثنا احد نہین فرمایا غرض نفی وارثیت ورثہ نہین کی اپنی مورثیت کی نفی فرماتی ہین اگر نفی وارثیت ورثہ
فرماتی تو یہہ ہی احتمال تہا کہ معاذ اللہ قتل یا کفر وغیرہ اسباب حرمان کی باعث وراثت سی محروم رہجاوین پر مانع
مورثیت مورث بجز حیوۃ اور کوئی امر ہی نہین اسلیئی کہ موجب تعلق وراثت فقط انقطاع تعلق فیما بین روح
و جسم ہی کسی اور شرط یا سبب کی ضرورت ہی نہین جو اُسکی نہونیکا احتمال ہو اس صورتمین بجز اسکی اور کسی
بات کی گنجایش ہی نہین کہ حیوۃ مانع میراث قایم ہو اور یہہ فرق نفی وارثیت اور مورثیت میراث مین ایسا ہی
ہی جیسا ابصار مین نہ دیکہنی اور نہ دکہلائی دینی کا فرق موجود ہی یعنی اندہا اگر کسی شکل وصورت کو نہین دیکہتا
تو وہان اندہی کا قصور ہے اُس شکل کا قصور نہین اور اگر ہوا یا روح وغیرہ اشیاء غیر مبصرہ کو کوئی آنکہون
والا نہین دیکہتا تو وہان آنکہون والیکا اس بات مین کچہہ قصور نہین بلکہ ہوا اور روح کا قصور ہی یعنی
ہوا اور روح دیکہنی کی قابل نہین سو پہلی صورت مین اندہی کی بصیرت ہی نکی نفی کرنی چاہئی اور
دوسری صورتمین ہوا اور روح کی مرئی ہونیکی نفی مناسب ہے بہرحال بدلالت نفی مورثیت حقیقت شناسان
معانی سنج تو اسطرف گئی کہ انبیاء مین مورثیت ہی نہین یعنی انقطاع تعلق روح و جسم کی نوبت ہی
نہین آتی اور ظاہر پرستان کم فہم نفی مورثیت کو نفی وارثیت پر محمول کر کی لڑنے کو تیار ہین کہ بیٹی کا

وارث ہونا قران مین منصوص ہی حدیث واحد سی منسوخ یا مخصوص نہین ہو سکتا ہبین تفاوت رہ از کجا تا بکجا ہو کوئی پوچہی اس حدیث کو نفی وارثیت سی کیا علاقہ جو اعتراض نسخ لی دوڑی اور امر ثانی کا جواب یہہ ہے کہ موت وحیات کے باب مین تو ہر عادل کی گواہی مقبول ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات دربارہ حیات مقبول نہوگی حضرات شیعہ ہی فرمائین یہہ بات سچ ہی یا جہوٹ ہان یون کہئی کلام اللہ مین یون ہی ارشاد ہی کل نفس ذائقۃ الموت جس سے بی تخصیص انبیا کرام علیہم السلام سب کے لئے موت کا آنا ثابت ہے بلکہ خاص رسول اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہین انک میت ام پہر اس بنا پر فرماتی ہین وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور ظاہر ہی کہ موت وحیات باہم متضاد ہین اور اضداد باہم مجتمع نہین ہو سکتی ظاہر ہی کہ نور اور ظلمت اور حرارت اور برودت ایک محل واحد مین جو مجتمع نہین ہوتی تو بوجہ تضاد ہی باہم مجتمع نہین ہوتی سو اسکا جواب اول تو نقلی لیجئے اگر کل نفس ذائقۃ الموت کلام اللہ مین لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم بہی کلام اللہ ہی کی آیت ہی انجیل یا توراۃ درس نہین اور ظاہر ہے کہ بشہادت کل نفس ذائقۃ الموت شہدا کی موت کا اقرار لازم ہو ورنہ باایں ہمہ کلیۃ جملہ کل نفس ذائقۃ الموت اگر شہداء منجملہ اموات ہونگی تو اس قضیہ کا کلیہ ہونا دربارہ موت انبیاء کرام علیہم السلام کیونکر مفید ہو سکتا ہی سو جیسا شہدا مین موت وحیات کا اجتماع ہی ایسا ہی انبیاء علیہم السلام مین بہی سہی اس تقریر کو سنکر شاید علماء شیعہ آیت لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا کی تفسیر مین دیدہ تغیر ہو کر یہہ فرمائین کہ قتلوا صیغہ ماضی ہے اسلئے الذین قتلوا فی سبیل اللہ سی وہ لوگ مراد ہین جو قبل نزول آیۃ لاتحسبن الذین قتلوا خدا کی راہ مین مارے گئے علی العموم تمام شہداء مراد نہین اس صورت مین ہو سکتا ہی کہ وہ لوگ ایکبار مر گئی ہون اور پہر بعد مرگ انکو زندہ کرا اوٹہایا ہو اور اسلئی یہہ ارشاد ہوا ہو کہ لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم مگر اس کا جواب اول تو اپنی مفسرون سی پوچہین حضرت من باتفاق مفسرین فریقین آیۃ مذکورہ تمام شہدا کو عام ہی سابقین ہون یا لاحقین اور کیون نہو اگر یون نکلئے تو آیۃ ان الذین آمنوا مین بہی یہی کہنا پڑیگا اور اس صورت مین ظاہر ہے کہ شیعان مابعد کو بزعم خود بہی اپنی آپ کو اس قسم کی بشارات سے محروم و بی نصیب کہنا پڑے گا بالجملہ اس قسم کی آیات مین زمانہ کا ماضی ہونا باعتبار وقت جزاء و تفریعات ہوتا ہے

باعتبار وقت تکلم نہین ہوتا سو جیسی آیہ ان الذین امنوا مین جزا فلہم اجرہم سے مثلاً تقدم ملحوظ ہوگا اس
آیۃ مین عدم حسبان اور رزق اور فرحت وغیرہ امور مندرجہ آیۃ لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم ان لا
خوف علیہم ولا ہم یحزنون سے تقدم اعتبار کیا جاویگا ورنہ ہم تو نہین کہہ سکتی پر یہی تفسیر دانی ہوگی
تو حضرت امام الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور انکی رفقا کی حیات سی شیعونکو انکار ہی کرنا پڑیگا
بہرحال جملہ الذین قتلوا کی تعمیم ضرور ہی پہر اس صورت مین دو حال سی خالی نہین کہ مقتولان فی سبیل اللہ
کی حیات اول ہی بدستور ہو اور اسلئی بل احیاء فرمایا ہو یا حیات اول منقطع ہوگئی ہو پر حیات ثانی کی اعتبار
سے انکو احیاء فرمایا ہو صورت اول مین تو ظاہر ہے کہ بعد قتل موت وحیات کا اجتماع لازم آئیگا پر صورت ثانی
کی پہر دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ حیات اول کی ختم ہوتی ہی دوسری حیات شروع ہوگئی ہو یعنی حیات اول کا
انتہا اور حیات ثانی کا ابتداء ایسطرح متصل اور چسپان ہو جیسے رات اور دن اور ظہر اور عصر مثلاً دوسرے یہ
کہ حیات اول کی اختتام کی بعد ایک زمانہ تک موت رہتی ہو اور پہر حیات ثانی آتی ہو ان دونون صورتون
مین سی پہلی صورت مین اگر موت انتہاء حیات اور حد حیات اور طرف حیات ہی تو جیسے خط و سطح مفروض علی السطح
المتصل اور سطح مفروض علی الجسم المتصل یا ان مفروض فی الزمان المتصل اتصال سطح اور اتصال جسم
اور اتصال زمان مین قادح نہین ایسی ہی موت مفروض مین الحیوتین کو خیال فرمائی کیونکہ اس صورت مین
تعدد حیات باعتبار فرض موت ہی اور موت ایک انتہاء غیر منقسم کا نام سو جیسی تعدد سطح جو وقت فرض خط
مستدیر مثلاً لازم ہی اتصال سطح داخل وخارج مستدیر مین قادح نہین ایسی ہی موت بہی اتصال حیات
سابق ولاحق مین قادح نہوگی اور اگر موت کیفیت مستمرہ کا نام ہی تو پہر وہی صورت ہی یہان بہی موت و
حیات باہم مجتمع ہون گی ہان صورت ثانی مین البتہ اجتماع موت وحیات نہوگا بلکہ حیات اول تک تو موت بہی
ہی نہین اور حیات ثانی کی وقت موت زائل ہوگئی اور یہی احتمال شیعون کو مفید بہی معلوم ہوتا ہی
مگر اسکو کیا کیجئی کہ دونون حیاتونکی ما بین جو زمانہ موت ہوگا تو اس موت کی معروض وہی الذین قتلوا فی
فی سبیل اللہ ہین جنکی شان مین لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا اور اہل احیاء فرماتی ہین الغرض
خود آیت لاتحسبن ہے احتمال مذکور کے مکذب ہے اور دلیل عقلی موت وحیات کی اجتماع کے ممکن ہوئی پر طالب
ہے تو سنئے کہ اجتماع اضداد کی محال ہونیکی لئے ضرور ہی کہ جہت وزمان بہی واحد ہو ورنہ مختلف زمانونمین

جیسے پانی کا گرم و سرد ہونا اور زمین کا مضی اور مظلم ہونا ممکن کیا مشہود ہی ایسی باعتبار جہات مختلفہ
ہی حرارت و برودت اور نور و ظلمت کا اجتماع موجود ہی علی ہذا القیاس ادویہ باردہ بالطبع اور آب جو
بالطبع بارد ہی بوسیلہ آتش گرم ہو جاتی ہین اور علے ہذا القیاس ادویہ حارہ بالطبع مثل مرچ و گوگل شہد
سرما بین بارد ہو جاتی ہین اور طبیعت وہی کی وہی رہتی ہی تاثیرات جون کی تون رہتی ہین اگر اجتماع
مفہومات مذکورہ ہر طرح محال ہی ہوتا تو یہہ اجتماع کیونکر ہو سکتا اسلئے بناچاری اجتماع جہت کا شرایط
تضادین سے کہنا ضرور ہی سو جیسی یہان حرارت ذاتی اور برودت طبعی زایل نہین ہوتی بلکہ برودت
عارضہ اور حرارت غریبہ کی تلی دیجاتی ہے اور زیر پردہ اضداد مستور ہو جاتی ہے ایسی ہی اگر حیات ذاتی
زیر پردہ موت مستور ہو جائے تو کیا عجب ہے کیونکہ موت بشہادت آیۃ خلق الموت والحیات امر وجودی
ہی عدمی محض نہین جو یون کہا جاوے کہ ساتر ہونے کے لئی وجودی ہونا ضرور ہی اور موت امر عدمی ہی اوسکی
ساتر ہونے اور حیات کی مستور ہونیکی کیا معنی اور اگر یون کہئی کہ موت تو امر عدمی ہی ہی پر یہان وہ چیز
مراد ہے جس سے موت یعنی عدم الحیوۃ لازم آیا ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ حیات منجملہ اوصاف و عوارض
ہی اقسام موصوفات اور جواہر مین سے نہین اور ظاہر ہے کہ اوصاف وجودی دو حال سے خالی نہین ہوتی
یا اوصاف ذاتیہ ہونگی یعنی ذات موصوف کے حق مین خانہ زاد ہون کسی اور کا فیض نہون جیسے فرض کرو
حرارت آتش اس قسم کے اوصاف تو اہل علم و عقل جانتے ہین کہ موصوف سی جدی ہی نہین ہوتی اور اگر
اوصاف وجودی اوصاف ذاتیہ نہون گی تو اوصاف عرضیہ بمعنی بالعرض ہونگی یعنی کسی اور کا فیض
ہونگی جیسی فرض کرو حرارت آب گرم کہ آب گرم مین فیض آتش ہی آب کے حق مین وصف خانہ زاد نہین
اس قسم کی اوصاف البتہ زوال پذیر ہوتے ہین اور موصوفات سے اُن کا عدم متصور ہوتا ہے لیکن
اس قسم کے اوصاف اگر ایک جا سے معدوم ہو جاتی ہین تو جہانکا فیض ہے وہان سی معدوم نہین ہوتی
الغرض ہر وصف عرضی بمعنی بالعرض کے لئے ایک موصوف بالذات ضرور ہی سو جس کیسکی ایسی حیات ہوگی
اُسکی حیات معدوم نہین ہو سکتی اگر دبگی تو مستور ہوگی اور وہ چیز جو آیۃ مذکورہ مین لفظ موت سے
مراد ہوگی اسکے حق مین ساتر ہی ہوگی مزیل نہوگی سو ہم کہتے ہین کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات خانہ زاد ہو اور اوروں کی حیات عالم امکان مین ایسی طرح اُس کا فیض ہو جیسے چاندمین
آفتاب کا فیض تو اُس صورت مین آپکی حیات وقت موت زایل نہوگی اگر ہوگی تو مستور ہوگی یعنی

جیسی وقت کسوف یعنی گہن کے وقت نور آفتاب چاند کی اوٹ مین مستور ہوجاتا ہی اور چاند کا نور وقت خسوف
یعنی چاند گہن مین بانیوجہ کہ زمین اُسکی اور آفتاب کے بیچ مین حائل ہوگئی ہی بالکل زایل ہوجاتا ہی ایسے ہی وقت
موت آپکی حیات تو زیر پردہ موت مشار الیہ فی الآیۃ مستور ہوجائے اور نکی حیات بالکل زایل ہوجاے بالجملہ موت
اور حیات بوجہ اختلاف جہات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اگر مجتمع ہوجائین تو کونسا محال لازم آئیگا
حیات ذاتی اور اصلی ہوگی اور موت عرضی اس صورت مین حدیث لا نورث ما ترکناہ جو حیات انبیا پر دلالت
کرتی ہے جیسی آیۃ یوصیکم اللہ کی مخالف نہ تہی ایسی ہی آیۃ انک میت اور کل نفس ذایقۃ الموت کی بہی مخالف
نہوگے رہا تعارض حدیث مذکور اور آیۃ و ورث سلیمان وداود اور آیۃ وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل
یعقوب الخ یہ تعارض ظاہر اشیعونکو بوجہ قلت مزاولت کلام اللہ تعارض حقیقی معلوم ہوتا ہے اگر کلام اللہ کی
تلاوت کبہی نصیب ہوتی اور انکی ایسی کہان نصیب تو یہہ دہوکا نہ پڑتا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونون آیتون
مین بہی مثل آیۃ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب اور آیۃ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا وراثت علمی مراد ہے
یا وراثت خلافت وولی عہدی وراثت مالی مراد نہین چنانچہ آیۃ ورث سلیمان داود سے پہلی متصل ہے یہ
ارشاد ولقد آتینا داود وسلیمان علما وقال الحمد للہ الذی فضلنا علی عبادہ المومنین اور بعد جملہ ورث
سلیمان داود متصل ہے یہہ ارشاد وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر اس ارادہ کے لئے قرینہ بہی ہے
ورنہ وراثت مالی مراد ہو تو پہر وہی قصہ ہوجاے جیسے گنوار کہا کرتے ہین بیا دمین بیج کا لیکہا سو اگر
کسی گنوار کی کلام ہوتی تو احتمال بہی تہا خدا کی کلام مین ایسی بیربطی اونہین کے نزدیک متصور ہے جنکی نزدیک
خدا تعالی کو کلام گفتگو کا سلیقہ نہو اور کلام اللہ معجز نہو با اینہمہ حدیث کلینی جو خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے اسبات پر شاہد ہے کہ آیت وورث سلیمان مین وراثت علمی مراد ہے وراثت مالی مراد نہین حدیث
یہہ ہے ورث سلیمان داود وورثنا نحن سلیمان حاصل کلام یہہ ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داود علیہم کی وارث
ہوئی تہے اور ہم حضرت سلیمان کے وارث ہوئی اور ظاہر ہے کہ وراثت مالی کے لئے اون رشتون اور قرابتون
مین سے کسی رشتہ دار اور قرابت کا ہونا ضرور ہے جن پر وراثت موقوف ہے سو حضرات شیعہ بہی فرمائینگے
حضرت سلیمان تو حضرت داود کی فرزند تہے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان کی کون تہے جو
انکے مال کے وارث ہوئے اور پہر وارث بہی ہوئے تو کیا فدک وغیرہ متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
سلیمان ہی کی ترکہ مین سے آپکو ملا تہا اب آیۃ وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب کا حال

بہی سنئی اس آیتہ مین میراث مالی مراد ہو تو یہہ معنی ہون کہ حضرت یعقوب کا مال حضرت زکریا کی زمانہ تک غیر
مقسوم رکہا ہوا تہا حضرت زکریا کی فرزند کا انتظار تہا سو اس عرصہ دراز تک جو کچہہ اوپر دو ہزار برس ہوتی
ہین حضرت یعقوب کا مال ویسی رکہا رہا ہو کسی عاقل کے فہم مین تو آ نہین سکتا اور کہین سے جنون اتہ لگیا
ہو ہی ملجا ہی تو کیا مضایقہ ہی باایہمہ اس صورت مین فقط جملہ یرثنی کافی تہا جملہ ثانیہ یعنی یرث من آل یعقوب
کی کیا ضرورت تہی کیونکہ حضرت یعقوب کی وراثت وبے وساطت حضرت زکریا علیہ السلام متصور نہین اور اگر
کسی اور کے واسطہ سے متصور ہی ہے تو اون کا نام لینا تہا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر پہر بہی بے محل ہے
یہ تو اس صورت مین ہے کہ لفظ آل آتیہ مشار الیہا مین حسب محاورہ عرب زایل ہوا اور اگر لفظ آل زاید نہین تو
یون کہو کہ تمام بنی اسرائیل سی جو اس وقت تک لاکہون ہون گے حضرت زکریا علیہ السلام کے فرزند کو وہ قرابت
تہی جسکی وسیلہ سے اون سب کے وراثت ہوسکتی تہی اور پہر اون سب کا انتقال بہی حضرت زکریا علیہ السلام کی
فرزند کی روبرو ہونا چاہئے جو یرث من آل یعقوب صحیح ہو علاوہ برین وہ خوف جو جملہ خفت الموالی سی ثابت
ہوا اگر بایں نظر تہا کہ آپ کی کنبی کے لوگ اپکو مسرف نظر آتے تہے اون سے بیجا خرچ کرنیکا کہٹکا تہا تو اس دعا
وارث نیک کی حاجت نتہی اپنی آپ خدا کی راہ مین خرچ کرجاتی اور اگر چہوڑ ہی جاتی تو کیا تہا بعد موت تکلیف شرع
باقی ہی نہین رہتی جو کچہہ خوف حساب آخرت ہو دوسری دوسرون کا کیا اونہین پر پڑتا جو کرتا وہی بہرتا لا تزر وازرة
وزر اخری کلام اللہ مین موجود ہی دعا مذکور مین یہہ اہتمام کہ رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم
اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی کاہیکی لئے کیا گیا ہان اگر وراثت علمی مراد ہو تو دونون
آیتون کا سیاق وسیاق بہی درست ہو جائے اور کوئی خرابی بہی پیش نہ آئی حاصل اس صورت مین یہہ ہوگا
کہ جو منصب ارشاد وانصاف پہلی حضرت داود علیہ السلام کو حاصل تہا اون کی بعد حضرت سلیمان کو ملا اور جو
منصب ہدایت زکریا علیہ السلام رکہتے تہے بعد اپنے اس منصب کے لئے کسی ولی عہد پسندیدہ کی خواستگار ہین
چنانچہ لفظ ولی کو یرثنی کی ساتہہ ذکر کرنا عاقلون کی نزدیک اسجانب مشیر ہے کہ ولی عہد چاہتی ہین مثل اہل دنیا فقط
فرزندہی کی آرزومند نہین کیسا ہی ہو بلکہ بیٹا ہو یا کوئی اور جو ہو ولی عہد ہو پر ایسا نہو کہ امت کی لوگونکو خراب
کر دے ایسے ولیعہد تو اونکی اقربا مین بہی بہت تہے چنانچہ جملہ انی خفت الموالی سے ظاہر ہے بلکہ ولیعہد بہی ہو
تو پسندیدہ خدا ہو اسلئے جملہ واجعلہ رب رضیا بڑہایا اور جب یہ بات ٹہری تو اب حضرات شیعہ ہی انصاف
فرمائین کہ ولیعہد اور خلیفہ کی وراثت کونسی قسم ہوتی ہے وراثت مالی ہوتی ہے یا مثل خلفاء انبیاء وعلماء

وفقراء فقط وراثت ارشاد و تلقین و انصاف و حفظ جان و مال رعایا مگر ان شیعون کے نزدیک شاید ولیعہد انبیاء کرام علیہم السلام ایسی ہی ہوتی ہون جیسے نواب و امراء لکھنؤ و ایران یعنی جس کسیکا مال ہاتھہ آیا بیدریغ لیا خواہشات نفسانی مین صرف کیا بہر حال لفظ ولی اور لفظ موالی خود شاہد ہین کہ وراثت مالی نہین وراثت علمی اور وراثت ارشاد مراد ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بعد ذکر بشارت تولد یون فرمایا یا یحیی خذ الکتب بقوة و اتیناہ الحکم صبیا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنی قرب زمانہ وفات کی طرف وعا رب انی وہن العظم منی و اشتعل الراس شیبا مین اشارہ کرچکے تھے اور غرض یہہ تہی کہ ولیعہد مذکور کی جلدی ہی ضرورت ہی تاکہ اس منصب کو سنبہالی سو خداوند کریم نے اُنکی خاطر لڑکپن ہی مین حضرت یحیی کو کمال علمی اور عملی عنایت فرماکر انقیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر دی تاکہ معلوم ہوجاے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی مراد یہی تھی الغرض خداوند کریم تو حضرت زکریا علیہ السلام کا یہ مطلب سمجہی جو اس خاکسار نے عرض کیا حضرات شیعہ اگر کچھہ اور سمجہین تو سمجہا کریں مگر ان حضرات شیعہ کا ہی قصور نہین خدا کو جب بدا واقع ہو تو اگر کسی بندہ کی مراد نہ سمجہا تو کیا تعجب علاوہ برین وراثت ایک معنی اضافی ہے جسکی لئے دو حاشیون یعنی مضاف و مضاف الیہ کی ضرورت ہے سو ایک طرف تو یہی وارث ہے دوسری طرف کبھی مورث کو رکھتے ہین اور یون کہتے ہین کہ فلان شخص فلان شخص کا وارث ہوا اور کبہی مال مورث کو مثلاً کہتے ہین اور یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ مال مثلاً اُسکو اُس سے میراث مین ملا بہر حال معنے میراث اس صورت مین یہ ہوتا ہے کہ فلان شخص فلان مال مین فلان شخص کا قایم مقام ہوا اور اسپر متسلط ہوا چنانچہ خداوند کریم جا بجا مادہ میراث کو اپنی کلام پاک مین انہین معنون مین استعمال کرتا ہے نحن نرث الارض ومن علیہا ونحن خیر الوارثین ثم اورثنا الکتب فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتب تلک الجنة التی اورثتموہا وغیرہ آیات کو دیکھیے یہی حسب مراد شیعہ میراث مالی بطور معلوم تو ہو ہی نہین سکتی چنانچہ ظاہر ہے خاصکر دو اول کے جملون مین خداوند پاک کو نہ کسی سے قرابت نسبتی حاصل ہے نہ میراث مالی بطور معلوم بن پڑی ہان معنی قایم مقام اور متسلط ہونے کے لیجئے تو البتہ تمام آیات مین برابر چل جاے بلکہ شیعونکو یاد نہین انکی احادیث مین ہی مادہ وراثت میراث علمی مین مستعمل ہے کلینی کی ایک حدیث مین جسکو پورا پورا انشاء اللہ آگے نقل کرونگا یہہ لفظ ہی ان الانبیاء لم یورثوا درہما ولا دینارا انما ورثوا احادیث من احادیثہم جملہ انما ورثوا احادیث الخ کو دیکھئے میراث مالی پر دلالت کرتا ہے یا میراث علمی پر پھر میراث علمی پر بہی اس لطف سے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء کی

البتہ میراث مالی کی سراسر نفی کردی جیسے بعد انصاف سے دیکھئی تو شیعونکو مجال دم زدن باقی ہی
اور نہ سنیونکو اور کسی جواب کی ضرورت مگر اسپر بہی شیعہ نمانین تو پہر انکو موافق مثل مشہور گوہ کی چارہ
موت خوارج ہی کی حوالہ بالجملہ میراث ایک معنی اضافی ہی اور حاصل اُسکا قایم مقام اور متسلط ہو جانا
سو اول تو قایم مقام ہونا الخ ایسا مضمون ہے کہ اموال ہی کی ساتہہ مخصوص نہین جو لفظ ورث اور
یرث کو دیکہکر دہوکا کہا ہئی دوسرے اضافت اور نسبت اور یہی اور اطراف اضافت و نسبت اور جو
ایک کی لئی لفظ موضوع ہو وہ دوسرے پر دلالت نکریگا اور بطور التزام اگر دلالت کریگا بقدر لزوم
والتزام دلالت کریگا جیسا مضمون غسل مفہوم آب پر بالالتزام دلالت کرتا ہی مگر ظاہر ہے کہ دلالت التزامی
وہین متصور ہے جہان لزوم ہو جیسی غسل کو لئی آب لازم ہے اور جہان نہو جیسی قایم مقام ہونیکو لئی مال
لازم نہین وہان دلالت مطابقی تو کیا دلالت التزامی بہی متصور نہین بالجملہ اضافہ مطلقہ مطلق مضاف
یا مضاف الیہ قابل انتساب و اضافت کی خواستگار ہی خصوصیت مال کہانسی نکال لی ہان یون کہئی کہ بوجہ کثرت
وقوع میراث مالی لفظ میراث کا استعمال میراث مالی مین بکثرت ہوتا ہے اسلئی عوام اسیکو میراث سمجہنی
لگی مگر علماء شیعہ کو دیکہئی کہ یہہ بہی عوام ہی کی مقلد ہو گئی اس تقریر کو سنکر اہل فہم کو یہہ یقین ہو گیا ہوگا
کہ میراث و وراثت مالی اور وراثت علمی وغیرہ سب عام ہے اسلئی مدعیان میراث مالی کا کام نہین چل سکتا نہ آیۃ
ورثہ سلیمان انکو مفید ہے نہ آیۃ ہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوبؑ اونکی مؤید اور نہ
حدیث بخاری جس مین حضرت علیؓ کا خلافت ثانیہ مین طالب میراث ہونا موجود ہے اونکی کار آمد
اسلئی کہ اُسوقت اگرچہ حدیث لانورث کے بہول جانیکا احتمال بہت مستبعد ہی حضرت فاطمہؓ اور خلیفہ
اول کا جہگڑا طشت از بام ہو چکا تہا مگر بقرینہ سیاق و سباق بعد ثبوت عموم مذکور میراث تولیت
تہی جسکا ثبوت بہ نسبت حضرت رسول اللہ علیہ وسلم آگی انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا جب اس بحث
سی بحمد اللہ فراغت پائی تو خلاصہ تقریر گذشتہ کی طرف اشارہ کرکے آگی چلتا ہون مخدوم من یہ بات تو روشن
ہو گئی کہ حدیث لانورث نہ آیۃ یوصیکم اللہ کے ناسخ نہ آیۃ ورث سلیمان اور آیۃ یرثنی کی معارض ناسخ
نہو نیکی تو وجہ یہ ہے کہ آیۃ یوصیکم اللہ فی اولادکم بقرینہ آیۃ سابقہ ان الذین یاکلون اموال
الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا اور نیز با جماع جملہ فقہا اہل اسلام اُس
تقسیم پر دلالت کرتی ہے جو بعد انقطاع علاقہ حیات فیما بین روح و جسم ہونی چاہئی اور حدیث لانورث

نورث عدم انقطاع علاقہ پر دلالت کرتی ہے اس صورت مین یہہ قصہ ایسا ہوگیا جیسا کوئی طبیب حاذق کسی مریض سکتہ کو یون کہے کہ یہہ شخص مرا نہین اُسکو مردہ سمجھکر اُسکے مال کو بہراثہ مین تقسیم مت کرو سو جیسا قول طبیب مذکور ناسخ آیۃ یوصیکم اللہ اور رافع حکم مذکور نہین ایسی ہی قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ حکم مذکور نہین بلکہ مثل قول طبیب مذکور عدم تحقق شرط میراث مالی یعنی عدم انقطاع علاقہ حیات کی خبر دیتا ہے اور آیتہ ورث سلیمان داود اور آیت یرثنی ویرث من آل یعقوب سے معارض نہونگی یہ وجہ ہی کہ ان دونون آیتون مین تو بوجوہ مذکورہ میراث علم وارشاد و خلافت مراد ہی اور حدیث لا نورث مین بقرینہ جملہ ما ترکنا صدقۃ میراث مالی مراد ہے اگر دونون جا ایک ہی قسم کی میراث مراد ہوتی تو بیشک تعارض ہوتا جب خلاصہ تقریر جواب معلوم ہوگیا تو آگی سُنیئے اہل سُنت وجماعت کو بمقابلہ طعن فدک جو حضرات شیعہ کرتے ہین تصحیح حدیث لا نورث کی لئی ایک احتمال ممکن بہ نسبت بقاء حیات کافی ہے بلکہ حدیث لا نورث ہوتی یا نہوتی حضرت ابوبکر صدیق کی طرف سے فدک ندینی کے لئے احتمال بقاء حیات بطور معروض مدافعت طعن شیعہ کے لئے بہت تہا اثبات حیات کی ضرورت نتہی کیونکہ وجہ ثبوت مدعی کی ذمہ ہوتی ہے مدعا علیہ کو بعد امکان احتمال مخالف دعواء مدعی فقط لا نسلم کافی ہوتا ہے سو دعوی میراث مین شیعہ مدعی ہین اور سُنی مدعا علیہ دلیل لائین تو شیعہ لائین سُنیون سے ثبوت بقاء حیات کی دلیل طلب نفرمائین مگر بایہمہ خاطر حضرات شیعہ عزیز ہی انکی تسکین کرئے کسیقدر اثبات حیات سرور کائنات علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ افضل الصلوات والتسلیمات بہی سہی اسلئے معروض ہے کہ صورت اجتماع موت و حیات کی سمجہانیکے بعد ہم اسبات کی بہی مدعی ہین کہ علاقہ فیما بین روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وجسم مبارک عروض موت منقطع نہین ہوا دلیل بکار ہی تو ایک انی لیجئی دوسری لی اول کی تقریر تو یہہ ہے کہ سورہ نسا مین لا تنکحوا ما نکح اباءکم فرماکر حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم الخ فرمایا اور تمام محرمات کو بیان فرماکر ارشاد و احل لکم ما وراء ذالکم سے گرفتاران ہوا و ہوس کی تسکین فرمائی حاصل کلام یہ ہے کہ سواء محرمات مندرجہ آیات سابقہ اور سب تمہاری لئی حلال ہین اسکے بعد سورہ احزاب مین یہہ ارشاد ہوا ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اور ظاہر ہے کہ یہ حکم حرمت بہی مثل حکم حلت مشار الیہ تمام امت کی نسبت ہے کسی ایک دو کی تخصیص نہین اور ظاہر ہے اور فریقین کے نزدیک مسلم کہ نسخ و تخصیص کا اُسیوقت قایل ہونا چاہئی کہ تطبیق کی کوئی صورت نہو یہان اگر یون کہا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

حیات جسمانی اور علاقہ مذکور عروض موت سے زایل نہین ہوا اور اسوجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
کا نکاح منقطع نہین ہوا تو ہرگز کوئی صورت تعارض کی نرہیگی جو نسخ یا تخصیص کے قایل ہونیکی ضرورت پڑی
بلکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس صورت مین منجملہ والمحصنات من النساء ہوجائینگی ہان اگر کوئی وجہ منجملہ
موجبات تحریم مین سے ایسی عام ہوسکتی کہ تمام امت کی حق مین موجب حرمت ہوجاتی تو البتہ ممکن تہا کہ باوجود
انقطاع علاقہ فیمابین روح پرفتوح وجسم منور حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم اور باوجود زوال
حیات جسمانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام امت کی حق مین حرام ہوجاتین
مگر موجبات حرمت مندرجہ آیات مشار الیہ مین کوئی ایسی وجہ نہین جو اُسکی بہروسہ کسی عورت کو تمام جہان
کے حق مین حرام کہہ سکین کیونکہ نہ کوئی عورت ساری جہان کے باپونکی منکوحہ ہوسکی نہ ساری جہان کی
والدہ نہ ساری جہان کی دختر علی ہذا القیاس البتہ کیسکی منکوحہ تا بقاء نکاح ساری جہان کی حق مین حرام
ہوتی ہے یا متوفی عنہا زوجہا تا بقاء عدت اور ظاہر ہے کہ محصنات کی یہی دو قسمین ہین مگر بحکم والذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا ساری جہان کی اموات کی ازواج کی عدت
کل دس دن چار مہینے ہین اور حاملہ ہو تو بحکم واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن عدت مذکورہ تا وضع
حمل اور ظاہر ہے کہ حمل کی مدت نو مہینے مین زیادہ ہو تو دو برس اور اس سے بہی زیادہ ہوسکی تو چار پانچ
برس کہلو قیامت کا حساب کتاب تو ہوتا ہی نہین باینہمہ ازواج مطہرات مین سے دم وفات نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق مورخین فریقین کوئی ام المومنین حاملہ تہی ہی نہین اسصورت مین پہر
وہی گذارش ہے کہ نسخ وتخصیص تو جبہی جایز ہے کہ تطبیق ممکن نہو اور یہان بوجہ امکان اجماع موت
وحیات انطباق ممکن یعنی جب یون کہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بہی بدستور عالم دنیا
مین زندہ ہین آپ کا علاقہ حیات روحانی جو جسم اطہر سے تہا منقطع ہوا ہی نہین جو عدہ مذکورہ کی
نوبت آئی اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ والذین یتوفون کی بعد منکم بہی بڑہایا علی ہذا القیاس ایک میت
جدا فرمایا اور انہیم میتون جدا فرمایا اور دونونکو مثل جملہ لاحقہ ثم انکم یوم القیمۃ عند ربکم تختصمون ایک خطاب مین
اکہٹا نکر دیا تاکہ قابل شناسان معانی سنج کو اسجانب تنبیہ رہی کہ موت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قسم
کی ہے اور موت امت اور قسم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت مین استتار حیات زیر پردہ
موت یا زیر پردہ موجب موت ہوتا ہے اور امت کی موت کیوقت زوال حیات کل یا بعض ہوجاتا ہے مثال

درکار ہی تو وہی کسوف خسوف ہی یا چراغ کا کسی ہنڈیا مین یو سبلہ سرپوش بند ہوکر مکان مین اندھیرا ہوجانا یا گل ہوکر چاندنی کا زایل ہوجانا سو جیسے کسوف مین استتار نور اور خسوف مین زوال نور ہوتا ہی اور نور چراغ پہلی صورت مین مستور ہوجاتا ہے اور دوسری صورت مین زائل ہوجاتا ہی اور اندھیری ہوجانی کی لئی خسوف و کسوف اور چراغ کا بند ہونا اور گل ہونا دونون برابر مین ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب استتار حیات ہو اور امتہ کی جانب زوال حیات اسلئی اخبار وقوع موت کیونت انکی میت جدا کہا اور انہم میتون جدا کہا اور بیان احکام متفرعہ علی المیت کی ہر ایک وقت کا حکم جدا بتلا دیا یعنی نکاح متوفی عنہا زوجہا مین تو یون تفریق فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سی کوئی نکاح نکرنے پائے چنانچہ ارشاد ان لاتنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا سے ظاہر ہے اور ازواج امتہ کی حق مین یہ ارشاد کردیا والذین یتوفون منکم الخ چونکہ ان لاتنکحوا کی مخاطب امت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین یہان بہی منکم کے مخاطب وہی ہونگی رسول اللہ علیہ السلام خارج ہونگی ورنہ اضافۂ منکم لغو و بیکار تہا اتنا کام تو فقط والذین یتوفون سے ہی چل سکتا تہا اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ آیۃ واولات الاحمال اجلہن مین من ازواجکن نہ بڑہایا کیونکہ اس حکم مین مطلقات اور متوفی عنہن ازواجہن دونون داخل ہین اور ظاہر ہی کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہی متصور ہے یا اینہمہ مطلقات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدخولہ یہا جو امت پر حرام رہین تو بوجہ بقاء عدت حرام نہین بلکہ وجہ اسکی جملہ وازواجہ امہاتہم سی ماخوذ ہی یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو المومنین ہونیکو مقتضی ہی اور اسوجہ سی منجملہ ماانکح اباءکم مین اور بحکم لاتنکحوا مانکح اباءکم سب پر حرام ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہہ ابوت بنسبت مومنین نوداسبا تکو مستلزم ہی کہ آپ بدستور زندہ ہین چنانچہ انشاء اللہ یہ بات عنقریب روشن ہونیوالی ہی مگر اس صورت مین یہہ قصہ ایسا ہوگا کہ کوئی متوفی عنہا زوجہا بعد انقضاء عدت بوجہ نسبت یا رضاع وغیرہ اسباب کے کسی پر حرام رہی سو جیسی وہ حرمت بوجہ عدت نہین اور اسوجہ سی منجملہ محصنات نہین کہہ سکتی ایسی ہی یہان بہی سمجہئے غرض عدت مطلقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر حاملہ ہوتی وہی وضع حمل تہی آپ کی ازواج کی کوی جدی مدت نتہی اسلئے واولات الاحمال کے بعد من ازواجکن نہ بڑہایا اور عدت وفات چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین متصور ہی نتہی تو والذین

بتوفون کے بعد منکم بہی ٹہرایا۔ رہی متصور نہونی کی وجہ یہہ ہی کہ وفات و موت اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور امت دونون کو عارض ہوتی ہی مگر عدت کی علت فقط موت اور وفات ہی نہین بلکہ علت عدت وہ امر ہے
جو نساءکم حرث لکم سی ماخوذ ہی جسکی باعث منکوحات غیر کا نکاح ناجایز رہا مردونکی طرح عورتون کو ایک وقت
مین متعدد نکاحون کی اجازت نملی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ بارشاد نساءکم حرث لکم اسجانب اشارہ
فرمایا کہ نکاح سے مقصود اولاد ہی فقط شہوت رانی اور لذت جماع مقصود نہین بلکہ شہوت اس پیداوار
کی حق مین ایسی جیسی کہیتی کا سامان غلہ کی لئی یا کہانیکی خواہش بدل ماتحلل کیلئے موافق شعر مشہور ؎
خوردن برای زیستن و ذکر کردن ست ؎ تو معتقد کہ زیستن از بہرہ خوردن ست ؎ جیسے اصل بدل
ماتحلل ہے اور بہوک اور کہانی کا مزہ اسکی حصول کا سامان یا کہیتی مین اصل مقصود پیداوار ہوتی ہی اور
کہیتی کا سامان اسکی حصول کی تدبیر ایسی ہی اصل مقصود عورتون سے اولاد ہی اور شہوت اور لذت جماع
اسکی حصول کی تدبیر اور اگر لذت جماع اور شہوت رانی ہی مقصود ہوتی تو زنا بہی بہ تراضی طرفین ہرگز
ممنوع نہوتا بالجملہ نکاح سی مقصود اصلی اولاد ہی کیونکہ عورتین اگر کہیت ہین تو اسی پیداوار کی کہیت مین
اس صورت مین اگر عورتونکو زمانہ واحد مین متعدد نکاحونکی اجازت ہو تو اسکی ساری خاوند اولاد مین ایسی
طرح شریک ہونگی جیسی ایک زمینکی پیداوار مین تمام زراعت کی تمام شریک مگر غلہ کی تقسیم مین تو کچہہ دقت
نتہی اسکی اجازت رہی اولاد کی تقسیم کی کوئی صورت نہین اگر ایک ہی بچہ ہوا تب تو ظاہر ہی کہ کاٹ سکین
نہ پہانٹ سکین نہ وقت واحد مین ایک بچہ دونون کی پاس رہ سکی اور اگر نوبت بنوبت ہر ایک پاس رہا کری
تو یہہ ہی بن نہین پڑتا اسلئی کہ غلام و زوج وغیرہ اشیاء جنمین نوبت جاری ہوتی ہی بذات خود مقصود
نہین ہوتی غلام سی خدمت اور خاوند سی قضاء حاجت یا اولاد مقصود ہوتی ہی اسلئی انسی دلی محبت
نہین ہوتی یہی وجہ ہی کہ غلام کی بیع و شراء اور خاوند سی خلع جایز رہا اگر بذات خود مقصود ہوتی تو
جدائی کسیکو گوارا نہوتی اور خدا کی طرف سی اجازت نملتی اور اولاد خود بذات خود مقصود ہوتی ہین
انکی محبت بیواسطہ ہی اسلئی عقوق والدین اور اپنی نسب کا انکار ممنوع بلکہ کبیرہ ٹہرا اور بر والدین
منجملہ حسنات اور باقیات صالحات اور حب اولاد مقصود بالذات ٹہرا ہی چنانچہ جملہ نساءکم حرث لکم
ہے خود اسی جانب مشیر ہی تو اب تقسیم بطور نوبت مین حصول مقصود بوجہ اتم معلوم ایک اگر کامیاب
ہوگا تو دوسرا مبتلاء درد فراق رہیگا اور اگر اولاد کثیر ہوئی اور ازدواج پر صحیح تقسیم بہی ہوسکی

تب بھی یہہ نہین کہ مثل غلہ آدہا آدہا مثلاً یہہ لیجایا اور آدہا وہ کیونکہ غلہ سے قضاء حاجت مقصود ہی بذات خود مقصود
نہین اور اس امر مین یہہ ٹہیر سکتا ہو وہ سب برابر تقسیم ہو اور اولاد میں یکی سب بخرات تو وہ مقصود سب سے برابر محبت درصورت
تقسیم اگر ایک کی دو مثال سے مسرور ہوگا تو دوسرا [illegible] فراق [illegible] ہوگا اسیلئے درصورت جواز تعدد نکاح تقسیم اولاد کی
کوئی صورت نہین اور یہہ بات کہ جب تک حمل رہیگا [illegible] پیدا ہو ایک ہی شخص متصرف رہے دو وجہ سے ممکن نہ تہا
ایک تو یہہ استحقاق دونون کا برابر ہو تو استحقاق ملک [illegible] ایک کو اجازت ہو دوسرے کو نہو خلاف انصاف
دوسرے انتفاع بقدر معتد بہ یعنی جماع وقت واحد مین دونون سے متصور نہین سو اگر تہائی اور تناوب ہو یعنی
نوبت بنوبت منتفع ہونے کی اجازت ہوتی تو بضرورت عدم امکان اجتماع فی الجماع مثل نوبت زنان
شب دو شب کی نوبت مقرر ہوتی اتنا زمانہ طویل جو ایک کے حق مین عیش طویل دوسرے کے حق مین حسرت دراز
ہو ہرگز قابل تقرر نوبت نہیں دوسرے حمل کے رہنے کے لئے کوئی زمانہ ایسا مقرر نہین کہ خواہی نخواہی اُس موسم
مین یا اسقدر مدت مین علوق نطفہ ہو ہی جایا کرے پھر وضع حمل کے لئے کوئی مدت ایسی معین نہین جو اُس سے
کم و بیشی متصور نہو اسلئے نوبت کی تساوی اور عدل [illegible] کی کوئی صورت نہ نکلی جو مثل غلام و زوجہ
کہ نوبت بنوبت سب آقاؤن اور تمام [illegible] کے پاس رہ سکتا ہو ایک عورت سب خاوندونکے پاس برابر
رہ سکتی اور کوئی فساد اسوجہ سے پیش نہ آتا اگر یہی تو [illegible] ایک صورت ہی کہ نوبت بنوبت طہر واحد مین
متعدد خاوندون واحد سی منتفع ہوا کرتی مگر ظاہر ہو کہ اس صورت مین درصورت تولد اولاد یہہ معلوم
نہین ہو سکتا کہ کسکے نطفہ سے پیدا ہوا اور اگر کسی قرینہ سے معلوم ہو جائے تو اتنی بات معلوم ہوگی کہ اول
کسکا نطفہ رحم زن مین ٹہرا یہہ بات کیونکر معلوم ہو کہ دوسرون کا نطفہ بعد مین ہی شامل نہین ہوا با اینہمہ
دوسرون کا منہ اتنی بات سے بند نہین کرسکتی ہر خاوند کو اسوقت مین دعوی کی گنجایش ہوگی اور ایک
نزاع عظیم برپا ہوگا بالجملہ وجہ عدم جواز تعدد نکاح عورت کیوقت واحد مین یہہ ہے مگر یہہ بات بعد وفات
زوج جبتک باقی ہے کہ بالیقین حاملہ ہو تو وضع حمل ہو جای اور شبہ حمل ہو تو وہ شبہ مٹ جائے مگر شبہ حمل
کے مٹ جانے کی عمدہ صورت اگر ہے تو یہہ ہے کہ کچہہ اوپر تین چلون تک انتظار کیا جاے وجہ اسکی یہہ ہے کہ
بشہادت احادیث صحیحہ ایک چلہ تک نطفہ اپنی ہیئت اصلی پر رہتا ہے یعنی نطفہ رہتا ہے گو کسیقدر کیفیت اصلی
بدل جاتی ہو اور ایک چلہ تک علقہ رہتا ہے اور ایک چلہ تک مضغہ رہتا ہے بعد تینون چلے پورے ہوجانے کی
نفخ روح کی نوبت آتی ہے سو بہ مجرد نفخ تو اتنی طاقت کہان کہ حرکات ظاہر ہون البتہ دس روز مین

اتنی طاقت متصور ہی اور پہر جون جون دن زیادہ ہوتے جاوینگے طاقت بڑہتی جائیگی چنانچہ نفخ روح سے
جوانی تک روز بروز زور روز افزون رہتاہے بجملہ شروع حرکات بعد نفخ روح کسیقدر دیر کی بعد متصور ہی
سو خداوند علیم کو معلوم ہوگا کہ دس دن مین یہہ بات ہوتی ہی اب دیکہیے کہ چار مہینونکی تو وہی تین چلی
ہوے دس دن اور اوپر بڑہا کر عدت مقرر کی تاکہ بوسیلہ مشاہدہ حرکات جو رحم مین بچہ کرتاہے کسیکو یہہ احتمال
باقی نرہی کہ حمل نہین مرض رہا ہوا ور ظاہر ہی کہ سوا اسکی اور کسیطرح یہہ یقین نہین ہوسکتا کہ حمل نہین خون
کے آنیکی علامت عدم حمل رہتی تو خون تو ایام حمل مین ہی آجاتا ہی حیض کہو یا استحاضہ یا نفاس سو بعد مرور
ایام عدت یعنی چار ماہ دس دن کی بعد اگر حمل نہ نکلا تو اختیار ہی ورنہ موافق اشارہ و اولات الاحمال
اجلہن ان یضعن حملہن دربارہ نکاح وضع حمل کا اور انتظار کرنا پڑیگا اس صورت مین آیہ والذین یتوفون
اور آیہ واولات الاحمال مین کچھہ تعارض نرہیگا کیونکہ یتربصن کا مفعول اس صورت مین ظہور الحمل
مثلا ہوگا اور ادہر کوئی ایسا مضمون نہین جس سے اجازت نکاح بمجرد مرور ایام عدت معلوم ہو باقی
جملہ لاحقہ فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف اس سے کوئی دہوکا نکہائی اسلیے
کہ لفظ بالمعروف مین معروف موجود ہی پہر باوجود آیہ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن حاملہ متوفی
عنہا زوجہا کے حق مین بمجرد مرور دس دن چار ماہ کی نکاح کو کون معروف کہدیگا علاوہ برین مطلقات
کی عدت مین اول تو یہہ ارشاد فرمایا والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثة قروء بعد ازان ارشاد کیا ولا یحل
لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ان کن یومن باللہ والیوم الآخر جب یہان یہہ ارشاد ہے حالانکہ
وجہ انتظار تا ثلثة قروء یہان امید رجعت ... اندیشہ اختلاط نطفہ نہین تو جہان وجہ انتظار عدت خود
اندیشہ اختلاط نطفہ ہو وہان حاملہ سے تا معت کیونکر منجملہ معروفات ہوسکتی ہے تفصیل اس اجمال کی سنی ہو
تو سنیے ارباب دین ... صحیح اور اصحاب طبائع سلیمہ کو معلوم ہوگا کہ اصل نکاح تراضی طرفین اور اصل طلاق
تخالف طرفین ہوتا ہی مگر تراضی تو مقتضیات طبعی مین سی ہی کیونکہ زن و مرد علاوہ اتحاد نوعی کی ایک دوسرے
کے محتاج ہین احتیاج مباشرت و جماع تو ظاہر ہی یا ظہر ہی اسکے سوا عورت نان و نفقہ مین مرد کی محتاج
کمانا اصل مین مردون ہی کا کام ہے اور مرد کہانے پکانے انتظام امور خانہ داری وغیرہ مین عورت کا محتاج
اس صورت مین شکر رنجی باہمی اگر امر عارضی ہوا کرتی ہی جسکی زوال کی توقع اور امید بیجا نہین بجا ہی اور
ظاہر ہے کہ اسوقت اس تراضی کو جو اصل موجب نکاح تہی زایل نہین کہہ سکتے بلکہ اگر ہوتا ہے تو گمان

غالب اسکی استتار کا ہوتا ہی ہان یہہ ہی ایک احتمال ہوتا ہے کہ تنفر کی کوئی ایسی وجہ قوی ہو جسکی زوال کی
کوئی صورت نہو اسلئی کسیقدر انتظار ضرور ہوا سو انتظار کی لئی عمدہ زمانہ وہی جس مین مکرر موجبات رغبت
کا ظہور ہو یعنی تین حیض یا تین طہر مقرر ہوئی تاکہ تین طہر کی نوبت آئی اور عورت پاک صاف ہو کر نہا دہو کر پوشاک
زیور سی آراستہ ہو کر مکرر سکر خاوند کو لبہائی اس حال مین اگر اُسکی ناخوشی اوپرا وپر کی تہی تب تو ظاہر
ہی کہ خاوند اس دلربائی پر پہر دل دی بیٹھگا اور اگر اب ہی وہی کشیدگی رہی تو معلوم ہوا کہ نکاح ٹوٹ گیا
یہی وجہ ہی کہ بعد مرور عدت رجعت کا اختیار نہین اگر ہو تو نکاح جدید ہوا اور طلاق مغلظہ مین باوجود
قطع امید رجعت جو عدت وہی تین قرأو رہی تو اُسکی وجہ یہہ ہی کہ احکام اصلیہ موانع خارجیہ سے زایل نہین
ہو جاتی اگر یہہ نہوتا تو دایم الحبس ہی مثل مردہ سمجہا جاتا اُس کا نکاح ٹوٹ جاتا اُسکا مال میراث مین بٹجاتا
اور جب احکام اصلیہ عوارض خارجیہ سی زایل نہین ہوتے تو یہان ہی کسی طلاق کا مرتبہ اولی یا ثانیہ ثالثہ مین
واقع ہو جانا ایک حالت عرضی ہی تیسرا ہونا طلاق کی ذاتیات یا اوصاف ذاتیہ مین سی نہین بہرحال
مطلقات مین علت تقرر عدت انتظار رضا رز وج ہے جب وہان یہ حکم ہے کہ ولایحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ
فی ارحامہن تو متوفی عنہا زوجہا کی لئی تو وجہ تقرر عدت معلوم خود یہی اندیشہ اختلاط نطفہ غیر ہے یہان کیونکر
وہ حکم نہوگا مگر طلاق مین چونکہ وجہ عدت کچہہ اور ہی تہی تو وہان لایحل لہن کے تصریح ضرور تہی اور یہان علت
تقرر عدت خود وہی اندیشہ تہا جسکے مدافعت کی لئے لایحل لہن فرمایا اسلئی مصرح کہنی کی حاجت نہوئی
الحاصل آیۃ ماکان لکم ان توذوا رسول اللہ و لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اور آیۃ واحل لکم
ما وراء ذلکم کو ملائیی تو بعد لحاظ کرنی اس امر کی کہ سواء محصنات وہ منکوحات ہون یا متوفی عنہا زوجہا
اور عورتین ساری جہان پر حرام نہین ہو سکتین اہل علم کو اس مین شبہ نہین رہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بدستور اول زندہ ہین اور آپکا علاقہ حیات جو فیما بین روح پرفتوح اور جسم اطہر تہا ہنوز اسیطرح
قایم ہے جسطرح تہا اور اگر کسی نے بوجہ ام المومنین ہونے کی بلحاظ آیت ولا تنکحوا ما نکح اباءکم انکو حرام کہا ہی
تو انکا ام المومنین ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو المومنین ہہونیکو مستلزم اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو المومنین ہونا اونکی زندہ ہونیکو مقتضی چنانچہ دلیل لمی سے جو نسبت حیات
نبوی صلعم موعود ہیے یہہ امر آشکارا ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے وہ دلیل یہ ہی خداوند کریم نے سورہ احزاب
مین فرمایا ہی النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم - اولے کی تفسیر اقرب ہی اور حاصل مطلب

یہہ ہے کہ نبی مومنون کی جانون سے بہی زیادہ مومنون سے نزدیک ہو مگر سب جانتے ہین کہ نبوت و ولایتہ
و اولویت بمعنی اقربیہ ہو یا بمعنی احبیتہ و اولویتہ بالتصرف اصل مین اوصاف روحانی ہین اوصاف
جسمانی نہین نبوۃ و ولایتہ و اولویتہ بالتصرف اور اولویتہ بمعنی اقربیتہ کا حال تو خود ہی ظاہر ہے ہان احبیتہ مین
شاید کسیکو شبہ ہو سو اُسکی مٹانی کی یہ تدبیر ہو کہ محبوبیتہ جمالی تو البتہ احوال و اوصاف جسمانی مین سے ہے
مگر محبوبیتہ فی اللہ بالیقین ہر عام خاص کی نزدیک اوصاف و احوال روحانی مین سے ہی اور ظاہر ہو کہ محبوبیتہ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حب فی اللہ کی سبب ہو کسی جمال و کمال جسمانی کی باعث نہین ہان بات باقی رہی
کہ یہان اولویتہ کی کیا معنی ہین سو ہمارے نزدیک اولی بمعنی اقرب ہو اور یہ اقربیت اسبات کو مقتضی ہے کہ روح
فتوح صلی اللہ علیہ وسلم منشا انتزاع ہو اور ارواح مومنین انتزاعیات روح نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم علتہ بمعنی مصدر وجود اور ارواح مومنین معلول یعنی صادر بہرحال علت کہو یا منشا انتزاع
معلول کہو یا امر انتزاعی مطلب ایک ہی وجہ اسکی یہہ ہو کہ اقربیتہ اور ابعدیتہ کی یہ معنی ہین کہ اگر اوسکی
طرف کو حرکتہ کیجائی تو جو اقرب ہو وہ پہلی آئی جو ابعد ہو وہ بعد مین آئی سو ایسی اقربیتہ کا اپنی سی بہی
زیادہ قریب ہو وہین متصور ہی جہان اقرب بہ نسبت اقرب منہ کی علت اور منشا انتزاع ہو کیونکہ امور
متباینہ مین تو یہ قرب متصور ہے نہین ہو اوصاف عرضیہ یعنی بالعرض مقابل بالذات وہ بہی فی الحقیقت
موصوف سے یہہ قرب نہین رکہتی ورنہ اس قرب پر جدائی دشوار تہی حالانکہ اوصاف مذکورہ کا منفک
ہو سکنا خود اُنکے بالعرض ہونیسے ظاہر ہے ہان اوصاف ذاتیہ یعنی مقتضای ذات معلول ذات ہوتی ہین
اور ذات اُنکی نسبت علت اور منشاء انتزاع اور لوازم ذات مذکورہ انتزاعیات غیر اُنکی انتزاعیات
اور ذات کی منشا انتزاع ہونیکو تو کوئی مانی یا نہ مانی پر اوصاف ذاتیہ کا معلول اور ذات کا علت یعنی مصدر
وجود ہونا ایسا نہین جو کوئی عاقل اُس کا انکار کر سکی سو یہین اتنی بات کافی ہو اسلئی کہ معلول کا وجود
ایسی علت کی وجود پر خارج مین تو سبکی نزدیک موقوف ہوتا ہے پر وجود ذہنی کا حال بہی یہی ہو اسلئی
کہ عقل مخبر ہی مُنشی نہین موجودات خارجیہ کی خبر دینی کو ئے عقل کو بنایا ہے نئی باتون کا ایجاد اُس کا کام نہین
سو جاننی والی جانتی ہین کہ اسی مرتبہ حاصل اخبار کا نام وجود ذہنی ہو اور کیفیت اخبار حصول اشیاء بالفعل
یا باشباحہا پر موقوف ہی سو اگر تنہا معلول یا اُسکی شبح ذہن مین آسکے تو یہہ معنی ہوی کہ معلول اپنی وجود خارجی
مین علت کا محتاج نہین در صورتیکہ وقت علم سے بذات خود ذہن مین آئی وجب تو یہہ بات ظاہر کیا اطنہ

اگرچہ کم فہمون اور اُن لوگونکو جنہون نے مثل تشابہات دینی مسئلہ حصول الاشیاء بانفسہا کو تسلیم کر
رکہا ہی اسبات مین تین پانچ کرینگی گنجایش ہو مگر اہل اذہان صافیہ پر یہ بات روشن ہی کہ جیسے اشیاء منورہ
بنور شمس بذات خود نور مین حاصل ہوتی ہین ایسی ہی اشیاء معلومہ بذات خود نور علم مین آجاتی ہین اور وہ
نور علم ذوات علماء کی ساتہہ ایسی ہی طرح قایم ہی جیسے نور شمس خود شمس کے ساتہہ اور جیسی مبداء تنویر اشیا
منورہ بالنور وہ نور شمس ہو ایسی ہی مبداء علم یعنی مبداء انکشاف وہ نور علم قایم بالعالم ہی اگرچہ بحکم لا مشاحت
فی الاصطلاح صور حاصلہ یا کیفیت انکشافیہ یا اضافت فیمابین کو مبداء انکشاف کہنی کی گنجایش ہی القصہ در صورت
حصول اشیاء بالذات تو تنہا معلول کا ذہن مین آنا محال اگر آئیگا تو علت کی ساتہہ آئیگا اور در صورت
حصول اشیاء باشباحہا کی یہہ معنی ہونگی کہ وقت حصول اشیاء بانفسہا مطابق ظاہر اشیاء باطن مبداء انکشاف
مین ایک صورت کا پیدا ہونا ایسی طرح ضرور ہے جیسی وقت حصول اشیاء منورہ فی النور باطن نور مطابق
ظاہر صورت اشیاء ایک صورت کا حاصل ہونا یا مطابق صورت اشیاء حاصلہ فی الماء یعنی آب باطن آب مین
اس صورت کا پیدا ہو جانا بالجملہ صورت اصلیہ اور صورت شبح مین وہ نسبت ہی جو قالب اور مقلوب کی صورت
باطنہ اور ظاہرہ مین نسبت ہوتی ہے الحاصل ذہن مین بالذات اور بالشبح دونون طرح صورت ہی ہوتی
ہے ذی صورت نہین ہوتا علم بالکنہ اگر ہوتا ہے تو صورت ہی کا ہوتا ہے ذی صورت کا علم بالوجہ ہوتا ہی سو یہہ
وجہ کون ہی صورت ہو مگر سوا اس طریق کی حصول شبح کی اور کوئی صورت نہین معنی انعکاس بہی حقیقت
مین یہی ہین یعنی شبح عکس حاصل ہونا ہی چنانچہ ملاحظہ مثال قالب و مقلوب سے ظاہر ہے اور اگر بالفرض انعکاس
صورت اور حصول شبح کے لئی تقابل صورت اور محاذات ذی شبح کافی ہو تب بہی ہمارا مطلب کہین نہین
گیا وقت تقابل معلول علت سی جدا نہوگا سو اُن مین اگر یہہ قرب ہوگا کہ معلول کی نسبت علت خود معلول
سی بہی زیادہ قریب ہے تو یہہ ممکن نہین کہ شبح معلول اور عکس معلول تو ذہن مین حاصل ہوا اور شبح علت
اور عکس علت ذہن مین حاصل نہو ورنہ یہ قرب مبدل بہ بعد ہو جائیگا کیونکہ ایک کے شبح کا ذہن مین
آنا اور دوسرے کی شبح کا ذہن مین نہ آنا سوا اسکے متصور نہین کہ ایک کو تقابل میسر آئے دوسرے کو
میسر نہ آئے اور یہ بات اس قسم کی اقربیت مین ممکن نہین چنانچہ ظاہر ہے بالجملہ اوصاف ذاتیہ اپنی
موصوف سے اور انکی شبح اور انکا عکس موصوف کی عکس اور شبح سے جدی نہین ہو سکتی جب یہ بات مقرر
ہو چکی تو اسبات کا تسلیم کرنا آپ سے پڑا کہ حصول معلول فی الذہن حصول علت پر موقوف ہے حصول اشیاء

بانفسہا ہین تو اسبات کے کہنے کی حاجت ہی نہین اور باشباہہا کی صورت مین اسلئی کہ شبح ذی شبح کی تابع ہی اگر وہان تقدم یا توقف ہی تو یہان ہی اُس کا ہونا ضرور ہے اور نہ تقدم اور توقف اصل غلط ہو جائیگا چنانچہ واضح ہو چکا اس صورت مین اس کا اقرار ضروری ٹہرا کہ تعقل معلول تعقل علت پر موقوف ہی اس سے اضافی اور انتزاعی ہونا معلول اور لازم ذات کا ہی واضح ہوگیا اس صورت مین اگر خود معلول اور لازم ذات ہے اپنی ادراک کی طرف متوجہ ہو تو قبل تصور علت و ملزوم اپنا تصور ممکن نہین سو اس حرکت علمی مین معلول کو اول علت پیش آئیگی اُسکی بعد اپنی ذات اور ظاہر ہے کہ سوای حرکت علمی اور کسی حرکت کی فیما بین معلول و علتہ گنجایش نہین اگر ممکن ہی تو یہی حرکت علمی اور انتقال فکری ممکن ہی اور اس صورت مین وہ اقربیت مذکورہ مشار الیہا موجود ہی اس ثی خواہ مخواہ اس صورت مین اسبات کا اقرار لازم ہوگا کہ روح پر فتوح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علت ہو اور ارواح امت محمدیہ مثلاً معلول بمعنی مذکور اور ظاہر ہی کہ جو بات معلول مین بحیثیت معلولیت ہوتی ہی وہ علت ہی سی مستعار ہوتی ہی چنانچہ معلول ہونا اور توقف وجود خود اسپر شاہد ہے کیونکہ توقف وجود تمام اوصاف وجودیہ کی توقف کا خواستگار ہی اس صورت مین حیوۃ اور روحانیت ارواح امت عرضی اور مستعار ہوگی مگر جیسے کمالات معلول مستعار اور عرضی ہوتی ہین کمالات علت اصلی اور خانہ زاد ہوتی اور اگر یہہ نہین تو وہ علت ہی نہین جہان یہ اوصاف مشترکہ بین العلتہ و المعلول وجودی ہون یا غیر وجودی ذاتی اور خانہ زاد ہونگی وہی علت ہوگی اور اقربیت مذکورہ ایسی ہی علت کی ثی ہو سکتی ہی چنانچہ ظاہر ہے مگر کسی وصف کی ذاتی ہونی کی یہہ معنی ہین کہ وہ وصف بالعرض نہو چنانچہ سیاق سی ظاہر ہی یہہ نہین کہ مخلوق ہی نہو مگر جب اقربیت بمعنی مذکور سے ساوی وعلتہ نکلی تو اور سنئی ملاحظہ جملہ معروضہ قرآنی۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم اقربیت مذکورہ آپکو حاصل تہی اسلئی علیتہ ہی ہونی چاہئی گر یہہ ہی تو وصف حیوۃ کا آپ مین ذاتی ہونا ہی ضروری لیکن اوصاف ذاتیہ کا انفکاک خود ظاہر ہے کہ محال ہی ورنہ اوصاف ذاتیہ اور اوصاف عرضیہ مین کیا فرق رہ جای اس صورت مین حیوت روحانی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جاودانی ہوگی جب یہ بات مقرر ہو چکی تو اور سنئی کہ بصورتیکہ ارواح امت روح پر فتوح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صادر ٹہرین اور اُس سی پیدا ہوئین چنانچہ علیتہ و معلولیت سے ظاہر ہی تو ابوت روحانی اور بنوت روحانی کا تسلیم کرنا ضرور ٹہرا یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بعد اُس جملہ کی وازواجہ امہاتہم فرمایا کیونکہ آپ کی ابوت کو

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا امہات المومنین ہونا لازم ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قراۃ مین جو فیما بین جملتین جملہ وہو اب لہم اورزائد ہے اور یہی اسبات کا موید ہے کہ اولویت مذکورہ کا مقتضی ابواۃ روحانی اورابواۃ روحانی مذکورہ ازواج مطہرات کی ام المومنین ہونیکی خواستگار ہے مگر ہان شاید کسی کو یہ شبہ دامنگیر ہو کہ بعض مفسرون نے اولی کو اس آیت مین بمعنی اقرب لیا ہے تو بعض نے بمعنی احب لیا ہے علی ہذا القیاس بعض نے بمعنے اولی بالتصرف قرار دیا ہے اس صورت مین آپکی علیۃ اور امت کی معلولیت یقینی نہین مگر اول تو انطباق سیاق وسباق چنانچہ معروض ہو چکا معنی معروض کا موید ہے ادہر اس امت کا خیر امت ہونا چنانچہ کلام اللہ مین فرمایا ہے کنتم خیر امۃ الخ اسپر شاہد اسلیئے کہ جب علت مصدر معلول ٹہر تو اگر ایک علت دوسری علت سے افضل ہوگی تو اُسکا معلول بہی اُسکے معلوم سے افضل ہوگا چنانچہ تفاوت دہوپ وچاندنے جو تفاوت فیمابین الشمس والقمر پر متفرع ہے اسکی نظیر ہوسکتا ہے باایہمہ معنین آخرین کا رجوع تو معنے معروض کی طرف ضرور ہے اور انکا توقف معنی اول پر لازم اور اُلٹا کیجئے تو بن نہین پڑتا وجہ اسکی یہ ہے کہ کسیکی احب اور اولی بالتصرف ہونیکی لئے کوئی علت ضرور چاہئے نہ محبت بے موجبات محبت اور محبوبیت بے موجبات محبوبیت ہوسکے نہ اولویت بالتصرف بے موجبات اولویت بالتصرف اور ظاہر ہے کہ اسقدر احبیۃ یعنی محبوبیت کہ اپنی جان سے بہی زیادہ محبوب ہو قرابت بقدر اقربیت مذکورہ مین موجود اور قرابت کا موجبات محبت مین سے ہونا بدیہی ہے قابل انکار نہین علی ہذا القیاس معیر کا مستعیر سے مستعار مین اولی بالتصرف ہونا ضروری ہے اور علت کا معیر اور معلول کا مستعیر ہونا خود اسمضمون سے آشکارا ہو چکا جس مین وجود او کمالات وجود معلول کا مستعار ہونا ذکر کیا گیا اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ قرب مذکور کی لئے احبیۃ اور اولویت بالتصرف علت نہین ہوسکتی البتہ معاملہ بالعکس ہے چنانچہ مثل آفتاب نیمروز روز روشن ہو گیا بلکہ اقربیت مذکورہ کی لئے بجز ذات علیت کو علت کہلو ورنہ اسکی کوئی علت ہے نہین کیونکہ علیۃ اور اقربیت مین اگر فرق ہے تو اعتباری فرق ہے اور علیۃ کی لئے کوئی علۃ ہو ہی نہین سکتی ورنہ علت اولی کی جانب احتیاج نکلیگی جب یہ مضامین ہی ذہن نشین ہو گئی تو اور سنئے کہ حیات روحانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دایم قایم بلکہ لازم ذات روح نبوی صلعم ہونا تو اس تقریر سے معلوم ہو گیا پر دربارہ نفی میراث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم حیات روحانیسے کام نہین چلتا ہاں تو حیات جسمانی کی ضرورت ہے اسلیئے کہ اموال وازواج لواحق وتوابع اور متعلقات بدن مین سے ہین

ان چیزونکی اگر ضرورت ہی تو جسم ہی کو ضرورت ہی روح کو بالذات کچھہ حاجت نہین چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا
اسلئی اثبات دوام حیات جسمانی کی ضرورت ہی مگر چونکہ یہہ بات ایک تمہید پر موقوف ہی اسلئی معروض ہی کہ
اوصاف کو اپنی موصوفات سی کبہی تو علاقہ صدور ہوتا ہے جیسے تعلق حرارت باتش و تعلق نور بآفتاب ظاہر
ہے کہ یہان وصف حرارت و نور خارج سے آکر آتش و آفتاب پر واقع نہین ہوا بلکہ انہین مین سی یہہ اوصاف
صادر ہوئے ہین اس قسم کی تعلق کو تو ہم تعلق فعلی و فاعلی کہتے ہین اور کبہی اوصاف کو اپنی موصوفات سی علاقہ
وقوع ہوتا ہی جیسی تعلق حرارت باب گرم اور تعلق نور بزمین مثلاً ظاہر ہے کہ یہان اوصاف مذکورہ آب و زمین
سے صادر نہین ہوے بلکہ آتش و آفتاب سے صادر ہو کر آب و زمین پر واقع ہوئی ہین اس قسم کے تعلق کو ہم
تعلق انفعالی اور تعلق مفعولی کہتی ہین اور پہر یہہ کہتی ہین کہ تعلق روح و جسم کی حقیقت کو دیکہا تو جسم کو مظہر افعال
روح پایا یعنی غرض اصلی اس علاقہ بندی سی یہہ ہی کہ روح سے افعال جوارح صادر ہون جیسی نور اور جسم آفتاب
مین باہم تلازم رکہنی سی غرض یہہ ہی کہ اُس سی اور دنکی طرف نور صادر ہو اکی ہی غرض جیسی نور لوازم ذات آفتاب
مین سی نہین اگر ہی تو لوازم وجود مین سی ہی اور غرض اس تلازم سی صدور نور ہی ایسی ہی جسمانی لوازم
ذات جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلے اللہ علیہ وسلم مین سے نہین لوازم وجود جسم مبارک مین سی ہی اور غرض اس
تلازم سی صدور آثار روحانیت ہی اور وہ ظاہر ہی کہ بجز ایصال علم و عمل اور کچھہ نہین مگر چونکہ بی اعانت مظہر
یعنی جسم یہہ افعال نہو سکتی تہی تو اس تکمیل کی ضرورت پڑی الحاصل اس صورت مین جسم انسانی بمنزلہ جسم آفتاب
و کواکب و آئینہ مقابل آفتاب ہوگا یعنی جیسے وہان ایصال و افاضہ و اصدار نور الی الغیر مد نظر ہوتا ہی ایسی ہی
یہان بہی ایصال منافع علمی و عملی مطلوب اور اگر بوسیلہ جسم کوئی انفعال بہی پیش آجائی تو وہ ایسا ہی جیسی
بوسیلہ مرایا و مناظر متلونہ الوان مختلفہ نور پر عارض ہون اور وہ انسے منفعل ہو سو جیسے یہہ انفعال اتفاقی
ہے یہان بہی اتفاقی سمجہئے اغراض اصلیہ مین سی نہین کہہ سکتی چنانچہ اعمال کا دار دُنیا مین مطلوب ہونا اسپر خود
شاہد ہی اور بعد خروج از دار مذکور تکلیف شارع کا ساقط ہو جانا اسکی لئی عمدہ دلیل اور ہر حاصل جسم و تعلق
مذکور سوا اسکے اور کچھہ نظر ہی نہین آتا جو اعضا ظاہرہ قوۃ عملیہ ہین مثل دست و پا انکا نتیجہ تو بجز عمل اور
کچھہ ہی ہے نہین اور جن اعضاء کو مظہر قوت علمیہ بنایا مثل چشم و گوش وغیرہ حواس خمسہ اونکا قصہ سنئی کہ اول
علم کا فعل متعدی ہونا اوسکی فعل ہونی پر دال و توقع علمی بغیر فعل ہی کی شان ہی انفعال مین یہہ بات
کہان اور اگر یہہ ہو تو یون کہو کہ مفعول اور منفعل فاعل ہین مفعول و منفعل نہین دوسری علم بغرض

بغرض عمل مقصود ہے بذات خود مقصود نہین اگر علم منافع ہے تو فعل طلب صادر ہونا چاہئے اور علم مضرت
ہے تو فعل ہرب صادر ہونا چاہئے بہرحال علم سے مقصود اصلی اعمال ہین اسلئے علاقہ فیمابین روح وجسم علاقہ
فعلی ہے علاقہ انفعالی نہین اسصورت مین اگر کوئی چیز مانع وصول فعل فاعل در مفعول مین حائل ہو تو فعل
بمعنی مبدا فعل مثل نور آفتاب مثلاً فاعل کیطرف سمٹ جائیگا اور اگر سمٹی گا نہین تو زائل ہی نہوگا ہان
مفعول سے زائل اور منفک ہوجائیگا مثلاً آفتاب اور زمین یا آفتاب اور آئینہ مین اگر کوئی جسم کثیف حائل
ہوجاوے تو وہ نور جو آفتاب سے لیکر زمین اور آئینہ تک متصل تہا سمٹ کر زمین اور آئینہ سے جدا ہوجائیگا اور
آفتاب کی طرف چلدیگا نہ دونون مین آدہون آدہ منقسم ہوگا نہ تہا زمین اور آئینہ کیطرف رہیگا اور اگر فرض
کرو نور آفتاب بوسیلہ آئینہ یا کسی کوکب کے واسطے سے پہونچا ہو تو در صورت حیلولت جسم کثیف وہ نور جو آئینہ
یا کوکب سے اوسچیز کیطرف آتا تہا اوسچیز سے جدا ہوکر آئینہ اور کوکب کیطرف چلدیگا القصہ جسطرف علاقہ فاعلیت
اور فعلیت ہوگا وہ علاقہ بوجہ حیلولت ضد وموجبات تضاد منفک نہوگا البتہ جس جانب علاقہ انفعال اور مفعولیت
ہوگا وہ علاقہ بوجہ حیلولت مشار الیہ زائل اور منفک ہوجائیگا اسصورت مین علاقہ فیمابین روح نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم وجسم اطہر بوجہ حیلولت موت یا موجبات موت قابل انفکاک نہین بلکہ موجب استتار ہی چنانچہ اول اوسکی
طرف اشارہ کرچکا ہون اور حیلولت ابر وغبار کی مثال کے ملاحظہ سے واضح ہے اور اگر بالفرض والتقدیر
انفعال کو بہی اغراض اصلیہ تعلق روح وبدن مین سے کہئے تو جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین تو اسبات کی۔
کہنے کی گنجایش ہی نہین کیونکہ تکمیل روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بوسیلہ جسم کسی اور کامل سے تو ہو ہی نہین
سکتی بلکہ اورونکی ارواح کی تکمیل بوسیلہ اجسام روح باکمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے اور سوا
اوسکے اور انفعالات جو مثلاً وقت خورد ونوش ومشاہدہ مرغوب غیر مرغوب استماع اخبار مختلفہ وغیرہ اسباب پیش
آتی ہین اغراض اصلیہ اولیہ مین سے نہین اتفاقیات ولوازم وآثار اوقات مین سے ہوتی ہین اسلئے ان امور مین
تمام بنی آدم تک یکسان نہین اور یہ بہی نسہی ہم کہتے ہین کہ انفعال منجملہ مقاصد اصلیہ اور اغراض اولیہ ہی مگر انفعال
کے لئے ایک فاعل کی ضرورت ہے جسکی طرف سے فعل صادر ہو اور منفعل پر واقع ہو سو وہ فاعل اسصورتمین کوئی
غیر ہی ہوگا جیسی زید کے لئے عمر مثلاً تو اسصورتمین اوس فاعل اور اس منفعل مین کوئی چیز حائل ہوئی تو فاعل
کو منفعل تک نہ آنے دیگی پر کوئی صاحب فرمائین اس سے علاقہ فیمابین روح وجسم کو کیا نقصان آیا یہ صحیح۔

کہ لازم وجود کا ملزوم اصل مین منفعل ہی ہوتا ہی ورنہ منفعل نہ کہئی اور بجمیع الوجوہ اور من جمیع الحیثیات
مصدر ہی کہئی تو پہر لزوم فیما بین لزوم ذات ہوگا اور لازم مذکور لازم ذات مگر یہہ تو ظاہر ہے کہ ہر انفعال
کی لئی ایک فعل اور ایک فاعل کی ضرورت ہی سو وہ فاعل اگر سواء خالق کائنات کوئی اور ہی جیسی قمر
وکواکب وآئینہ وزمین وغیرہ کی لئی آفتاب تو اگر کوئی اور ہمجنس قمر وکواکب وآئینہ وزمین بیچ مین حائل ہوجائیگا
تو وہ نور قمر وکواکب وآئینہ وزمین وغیرہ سی زائل ہوکر اُس ہمجنس مین آجائیگا الغرض منفعل کیجانب تبدل
متصور ہی اور یہہ جو در بنیوت وغیرہ مین کئی کئی آئینے آگی پیچہی ہوتے ہین اور بشرط تقابل آفتاب نور آفتاب سب تک
سو نکلا چلا جاتا ہی اور ایک دوسرے کی حق مین حاجب نہین ہوتا تو وجہ اسکی یہہ ہی کہ جسقدر نور ادہر سے دوسری
نکلا چلا جاتا ہی اُس نور سے آئینہاء مذکورہ منفعل نہین ہوتی اگر انفعال ہوتا تو وہ نور یہین رُک جاتا آگے
نہ جانی پاتا اور جسقدر نور آئینہ کی ساتہہ لگا رہجاتا ہی وہ نور بشرط حیلولت ہمجنس دیگر ضرور زائل ہوکر اُسکی ساتہہ
لاحق ہوجاتا ہی اور اگر فاعل مذکور سواء خالق کائنات اور کوئی نہین بلکہ خود خداوند عالم ہی منشاء فیض ہی
تو وہان بجز تعلق ارادہ اور کسی سامان کی ضرورت نہین چنانچہ یفعل اللہ ما یرید اور انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ
ان نقول لہ کن فیکون وغیرہ آیات اور لا مانع لما اعطیت وغیرہ احادیث اسپر شاہد ہین اور ظاہر ہی کہ ارادۂ
خداوندیکا روکنی والا سواء ارادۂ خداوندی اور کوئی چیز نہین جو یہہ احتمال ہو کہ کوئی چیز کائنات اور
عالم اسباب مین ہوگی چنانچہ آیات مشار الیہا اور حدیث مذکور اسپر شاہد ہین اور یہی وجہ ہی کہ نور آفتاب بجز
سلب خداوندی اور کسی چیز سے زائل نہین ہو سکتا کیونکہ نور آفتاب سواء خزانہ خداوندی عالم اسباب کی
خزائن سے مستعار نہین یعنی مثل نور قمر وکواکب وآئینہ قلعی دار وزمین وغیرہ فیض آفتاب سے نور آفتاب
اسیطرح کسی اور جسم سے مستعار نہین مگر جب یہ بات ٹہری تو پہر دوام حیات جسمانی نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم پہ ایمان لانا ضرور پڑا اسلئے کہ جیسی نور آئینہ آفتاب کے یہہ صورت ہوئی کہ مابہ النورانیۃ اعنی نور
اور آفتاب مین خداوند کریم نے علاقہ رکہا ایسی ہی مابہ الحیات والروحانیۃ اعنی روح نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم اور جسم اطہر مین خود خداوند کریم نے علاقہ بندی کی ہی یہہ نہین کہہ سکتے کہ جیسے منشاء ومنبع نور
آئینہ قمر وکواکب نور آفتاب ہی ایسی ہی منشاء ومنبع روحانیت یعنی حیات جسم اطہر کسی اور کی روح ہی چنانچہ
اول تو اس مضمون کی اثبات کی لئی کسی امتی کو سنی ہو یا شیعہ یا کوئی اور استدلال اور دلیل کی ضرورت
نہین دوسرے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سے بشرط فہم وانصاف وترک تقلید زید وعمر یہہ بات ظاہر ہی

که رسول الله صلی الله علیه وسلم کیطرف سے وقت ارسال جو تهی وقت حیات جسمانی تها اور انکی طرف افاضه اور
فیض ہی اور انکی طرف سے اس طرفکو افاضه اور فیض نهین چنانچه مقتضاء حصر الا ہر کیسکی نزدیک بہی ہی با ہمه
ارواح امت کی روحانیت کا مستعار ہونا آیۃ۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کے وسیله سی ثابت ہو چکا
اور ارواح انبیا علیهم السلام مین فیض نبوی محمدی صلی الله علیه وسلم کا ہونا جملہ خاتم النبیین سے بشرط فہم
و انصاف ظاہر و باہر ہان کوئی حجتی لا امتی نئی بات سنکر بیوجه گردن ہلای تو ہلای مگر اوسکی کیا کام اہل
انصاف و فہم سی سروکار ہی سو اونکی خدمتمین یہه عرض ہی که موافق حدیث لکل آیۃ ظہر او بطنا خاتمیت زمانه
سی لئی جو از قسم ظہر ہی یعنی معنی ظاہری ہی کوئی بطن یعنی معنی باطنی بہی چاہئی سو باعتبار باطن خاتمیتہ نبوۃ
یہه ہی که آپ پر سلسله فیض نبوۃ ختم ہو جاتا ہی یعنی جیسی مثلاً نور قمر و کواکب فیض آفتاب ہی اور نور آفتاب عالم اسباب
مین کسی اور کا فیض نهین ایسی ہی نبوۃ انبیاء سابق علیهم السلام تو فیض محمدی صلی الله علیه وسلم ہی پر نبوۃ
محمدی صلی الله علیه وسلم عالم اسباب مین کسی اور کا فیض نهین جیسی آفتاب پر سلسله نور ختم ہو جاتا ہی اور
اسوجه سے خاتم النیرات کہئی تو بجا ہی ایسی ہی روح محمدی صلی الله علیه وسلم پر سلسله نبوۃ اختتام پایا ہی
اور اسوجه سے آپکو خاتم النبیین کہنا زیبا ہی یہه تقریر خاتم بکسر التاء کی صورتمین تو جو قراءۃ ابو بکر ہی محتاج
تفصیل نهین پر خاتم بفتح التاء کی صورت مین جیسی قراۃ حفص ہی البته بظاہر کم فہمونکو چسپان معلوم ہوتی
ہو گی اسلئی اتنا اور معروض ہی که جیسے خاتم بفتح التاء معنی مہر کا اثر مختوم علیه مین ہوتا ہی اور حروف مہر
مختوم علیه مین منتقش اور منعکس ہو جاتی ہین ایسی ہی منبع فیض کا اثر مستفیض مین منتقش اور منعکس ہوتا ہے
اب اہل فہم کی خدمت مین یہه گذارش ہی که جب خاتم النبیین کی یہه معنی ہوئی تو آپکی فضلیت اور سیادت
اور تاخر زمانی سب بجای خود ہوئی افضلیت اور سیادت کا حال تو یہ کہے ظاہر ہی رہی خاتمیت زمانی سنے
اُسکی یہه وجه ہی که مہمانکو اگر متعدد کہانی کہلاتی ہین اور مختلف قسم کی نعمتین اُسکی سامنی لیجاتی ہین تو
عمده اور افضل سبکی بعد مین دیتی دلاتی ہین سو ایسی ہی مہمانان دار دنیا کی لئی دین اور کتب دین اور
مردمان دین پر وہ نعمت خدا دادین جن مین سے سب مین افضل اور عمده محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور یہه قرآن اور یہه دین تہا اسلئی سبکو بعد آپکا ظہور مناسب ہوا اور ظاہر ہے کہ یہی مفاد خاتمیت
زمانی ہے مگر جیسے اس تقریر سے آپکی افضلیت اور سیادت اور خاتمیت زمانی ثابت ہوئی ایسی ہی یہ
بہی ثابت ہوا کہ آپکی روح پر فتوح اور آپ کی حیات فیض انبیاء سابقین علیهم السلام نهین کیونکه

یہ نہین ہوسکتا کہ جسم تو آب سی پیدا ہوا اور حرارت آب آتش سے حاصل ہو بلکہ اگر جسمانیت آتش فیض آب ہو تو حرارت
بھی آب ہی کا فیض ہوگا یہ برعکس کہ حرارت فیض آتش ہو ممکن نہین ایسی ہی یہ کیونکر ہو کہ روح محمدی تو ارواح
انبیاء سابقین علیہم السلام سے پیدا ہوئی ہو اور نبوۃ انبیاء سابقین علیہم السلام فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو
بالجملہ ارواح انبیاء سابقین علیہم السلام روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہین پر روح محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم کسیکی روح سے مستفید نہین آپکی ساری کمالات بالقوۃ منجملہ لوازم ذات اور طبائع ذاتیہ ہین ہان مرتبہ
بالفعل البتہ شرائط فعلیہ پر موقوف ہے اسمین قوۃ و فعلیۃ نبوۃ و ولایت ہو یا کسی اور کمال کی قوۃ اور فعلیۃ ہو ہان
یہ ہوسکتا ہے کہ نفس روحانیت انبیاء سابقین علیہم السلام آپکی روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض نہو بلکہ
علاقہ بندی ارواح و اجساد انبیاء سابقین علیہم السلام خاص خداوند خلاق کیطرف منسوب ہو یعنی ارواح انبیاء
سابق بیواسطہ فیض خداوندی ہون اور ارواح امتیان بواسطہ ارواح انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئی ہون
اسمین بیچ امت اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا کوئی اور امت اور اوسکی نبی ہون بلکہ جب
اسبات کا لحاظ کیا جائے کہ ہر افاضہ اور فیض یعنی عروض مین وصف عارض کے سوا مفیض اور مستفیض پہلی سی
ہونے چاہیین تو یہ بات بروے عقل واجب التسلیم ہوگی کہ قبل افاضہ نبوت انبیاء سابقین علیہم السلام
مین مادہ روحانیت چاہئیے کیونکہ مستفیض کا قابل فیض ہونا ضرور ہے اور ظاہر ہی کہ وصف نبوت کے لئے سوا ارواح
و نفوس کوئی قابل نہین ہی نفس روحانیت اور حیات سو اوسکی قبول کے لئے پہلی سے روحانیت اور حیات کی
ضرورت نہین اجسام نامیہ اور جامدہ بھی اوسکے لئے قابل ہوسکتی ہین چنانچہ حیات جسمانی بنی آدم و غیر بنی آدم
و حنین جذع وغیرہ معجزات و کرامات اور آیۃ وان من شیء الا یسبح بحمدہ اس باب مین تسکین کے لئے کافی ہے غرض
فیض روحانیت امت کے لئے کچھہ ضرورت نہین کہ پہلی سی حیات حاصل ہو جو یہ شبہ پیش آئی کہ اسیطرح
امت کے لئے روحانیت سابقہ چاہئیے اور چونکہ وہ حیات اور روحانیت بلا واسطہ فیض خداوند عالم ہے تو اوسکی
اور جسم کے بیچ کا علاقہ قابل انفکاک و انقطاع نہین الغرض حیات جسمانی انبیاء کرام علیہم السلام کو دوام لازم
ہوا اور منجملہ لوازم وجود کہنا پڑا اسصورت مین متعلقات جسم یعنی ازواج و اموال سے علاقہ منقطع نہوگا
مال مملوک اور ازواج منکوحات سمجھی جائینگے اور یہ عدم قدرت تصرف مثل عدم قدرت تصرف محبوس و مکرہ و مجبور ملک اور
نکاح مین رخنہ انداز نہوگی غرض ہماری ازواج و اموال کیطرح بوجہ عروض موت ملک و نکاح سے خارج نسمجھی جاینگی

اور شہدا اگرچہ موافق ارشاد خداوندی ہمارے نزدیک منجملہ احیا ہین پر اونکی حیات جسمانی بوجہ تعلق جسم دنیا نہین بلکہ اجسام جنۃ سے اونکی ارواح کو تعلق پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ احادیث مین مصرح ہے اور لفظ قرآنی اعنی عند ربہم اوسکی طرف مشیر اسلیئے متعلقات جسم دنیا سے اونکو کیا سروکار جو مانع میراث اموال و نکاح ازواج ہو اور اگر حیات شہدا سے مراد حیات روحانی ہی اور اونکی موت فقط یہی ہے کہ روح کو جو علاقہ جسم سے تہا اوسکو توڑ ڈالا پر وہ کیفیت امساک جو بشہادت آیۃ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی حقیقت موت ہی اونکی ارواح پر عارض نہین ہوتی تو اسصورت مین اعتراض ہی وارد نہین ہوتا جو حاجت جواب ہو مگر تقریر اول تحقیقی بات ہے اور اجسام انبیاء علیہم السلام کا زمین پر حرام ہونا اوسپر شاہد اور شہدا سے بقاء اجسام کا وعدہ نہونا یعنی زمین پر اونکی اجسام کا حرام نہونا اور اسکی موید باقی بعض شہداء اور صلحا کے اجسام کا بعد قرون دراز سالم نکل آنا اسکی مخالف نہین اول تو کیا معلوم کہ بعد مین اونکی اجسام سالم رہی یا نرہی دوسرے نگہبانی کے لئے اسباب کثیر ہین فقط حرمت ہی نہین حرم کی جانور اصل مین حلال حرم کے سبب حرام ہین شہد کے لئے مکھیان محافظ ہین بوڑ ہو لینے چننے کے واسطے نہین جیتی غرض نگہبانی کی بیس صورتین ہین پر جو بات مستلزم حیات ہو یہان بجز حرمت اجساد اور کچھہ نہین اسلیئے کہ ماورا جن و انس زمین و آسمان وغیرہ کا محکوم و مخاطب و مامور خداوندی ہونا مثل آیۃ وقیل یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ محکوم و مخاطب ہونے کے لئے ادراک و شعور کی ضرورت ہے تو اسباب مین تمکین کے لئے آیۃ و ان من شیء الا یسبح بحمدہ وغیرہ آیات و احادیث و معجزات و کرامات و حکایات کافی ہین اور جب زمین و آسمان بہی مامور و مخاطب ہوے تو پہر حرمت و حلت سے معانی حقیقیہ ہے مراد لینی چاہیئن مجاز کی کیا ضرورت مگر حرمت حقیقی کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ احترام حرام مد نظر ہو جیسی حرمت تحریم بنی آدم مین احترام بنی آدم ملحوظ ہی دوسرے یہ کہ احترام محرم علیہم مقصود ہو جیسے حرمت خنزیر و کلب و نجاسات مین ہوتا ہے یعنی غرض اصلی یہ ہے کہ بنی آدم جیسے عالی مراتب کو ان اشیاء کا کہانا مناسب نہین سو حرمت اجساد انبیاء علیہم السلام مین احترام زمین تو مقصود ہو ہی نہین سکتا ورنہ اجساد انبیاء کو ہمارے اجساد سے زیادہ ناپاک اور ناقص کہنا پڑیگا الغرض ہمارے اجساد کا زمین پر حرام نہونا اور اجسام انبیاء کرام علیہم السلام کا زمین پر حرام ہونا اسصورت مین +

خواہ مخواہ اس بات کو مقتضی ہی کہ عوام الناس کی اجسام پاک وطیب ہون اور انبیاء کرام علیہم السلام کی
اجسام ناپاک اور خبیث سو ایسی بات بجز کفار اور کیسکی مونہہ سی صادر نہین ہو سکتی اسلئی اسکا قائل ہوتا
ضرور پڑا کہ احترام اجسام انبیا علیہم السلام ملحوظ ہی مگر ظاہر ہی کہ احترام اجسام زمین کی نسبت جیسی متصور
ہی کہ وہ زندہ ہون ورنہ اجسام حیوانات بین درصورت موت نمو ہی متصور نہین جو یون کہا جاے
کہ زندہ نہین تو کیا ہوا نامی تو ہین زمین سی پہر ہی افضل ہین اسلئی کہ وہ منجملہ جمادات ہی غرض اجسام
حیوانات بین نمو اور حیات دونون متلازم ہین ہون جب دونون ساتہہ ہون نہون جب دونون
ساتہہ نہون سو اگر بنسبت اجسام انبیاء علیہم السلام موت کا قائل ہوجئی اعنی حیات جسمانی کی نفی کیجئی تو
پہر احترام اجساد ہی متصور نہین ورنہ حالت جمادیت کی روسے تو ہماری انکی اجسام سب برابر ہین اور تعلق
سابق کا لحاظ کیجئی تو پہر ایسا قصہ ہو کہ بول و براز مین حالت سابقہ یعنی حال وقت مطعومیت کا لحاظ
کیا جاوی اور اگر فرض کیجی حرمت سی حدیث مشار الیہ مین حرمت حقیقی مراد نہین بلکہ اجسام کی بالطبع
محفوظ رہنی یا زمین کی بالطبع نگہبانی کی طرف مجازاً اشارہ ہی تب محفوظیت بالطبع یا زمین کا انکو طبعاً نگہبا
ہی حیات جسمانی ہی پر دلالت کریگا اسلئی کہ سواء اجسام احیاء سب حیوانات کی اجسام بعد موت بالطبع
محل فساد اور قابل انقلاب ہیئت ارضی ہوتی ہین بعد موت اگر محفوظ رہتی ہین تو کسی اور دواء و حافظ
قوی مثل روغن و شہد و سرکہ وغیرہ کی سبب محفوظ رہتی ہین بالطبع محفوظ نہین رہتی اور کسی دواء حافظ
قوی کی طرف سلامت جسام انبیاء کرام علیہم السلام کو منسوب کرنا قبل اقامت دلیل اول تو مدعیان میت
کو مفید نہین دوسری تجویز حرمت اس صورت مین زیبا نہین کیونکہ اس صورت مین روغن وغیرہ کا حافظ
رہنا ایسا ہوگا جیسی کوئی جابر کسی حلال چیز کو کیسکو نکہسانی دی باینہمہ احتمال ناشی عن غیر دلیل ہی
مناظرہ مین مفید ہوا کری تو اعجاز اور دعوی نبوت اور کتب آسمانی مین ہی ایسی احتمال تو موجود ہین
کیونکہ یہہ سب امور بدلائل اینہ ثابت ہوتی ہین اور دلیل انی مین ظاہر ہی کہ احتمال عموم لازم نہیں
ملزوم ہوتا ہی باینہمہ شواہد کا منقوض ہو سکنا استدلال مین مضر نہین بلکہ نفس شاہد اگرچہ منقوض
ہو سکی مفید ہوتا ہی القصہ حیات جسمانی انبیاء علیہم السلام کا بعد موت ہی اقرار ضرور ہی اور غرض حیات
جسمانی ہی یہی ہی کہ بوجہ تعلق روح جسم پر روحانیت اور حیات ایسی طرح عارض ہو جای جیسی تعلق نور
[illegible] زمین پر نورانیت عارض ہو جاتی ہی یا تعلق آتش سی آب وغیرہ پر حرارت عارض ہو جاتی ہی سوا[illegible]

اس صورت مین جیسی زمین کو منور اور آب وغیرہ کو حار کہتی ہین ایسی ہی وقت تعلق معلوم جسم کو حی اور زندہ کہین گی اور چونکہ اموال وازواج ضروریات اجسام احیا یعنی اون اجسام کی ضروریات مین سے ہین جن پر بوجہ تعلق روح روحانیت عارض ہوجاتی ہی تو اگر وہ تعلق ٹوٹ جای اور اسوجہ سی حیات عارضہ ایسی طرح زایل ہوجای جیسے بعد زوال تعلق نور زمین سی نورانیت زایل ہوجاتی ہی تو روح کو ازواج واموال بلکہ خود اُن اجسام کو ازواج واموال کی کچھہ ضرورت نرہیگی اور اگر وہ تعلق نہ ٹوٹی تو پھر حیات جسمانی جو تھی تو ن رہیگی اور ازواج بدستور سابق نکاح مین اور اموال بدستور سابق ملک مین رہینگی اور اس سبب سے نہ اموال مین میراث جاری ہوسکی گی نہ ازواج سے کوئی نکاح کا مجاز ہوگا ہان جیسی کوئی صاحب مال اگر سفر کو جاتا ہی یا چلہ مین بیٹھہ جاتا ہو تو اپنی محصلون اور معتمد علیہم کو جمع خرچ کا وکیل کرجاتا ہی ایسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خلیفہ اول کو بایں وجہ کہ خلیفہ اموال وازواج مسلمین کا محافظ اور محل ہوتا ہی بوقت ارادہ چلہ نشینی روضہ مبارک یہہ ارشاد فرمایا نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ اس تقریر سے یہہ شبہہ بھی مرتفع ہوگیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت اہل بیت کو کیون نہ بتایا غرض ہم لوگ بھی اپنی اراضی کا جمع خرچ اپنی محصلون اور وکیلون ہیکو تبلایا کرتی زنان پردہ نشین عفت گزین کو یہہ تکلیف نہین دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو ایسی تکلیف بیہودہ کا ہیکو دیتی باایہمہ کتب فریقین سے اس مضمون پر اہل بیت کا شاہد ہونا ثابت اہل سنت کی کتابون کو پوچھیی تو حضرت امیر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت عمر کی سامنے ہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ کی جواب مین یہہ کہنا کہ اللہم نعم بخاری مین موجود ہی اور شیعونکی کتابونکو پوچھئے تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہہ ارشاد ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا وفی نسخۃ لم یرثوا درہما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشئی منہا فقد اخذ بحظ وافر بروایۃ ابی البختری کافی مین موجود سو حصر انما سی دیکھیی کیا نکلتا ہی انصاف ہو تو حدیث کافی حدیث بخاری یعنی لا نورث سی زیادہ ہی کم تو کیا ہوگی اب شیعہ ہی فرمائیں کہ امام جعفر صادق کون ہین اور کیسی ہین اگر انکی بات بھی قابل تسلیم ہو تو پھر بحر تر دید واتباع تر دید اور کس پر نظر ہوگی اب اور گذارش سنئی کہ ایمہ سابق خاصکر حضرت امیر علیہم السلام اور حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سے زیادہ تہے کم تہتے اگر حدیث مسطور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ائمہ سابق کی روایت سے پہونچی تہی تو اونکی شہادت مضمون مذکور پر ظاہر ہے ورنہ بطریق وحی یا بذریعہ الہام اگر حدیث مذکور کا مضمون اونکو معلوم ہوا تہا تو ائمہ سابق کو بطور مذکور اوسکی اطلاع پہلے ہونی چاہئی اور یہ بہی نسہی ناظران وصیت نامہ خداوندی جو مختوم بخواتیم الذہب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لائی تہے اور کلینی مین مفصل مرقوم ہے شیعونکو یاد ہی ہوگا کچہ کلام اللہ تو نہین جو یاد ہی نہو اوسمین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے وانشر علوم اہل بیتک اس سے متبادر یہی ہی کہ علوم جعفری علوم جدیدہ نہین علوم سابقہ مین خاصکر وہ علوم جو متعلق بوقائع سابقہ ہون جیسے یہی حدیث ہے اسلئے کہ لفظ انما حصر پر دلالت کرتاہے اور ظاہر ہے کہ تصحیح حصر مشار الیہ بعد لحاظ اس امر کے کہ اور انبیاء علیہم السلام تو کیا خود سرور انبیاء بہت کچہ چہوڑکر اس عالم سے تشریف لیگئے ہین جبہی متصور ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیطرف سے موجبات ارث مین سے ہرگز کوئی امر ظاہر نہوا جو اونکی طرف فاعلیت ایراث منسوب ہوسکی اور یون کہہ سکین ادرثوا درہما یا اورثوا مالا مگر موجب ارث مورث کیجانب اگر ہے تو وہی انفکاک علاقہ روح وجسم ہے اسلئے مقتضاء انما اورثوا احادیث من احادیثہم یہی ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو اجسام مطہرہ سے علاقہ معلوم بدستور حاصل ہے بہرحال کتب فریقین حیوۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شاہد ہین اور حدیث لانورث کا مضمون کتب معتبرہ شیعہ مین موجود ہان اسصورت مین یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علاقہ مذکور منقطع نہین ہوا اور اسوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترکہ مین میراث جاری نہین ہوسکتی تو اسی وجہ سے لازم یون تہا کہ آپ کے اعزہ کی ترکہ مین سے آپ کا حصہ نکالا جاتا کیونکہ آپ زندہ ہین اور زندہ اموات کا وارث ہوا کرتا ہے مگر جب اسبات کا لحاظ کیا جای کہ جیسے مورث کے لئے انقطاع علاقہ معلوم کافی ہے اسطرح وارث ہونے کی لئے وجود علاقہ معلوم کافی نہین ورنہ جو بچہ بعد موت مورث قبل وضع حمل مرجای وارث قرار دیا جایا کرے بشہادت احادیث صحیحہ تین چلونکے بعد روح ڈالی جاتی ہے اور بالیقین یہ بات معلوم ہے کہ اگر بچہ پیٹ مین مرجاے تو ساعت دو ساعت تک تو خیر پر اس سے زیادہ اگر بچہ شکم مادر مین ہے تو پہر اوسکی زندگی معلوم چہ جائیکہ کئی مہینے بعد مرگ بچہ شکم مین رہے اور والدہ بحال خود باقی ہی غرض یہ احتمال نہین ہوسکتا جو ایام قرب وضع حمل مین یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید بچہ کئی مہینے سے مردہ شکم مین موجود ہو پہر کیونکر اوسکے لئے ترکہ والدین سے۔

مثلاً حصہ بخویز کرین غیرونکی حق تلفی کا اندیشہ ہی زندگانی محتمل پر میراث جو ایک امر یقینی ہی متفرع نہین ہو سکتی
بالجملہ اگر بعد تین چلون کے کسی عورت کا خاوند مرجاے اور بعد نو ماہ بچہ مرا ہوا اُس عورت کی پیدا ہو تو بالیقین
یون کہہ سکتی ہین کہ یہہ بچہ اپنی والد کی بعد مرا ہی اگر وارث ہونیکی لئی فقط علاقہ مذکور کافی ہو سکتا تو لاریب
ایسی اطفال اپنی والد وغیرہ کی وارث ہوا کرتے یعنی اُنکی لئی موافق استحقاق حصہ نکالاجایا کرتا اور پہر موافق قواعد
میراث جس کسیکو پہونچتا اُسکو حوالہ کیا جایا کرتا لیکن جب علاقہ مذکور کافی نہین تو پہر بجز اسکی اور احتمال
نہین کہ وقت تعلق میراث مال میراث پر وارث کا قبض و تصرف ممکن ہو اگرچہ بوجہ نقصان طاقت یا کمی عقل
وغیرہ اسباب قبض و تصرف مال میراث پر قبض و تصرف نکر سکی بالجملہ مال میراث بنسبت وارث محل قبض و
موقع تصرف مین ہو مگر یہہ بات جیسی بچہ شکم مین مفقود ہی ایسی ہی مدفون بلکہ معروض موت مین یہ بات مفقود
ہی بلکہ غور سی دیکہئی تو اُس شخص مین جسکی حیوت زیر پردہ موت مستور ہو اور پہر اُسپر مدفون ہی ہو چکا
ہو بدرجہا زیادہ قبض و تصرف ممتنع ہے کیونکہ بچہ شکم کی باہر آنے کی اُمید ہی اور مدفون مین اس امید
کی گنجایش نہین بچہ شکم اگرچہ ضعیف و ناتوان ہو اور بیعقل و نادان ہو پر اسباب قبض یعنی یہی عقل و طاقت
جسقدر رہی بطور خود ہی کسی عارض کی تلی دبی ہوی نہین کسی پردہ کی پیچہے مستور نہین اور مدفون میت
مین اگر حیوت ہی ہی تو موت کی تلی دبی ہوئی ہی بہرحال علت ملک قبض و تصرف ہی اپنا ہو یا کسی اپنی
ولی یا وکیل کا ہو جہان دو نو ہو سکین وہان تصور حدوث ملک ایک خیال خام ہی اپنا قبضہ تو
ظاہر ہی ان دونون صورتون مین یعنی بچہ شکم ہو یا میت و مدفون ممکن ہی نہین رہا وکیل کا قبضہ یا
ولی کا قبضہ وہ قبضہ اصلی کا ظل و فرع ہوتا ہی وہ نہین تو یہہ بہی نہین رہی یہ بات کہ اگر حدوث ملک
بے حصول قبض ممکن نہین تو بقاء ملک ہی بعد زوال قبض ممکن نہین پہر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ملک ہنوز باقی ہی اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد لانورث فقط بغرض توکیل
تہا اور ظاہر ہی کہ اسوقت توکیل صحیح ہی اور بقاء توکیل و وکالت کی لئی فقط بقاء شعور و قواء قابضہ کافی ہ
ہان حدوث توکیل کی لئی بالبداہت موکل کا مقام توکیل مین ہونا ضرور ہی اور ولی کا مقام تولیت مین
ہونا لازم سو ضروریات حصہ توکیل و تولیت و وکالت و ولایت قبل وضع حمل بچہ مین مفقود ہین اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین قبل وفات سب موجود ہان بعد وفات یہان ہی وہ سب امور
مفقود ہو گئی اسلئی وصیت و توکیل لانورث تو صحیح رہی اور وراثت مابعد کی لئی کی صورت نہ نکلی

علاوہ برین یہ گذارش ہی کہ مالک اصلی تو جناب خداوند کریم وحدہ لاشریک ہے اور ملک مخلوقات فقط اُسکی ملک کا
پرتوہ ہی بلحاظ حاجت بنی آدم اُنکو اپنا خلیفہ بنایا یعنی اُنکو حاجتمند دیکھکر اجازت تصرف عنایت فرمائی
اور بقدر قبضہ جسکا ملک کی مئی علت ہونا اوراق مین سی ہی واضح ہو جائیگا ملک عرضی عنایت فرمائی لیکن
جب حاجت کا لحاظ کیا جای تو پہر وہی اشیا رقابل سمجہی جائینگی جنمین منافع ہی ہون اور جو اشیاء خالی از
منفعت ہون یا اولٹی اُن مین مضرتین ہون جیسی میتہ اور دم اور خنزیر انہیا ء قابل حدوث ملک وغیرہ تو وہ ملک
نہوگی لیکن جیسی درصورت حاجت بوجہ عدم منافع محتاج ایہا ملک حادث نہین ہوسکتی ایسی ہی بوجہ
عدم احتیاج یا زوال حاجت تعلق ملک قابل تسلیم نہوگا کیونکہ وہان اگر شرط قابلیت نہین تو یہان وجہ
فاعلیت کچہہ نہین ہان یہہ مسلم کہ علت ملک فقط وہ قبض تام ہی جسکی طرف ان اوراق مین اشارہ ملیگا
اور احتیاج موجب تحرک و تعلق قبض مذکور ہی اسلئی یہہ ہوسکتا ہی کہ ملک باقی ہو اور احتیاج باقی نہو کیونکہ
اسباب تعلق قوا فاعلیت مثل نور چراغ وغیرہ کا ہونا حدوث تعلق کی لئی ضرور ہی بقاء تعلق کو ای ضرور نہین اگر کسی
مکان مین چراغ ہو تو اُسکی در و دیوار کو ساتہہ تعلق نور کی لئی چراغ کا لانا مثلاً ضرور ہی اور ظاہر ہی کہ بقاء نور
کی لئی حرکت مذکورہ ضرور نہین بلکہ اولٹی وہ حرکت اسوقت سبب زوال تعلق ہی چنانچہ ظاہر ہو بالجملہ احتیاج
موجب حدوث ملک یعنی سبب تعلق جدید ملک مالک ہو خود سبب ملک نہین ورنہ خداوند کریم مالک نہوتا اس
صورتمین ملک سابق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زایل نہوگی اور ملک جدید پیدا نہوگی اب ناظرات اوراق کی
خدمتمین یہہ گذارش ہی کہ وہ مقدمات ثلثہ جن پر دعوی میراث راستہ ہوسکتا ہی انمین سی ایک تو انقطاع
علاقہ فیما بین روح وجسم مورث تہا اُس کا حال تو معلوم ہو گیا غرض اُسکا اثبات تو شیعہ کیا کرینگی جواب دلایل
بقاء علاقہ مذکور کا فکر فرماوین رہی دو مقدمہ باقیہ ایک تو وہین عموم خطاب یوصیکم اللّٰہ ہے جسکا اثبات
شیعون کو ذمہ ضرور ہے مگر شیعہ تو اُسکو کیا ثابت کرینگے ہان ہمسی دلائل وشواہد خصوص سینی ہم گلا پکاری
کہتی ہین کہ یہ خطاب فقط ہتیون ہی کو لئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام نہین اگر مجتہدان شیعہ کو
غیرت مذہب ہو تو ہماری گذارش کا جواب معقول سوچ کر لائین ورنہ فکر عاقبت فرمائین اور سُنّی بنجائین
وجہ خصوص کا شاید کہیکو انتظار ہو اسلئی معروض ہی شروع سورہ نساء مین اول یہ ندا ہی یا ایہا الناس
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الخ اُسکی بعد اس ندا کی ذیل مین بہت سی خطاب ہین اُنمین سے
ایک تو یہی خطاب یوصیکم اللّٰہ ہے اور اُس سے پہلے خطاب تہا انکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع

موجود ہے سو اگر خطاب یوصیکم اللہ عام ہوگا تو خطاب فانکحوا بہی عام ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی بہی وہی چار ازواج کی تحدید ہوگی اس صورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدالنساء رضی اللہ عنہا کو فدک کا نہ دینا اتنا محل اعتراض نہوگا جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چار سے زیادہ کا جمع مورد اعتراض ہوسکتا ہی کیونکہ اول معتقدان خلیفہ اول انکی معصومیت کے قایل نہین اگر معتقد ہین تو انکی ولایت کی معتقد ہین اور ولایت کی لئی اونکی نزدیک معصوم ہونا ضرور نہین اگر ضرور ہی تو نبوت رسالت کی تو ضرور ہی باینہمہ نہو تو کلام اللہ اسپر شاہد ہی اولیا کی تعریف مین تو یہ ارشاد ہی ان اولیاءہ الا المتقون اور رسل کی تعریف مین یون فرماتی ہین فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول غرض حاصل ولایت اتقا ہی اور حاصل رسالت ارتضاء کیونکہ من رسول بیان وتفسیر من ارتضی ہی اور ظاہر ہے کہ اتقاء مذکور فعل اولیاء ہی کیونکہ متقون صیغہ فاعل ہے اور اولیا پر محمول اور ارتضاء مشارالیہ فعل خداوندی ہی چنانچہ رجوع ضمیر فاعل ارتضی الی اللہ اسپر گواہ عادل ہی اور سب جانتے ہین کہ خدا تعالی طاعت سے راضی ہوتا ہی اور معصیت سے ناخوش فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین کلام اللہ مین موجود ہی سو اطلاق من ارتضی سی یہ بات نمایان ہی کہ رسول بجمیع الوجوہ مرتضی ہوتی ہین اور جب مرتضی کا رسول ہونا لازم ہوا چنانچہ من رسول کا بیان من ارتضی ہونا اسکی دلیل ہی نہین پڑتا تو یہہ بات آپ لازم آگئی کہ اولیاء بجمیع الوجوہ مرتضی نہین اور ظاہر ہی کہ اطلاق ارتضاء وہی حاصل معصومیت ہی باینہمہ اتقاء مبنی للفاعل اتقاء مبنی للمفعول کو مستلزم نہین آگ سی کہانی کنوی ہر کوئی بچتا پہرتا ہی اور پہر کبہی بغیر پیش قدمی یا کسیکا جبر موجب وقوع ہوجاتا ہی کوئی کسیکی تلوار یا تیر یا نیزہ مارتا ہے تو بچنی کی لئی اپنی سی سبہی تدبیرین کرتا ہی مگر کبہی اس پر بہی زخمی ہو ہی جاتا ہی غرض اولیاء مین اتقاء مبنی للفاعل کا ہونا چاہئی چنانچہ متقون کا صیغہ فاعل اسکی لئی دلیل کافی ہی اور اتقاء مبنی للفاعل کو اتقاء مبنی للمفعول لازم نہین چنانچہ ایک شاعر اردو ہی اس مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎ زہد و تقوی دہرا رہا ساہا تہہ اسکی سی می پی ہی تہی ؛ بالفعل ابوبکر صدیق ولی تہی نبی نتہی اور ولایت کو اتقاء مبنی للفاعل کافی ہو اتقاء مبنی للمفعول ضرور نہین اور جب مرتبہ مبنی للمفعول تک نوبت نہ پہونچی تو پہر معصومیت کہان علاوہ برین حساب دوستان در دل عجب نہین کسی حق کی عوض مین خلیفہ اول نے فدک کو مجرا کر لیا ہو اور یہ بہی نہ سہی ادہر تی

اگر تعدی ہوئی تھی تو اوسنے عفو کر دیا تھا حسب روایت علامہ حلی خلیفہ اول نے اگرچہ فدک کی دینے مین تامل کیا تھا مگر انجام کار حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا ہو چنانچہ کتاب منہج الکرامت مصنفہ شیخ ابن مطہر حلی مین وہ روایت باین الفاظ موجود ہے لما وعظت فاطمۃ ابا بکر فی فدک کتب لہا کتابا و ردہا علیہا اور اگر فرض کیجئے حضرت فاطمہ کو خلیفہ اول نے فدک پر قبضہ نہین دیا تو اُسکی آمدنی تو بالضرور حسب دستور زمانہ نبوت حضرت زہرا اور اہل بیت ہی کی تصرف مین آتی رہی چنانچہ فریقین اسبات پر متفق ہین کہ ابو بکرؓ نے آمدنی فدک کو اپنی آپ خورد برد نہین کیا اور کتب فریقین اُسپر شاہد ہین ایک روایت محاج السالکین جس سے دعوی مذکور اور نیز قصہ تراضی طرفین معلوم ہو جائے نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے ان ابا بکر لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرتہ ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضاءہا فاتاہا وقال لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یوتی منہا قوتکم والصانعین بہا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل فیہا فقال ذالک الیہ علی افعل فیہا کما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذلک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان ابو بکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل انتہی مگر اس قسم کے عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سی منصور نہین مگر ہان شاید کسی محقق کو یہہ سوجھی کہ ازواج مطہرات مین سی چار منکوحہ ہون باقی متعی ہون یا چار حرہ ہون باقی منجملہ ما ملکت ایمانہم یا زمان واحد مین چار سی زیادہ نکاح نکئی ہون بلکہ علی سبیل التعاقب زیادہ کی نوبت آئی ہو مگر ایسا کون ہوگا کہ اس دام فریب مین آجائی کون نہین جانتا کہ نہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متعہ کیا نہ ائمہ اطہار مین سی کسی نی یہہ کام کیا بایہمہ چار سے زیادہ مین گنائے دیتا ہون جو اتفاق فریقین حرہ منکوحہ تہین متعی نتہین اور پھر زمان واحد مین مجتمع تہین حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت سودہؓ حضرت میمونہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام حبیبہ یہ سبکی سب منکوحہ ہی تہین اور سبکی سب حرہ ہی تہین اور پھر سبکی سب ایک ہی زمانہ مین مجتمع ہی تہین اسلئے احتمالات ثلثہ مین سی ایک ہی نہین چل سکتا اسکی بعد شاید کوئی مجتہد العصر آیۃ یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی آتیت اجورہن کے بہروسے تخصیص عموم خطاب فانکحوا یا نسخ کا خیال پکائی مگر وہ آیۃ تو دوسرے چوتھی سیپارہ اور اکیسوین پارہ مین بہت فاصلہ ہی آیۃ واحل لکم ما وراء ذلکم پاس لگی ہوئی ہے

آیۃ فانکحوا ما طاب لکم اگر ربع آخیر پارہ چہارم مین ہی تو واحل لکم ما وراء ذلکم آیۃ اول پارہ پنجم مین موجود
ہے اور ظاہر ہی کہ عموم کلمہ ما بہرحال عموم کلمہ ازواج وغیرہ کلمات مندرجہ ذیل خطاب یا ایہا النبی سی
کہین زیادہ ہی سو اگر آیۃ یا ایہا النبی مخصص یا ناسخ حکم فانکحوا ما طاب ہی تو آیۃ واحل لکم ما وراء ذلکم
بدرجہ اولی مخصص یا ناسخ حکم فانکحوا ما طاب ہوگی ہان ایک صورت نجات ہی وہ یہہ ہی کہ جیسی سورہ فاتحہ
خدانے بندونکی طرف سی تصنیف کرکے انکے حوالہ کردی ہی تاکہ وقت حضور دربار یعنی وقت اداء نماز
اسطرح سے اداب مجرا بجالایا کرین ایسی ہی سورہ نساء کو یون سمجھو کہ خداوند کریم نی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف سی ایک وعظ و پند تصنیف کرکے آپکے حوالہ کردیا تاکہ وقت خطاب امت اسطرح کی
انکو سمجھائین غرض باعتبار تصنیف الحمد سی لیکر سورہ والناس تک سارا کا سارا قرآن کلام خداوند
رحمان ہی مگر باعتبار تکلم مقابل خطاب وغیبت سب خدا ہی کی کلام نہین بندونکی بھی کلام ہی سو جیسی
کسی وکیل کا مسودہ عرضی جو اپنی کسی موکل کی طرف سی لکھی یا کسی منشی کا مسودہ جو کسی کی طرف
سے مثلاً تحریر کری یا کسی شاعر کا کسی عاشق و معشوق کی مثنوی مین انکی گفتگو کو نظم کرنا اُس وکیل
اور اُس منشی اور اُس شاعر کی طرف منسوب ہوتا ہی اور انکی کلام کہلاتا ہی چنانچہ وقت مذاکرہ اکثر
کہتے ہین کہ یہہ فلانی وکیل کی تقریر ہی اور فلانی منشی کی تحریر اور فلانی شاعر کی کلام ہی با اینہمہ متکلم
مقابل مخاطب وہ موکل اور وہ جاہل اور وہ عاشق و معشوق ہوتی ہین ایسی ہی باعتبار انشاء
و تصنیف تو قرآن سارا کا سارا خدا کی کلام ہی مگر باعتبار تخاطب کہین اپنی ہی کلام ہی کہین کسی
اور کی سو سورہ الحمد تو باعتبار تخاطب تمام جہان کی کلام سمجھیے چنانچہ جملہ ایاک نعبد و ایاک
تا آخر اسپر شاہد ہی اگر باعتبار تخاطب نعوذ باللہ اس سورۃ کو کلام خداوندی سمجھیے تو یہہ معنی ہون
کہ خدا ہی کیسیکا بندہ ہی نعوذ باللہ منہا خدا ہی نعوذ باللہ کیسیکی عبادت کرتا ہے خدا ہی کسیسی مدد
مانگتا ہے خدا تعالی ہی کسی سی طالب ہدایت ہی علی ہذا القیاس آیۃ وما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین ایدینا
وما خلفنا وما بین ذلک باعتبار تخاطب فرشتون کی کلام ہی چنانچہ قرینہ بامر ربک اور قصہ شان نزول
اسپر دلیل کامل ہی علی ہذا القیاس سورہ نساء اول تو تمام و کمال ورنہ یوصیکم اللہ تک تو بالضرور باعتبار
تخاطب کلام حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی اول تو وہی قرینہ فانکحوا اسپر شاہد ہی
اگر باعتبار تخاطب کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نکہئی کلام خدا کہئی تو پہرا ول درجہ کے معصوم کیا

نسبت یہہ اعتقاد رکہنا ضرور ہو کہ وہ سب سے بڑہکر نعوذ باللہ منہا فاسق و فاجر و عیاش تہی دوسری
ندا ء یا ایہا الناس اتقوا ربکم مین ربکم کو غائب رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ ہر کلام کی لئی ایک متکلم اور ایک مخاطب
مغایر یکدیگر ہوتا ہی اور اگر غائب ہی ہوتا ہی تو وہ بہی مغایر حقیقی ہوتا ہی غرض یہ تینون مفہوم ایک
مصداق مین مجتمع نہین ہو سکتی اور ان تینون مین اتحاد متصور نہین سو قرینہ غیبوبتہ ربکم خود اسپر شاہد ہی
کہ خداوند کریم باعتبار تخاطب متکلم نہین اس صورت مین ظاہر ہی کہ سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور کسیکا احتمال نہین کیونکہ ادہر تعیین غیر پر نہ کوئی دلیل ہی نہ کوئی قرینہ اور ادہر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا پیغامبر ہونا اسبات کی لئی خواستگار کہ بعد خداوند کریم باعتبار تخاطب اس کلام کی متکلم در
حالت عدم قرینہ اگر ہو سکتی ہین تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتی مین مگر یہی بات
بعینہ جملہ یوصیکم اللہ مین سمجہیہ یعنی اُس جملہ مین بہی یوصی صیغہ غائب اللہ کی لئی ہی ادہر پہر قرینہ دوام
حیات اور عدم زوال علاقہ فیما بین روح و جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی لئی عمدہ دلیل کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خطاب مین داخل نہین اور جب آپ مخاطب نہین ادہر خدا غائب
یعنی مقابل متکلم و مخاطب تو متکلم سواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کون ہوگا غرض وجوہ ظاہر
اس بات پر گواہ ہین کہ باعتبار تخاطب یہہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہی خدا تعالی کی کلام
نہین اور باعتبار اصل کنہ کی دیکہی تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کی مخاطب
ہو بہی نہین سکتی میراث کا حال تو معلوم ہی ہو گیا نکاح کی بات سنئی وہان بہی وہی دوام حیات
مانع ورود خطاب ہے یعنے جب آپ منبع فیض روحانیت و حیات ہوی اور امتہ کی ارواح کی لئی آپ
کی روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم منشا انتزاع اور علت اور موثر ہوی اور ارواح اُمتہ فیض
اور انتزاعیات اور معلول اور اثر ٹہری تو پہر آپکی روح امتہ کی ارواح مین وہ نسبتہ تجانس نہ
جو فیما بین ارواح اُمتہ ہی اور ظاہر ہے کہ افراد جنس واحد اگر باہم مساوی نہون تو بعد کمی و بیشی
یا اوزان یا مساحت جو کچہہ وہان بن پڑی تساوی حاصل کر سکتی ہین پر فیوض و انتزاعیات و آثار
معلولات کو منبع فیض اور منشا انتزاع اور موثر اور علت کی برابر کسیطرح نہین کر سکتی مثلاً ایک دہوپ دو
دہوپ کی اگر برابر نہو تو بعد تسویہ ہر دو میدان اور رفع موانع آمد نور وغیرہ کی دو تونکو برابر کر سکتی
ہین علی ہذا القیاس بڑی سطح مین سے چہوٹی سطح کی برابر قطع کر سکتے ہین اور چہوٹی سطح کو بعد اضافہ جب

جسم ٹری سطح کی برابر بنا سکتی ہین گر سب جانتے ہین کہ ساری جہان کی دہوپین ایک نور آفتاب کی برابر
نہین ہو سکتی علی ہذا القیاس وجود تمام کائنات ایک وجود خالق عالم کی برابر نہین ہو سکتا جب تساوی
کا حال معلوم ہو گیا کہ کہان ہو سکتی ہی کہان نہین ہو سکتی تو آگی سنیی مفہوم زوجیۃ و ازداج باعتبار
لغتہ بہی انقسام بمتساوین کو مقتضی ہی اور باعتبار شرع بہی تساوی طرفین کا خواستگار چنانچہ آیۃ
ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف اسپر شاہد ہی اور ادہر دیکہا تو نکاح و ازدواج سے حسن معاشرت
مطلوب چنانچہ آیۃ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ سی اہل فہم
کو یہ بات عیان ہی آخر حسن معاشرۃ بین بجز انس باہمی جو حاصل سکون مشار الیہ اور مودۃ مذکورہ ہے
اور کیا ہوتا ہی مگر مرجع کار حسن معاشرۃ دیکہا تو اخلاق کی طرف ہی اور اخلاق ثمرۂ قوۃ علمیہ و قوۃ عملیہ کا
نام ہی اسلئی کہ اخلاق کی تحلیل کرنے سی سواء اسکے اور کیا نکلتا ہی رحمت وغضب کو دیکہی تو بجز اسکے
کیا ہی کہ کیسکی شکستہ حالی یا مخالفتہ کی علم کی باعث ادہر سے عمل داد ودہش یا ضرب و سرزنش ہوتا ہے
اسلئی مساوات مشار الیہ جو مقتضاء زوجیۃ و ازدواج تہا باعتبار حاصل ضرب قوۃ علمیہ و قوۃ عملیہ ہو گا
یا اس مضمون کو یون تعبیر کیجئے کہ مساوات جسمانی تو مراد ہی نہین باعتبار وزن ہو یا باعتبار پیمائش
اگر مراد ہے تو باعتبار روحانیت مراد ہے اور ظاہر ہی کہ کمالات روحانی یا علمی ہین یا عملی یا ان دونون سے
مرکب اور یہہ بہی ظاہر ہی کہ مقصود وہ حاصل ترکیب ہر دو کمال ہی نہ علم خالی از عمل مطلوب ہی ورنہ
حسن معاشرت اور اعمال عبادات وغیرہ کی کیا معنی تہی اور نہ فقط عمل خالی از علم جیسی افعال لایعنی
اور حرکات بیمعنی یا اعمال منافقین واہل سمعہ ہوتی ہین کیونکہ علم عظمت خدا وندی وغیرہ ان اعمال کی
ساتہہ مضموم نہین ہوتا ورنہ اس قسم کی اعمال مکروہ یا مردود نہوا کرتی لیکن حاصل کمالات علمی و کمالات عملی جو
اخلاق ہون یا ارادہ دینیہ ہو یا اعمال ظاہرہ جو بشرط اخلاص صادر ہوی ہون سبکی سب حاصل
جمع کمالات مذکورہ تو نہین ہو سکتی اسلئی کہ حاصل جمع عین مجموعہ اجزاء ہوا کرتا ہے اور یہان ظاہر
ہے کہ یہہ سب امور مذکورہ غیر ہین نہ عین اسصورت مین بجز اسکی کہ حاصل ضرب کہئی اور کیا کہئی
کیونکہ دو زیادہ سی ملا کر اگر کچہہ حاصل کرتے ہین تو اُسکی یہی دو صورتین ہین جب یہ بات ذہن نشین
ہو چکی تو آگی چلیی مخدوم من کمالات علمی ہون یا عملی بہرحال مردون کا حصہ دونا ہے اور عورتونکا
آدہا ہی دلیل اس دعوی کی اول تو یہی آیۃ ہی للذکر مثل حظ الانثیین کیونکہ اس آیۃ مین اگرچہ بیان

میراث مین نازل ہوئی مگر کچھہ میراث کی تخصیص نہین فرمائی عموماً الفاظ پر نظر چاہئی خصوص شان نزول
پر خیال نچاہئی چنانچہ اہل علم خوب جانتی ہین اور عوام اگر نہین جانتی تو اُنکی لئی اتنا اشارہ کافی ہی کہ اگر
دو آدمیون مین دس بیس گانو مشترک ہون اور سب مین ایک ہی سا ہر ایک کا حصہ ہو تو اس صورت مین
اگر ایک گانو مین سی کچھہ غلہ آئی تو کارکن بوجہ ناواقفیت مقدار حصص اگر کسی واقف سی ہر ایک کی حصہ
کی مقدار پوچھہی تاکہ اُسکی موافق تقسیم غلہ مین کار بند رہی تو اس صورت مین اگر وہ شخص ہر ایک کا
حصہ بتلائیگا تو اُس کا یہ بتلانا ہر دفعہ کے لئے اور ہر ایک گانو کی آمدنی کے لیے کافی ہوگا اور فقط اسی دفعہ کی لئی
نسمجھا جائیگا باقی کوئی صاحب اگر مقدار جسم زن و مرد مین اس حساب کو درست بنائین تو اُسکی وجہ یہ
ہی کہ یہ گفتگو درباره خط ذکر و خط اُنثی ہی خود ذکر و انثی مین یہہ حساب نہین اور ظاہر ہی کہ اطلاق ذکر و انثی جیسا
روح پر کیا جاتا ہی ایسا ہی جسم پر ہی یہ اطلاق کیا جاتا ہی چنانچہ احکام روحانی و جسمانی اور
افعال و احوال روحانی و جسمانی مین یکسان فرق صیغہ مذکر و مونث ملحوظ رہتا ہی قامت اور قعدت
اور فرحت اور حزنت یا علمت اور ارادت اگر عورت کی لئی بولتی ہین تو قام اور قعد اور فرح اور حزن
یا علم اور ارادہ مرد کے لئے استعمال کرتے ہین مگر کون نہین جانتا کہ قیام و قعود احکام و افعال و احوال
جسمانی مین سی ہین اور فرح اور حزن اور علم و ارادہ احکام و احوال و افعال روحانی مین سی ہین اس سے
صاف ظاہر ہی کہ اطلاق ذکر و انثی روح و جسم دونون پر برابر شایع ہی اسلئی ان دونون کو اس
حساب سے علاحدہ رکھکر ان کی حقوق مین گفتگو کرنی چاہئی اور اسی ہی جانے دیجئے خاص علم و عقل
مین عورتون کا مردون سے کم ہونا عقل و نقل دونون سی سبکی نزدیک مسلم یہانتک کہ عورتون کا ناقص
العقل اور ناقص الدین ہونا حدیثون مین مصرح اور زبانون پر جاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتی ہین ما رایت من ناقصات عقل ولا دین اذہب اللب الرجل الحازم من احداکن اور دربارہ
شہادت کلام اللہ مین یہہ ارشاد ہی واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل
وامرتان ممن ترضون من الشہداء ان تضل احدہما فتذکر احدہما الاخری سو اس سی بھی یہی نقصان
عقل بقدر نصف ثابت ہوتا ہی کیونکہ ضلالت اصل مین صفت عقلی ہی علی ہذا القیاس تذکر ہی صفات
علمیہ اور عقلیہ مین سی ہی اس صورت مین حاصل یہہ ہوا کہ نقصان عقل کی باعث عورت کی گواہی
مرد کی گواہی سی آدہی رکہی گئی چنانچہ اسی بناء پر یہہ صورت پیش آئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ارشاد مسطور بالا یعنی ما رایت من ناقصات عقل و الدین الخ کو سنکر عورتون نے یہ عرض کیا کہ ما نقصان عقلنا و دیننا یا رسول اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ الیس شہادۃ المرأۃ نصف شہادۃ الرجل یعنی کیا تمہین معلوم نہین کہ عورتونکی گواہی مرد کی گواہی سے آدہی ہے اوسپر عورتون نے اقرار کیا تو پہر یہ فرمایا فذلک من نقصان عقلہا۔ یعنی یہ گواہی کا آدہا ہونا نقصان عقل ہی کے سبب سے الغرض آیۃ مذکورہ اور حدیث مسطور کو ملائیے تو یہ بات بوسیلہ حدیث اسی آیت سے نکل آتی ہے کہ عورتونکی عقل مردونکی عقل سے آدہی ہے اور جب عقل یعنی کمالات علمی مین تناصف ہے تو کمالات عملی مین آپ تناصف ہوگا وجہ اسکی یہ ہے کہ اعمال اختیاریہ کا رصدور یا بوجہ محبت و شوق ہوتا ہے یا بباعث نفرت و خوف یعنی عاقل جب کوئی حرکت باختیار خود کرتا ہے تو اوسمین یا کوئی نفع سوچ لیتا ہے یا کوئی اندیشہ اوسکے پیش نظر ہوتا ہے سو اسکا حاصل وہی شوق اور محبت و نفرت ہے سوا ان دو صورتونکے عاقل کے افعال کے لئے اور کوئی صورت نہین مگر شوق و خوف اور محبت و نفرت بقدر علم منافع و مضار ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مرد دانا شیر اور سانپ سے ڈرتے ہین اطفال شیر خوار نہین ڈرتے وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا ہے کہ وہان علم و عقل ہے یہان نہین چنانچہ آیۃ قرآنی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سے یہی اسکا پتا لگتا ہے کہ خوف بقدر علم ہوتا ہے الغرض بعد تسلیم تناصف فی العقل اقرار تناصف فی العمل آپ لازم ہے ادہر کلام اللہ مین یہ ارشاد ہے وتلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون اس آیۃ سے ظاہر ہے کہ مدار کار حصول جنۃ عمل پر ہے اور حدیثون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ ہر مرد جنتی کی پاس دنیا کی دو عورتین بطور ازدواج و نکاح ہونگی غرض جہان ایک مرد ہوگا وہان دو عورتین ہونگی اس سے بہی وہی بات نکلتی ہے کہ دو عورتین ملکر عمل مین ایک مرد کی برابر ہونگی بہرحال تناصف فی العقل اور تناصف فی کمال العمل واجب التسلیم ہی رہے یہ بات کہ بعض مرد کم عقل ہوتی ہین اور بعض عورتین عاقلہ ہوتی ہین علی ہذالقیاس بعض مرد فاسق اور بعض عورتین دیندار ہوتی ہین اس قاعدہ مین رخنہ گر نہین ہوسکتی کیونکہ اسباب و موانع خارجیہ سے اگر ظہور آثار ماہیت مین کمی بیشی آئی تو مراتب ماہیت اور قدر و قیمت ماہیت مین تبدل نہین آسکتا۔ مثلاً اگر کسی آئینہ مین گرد و غبار واقع ہو اور کوئی چینی کی رکابی تشتری صاف مصفیٰ ہو اور اسوجہ سے ظہور نور آفتاب بنسبت آئینہ مشار الیہ رکابی مذکور مین زیادہ ہو تو صفائی مین رکابی آئینہ سے زیادہ نسمجہی جائیگی بالجملہ نقصان عقل زنان مقتضاء مادہ انوثت ہے +

اور زیادتی عقل مردان اقتضا مادہ مذکورہ ہے چنانچہ الف لام کا للذکر مثل حظ الانثیین میں لام جنس ہونا بہی اسپر شاہد ہے علی ہذا القیاس دین کا قصہ سمجہئے سو اگر بالفرض والتقدیر کسی فرد ذکر میں کمی اور کسی فرد انثی میں زیادتی نظر آئی تو قاعدہ مذکور کی کلیہ ہونے میں اس سے کچہہ رخنہ نہیں پڑتا ان سب مراتب کے طے ہو جانے کے بعد یہ گذارش ہے کہ جب عقل و عمل میں عورتین مرد و نسے آدہی ہین ہین اور پہر مرد عورت مین ان دونون کا لون کا حاصل ضرب مطلوب ہے خود یہ دونون کمال بذات خود مطلوب نہین تو یہ بات ہر کس و ناکس پر روشن ہوگئی کہ حاصل ضرب کمالات مذکورہ زنان بنسبت حاصل ضرب کمالات مذکورہ مردان بقدر ربع ہے کیونکہ نصف کو نصف مین ضرب دیجئے تو یہی ربع حاصل ہوتا ہے اسلئے ایک عورت ایک مرد سے بقدر ربع سمجہی گئی اور چار عورتین ملکر اوسکے حق مین زوج کامل قرار پائین مگر چونکہ ہر کسیکو اپنے حق کے نلینے یا اپنی حق کی چہوڑ دینے کا اختیار ہوتا ہے اوپنے حق سے زیادہ لینے کا اختیار نہین ہوتا اسلئے مرد نکاح نکرنے اور چار سے کم نکاح کرنےمین مجاز اور مختار رہا پر چار سے زیادہ کا اختیار اوسکو نملا لیکن یہ بات بہی یاد ہوگی کہ امتہ کی چار عورتین ملکر اگر امت کے ایک مرد کی مساوی ہو جاتی ہین تو وجہ اسکی یہ ہے کہ باہم اصل مرد و زن امت مین تجانس تہا اگر فرق تہا تو فرق مقدار تہا جسکے رفع کرنیکے لئے عورتونکی جانب عدد اربع کی ضرورت پڑی اور ذات پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور زنان امت مین اوس قسم کا فرق تہا جسکو مقدار زنان کا کم و بیش کر دینا رفع کر سکے بلکہ وہ فرق تہا جو مصدر او صادر اور علت اور معلول او منشا انتزاع اور وصف انتزاعی مین ہوا کرتا ہے اور تجانس بہی تہا جو حقائق مذکورہ مین باہم ہوا کرتا ہے یعنی وہ تجانس جو ازدواج و زوجیت کے لئے ضرور ہے چنانچہ مفہوم زوجیت ہی اوسپر شاہد ہے از قسم تجانس مردان و زنان امت نتہا بلکہ از قسم تجانس علت و معلول وغیرہ تہا غرض وجہ فرق فیمابین حضرت شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مردان امت مرحومہ درباره تعداد ازدواج یہ ہے کہ وہان اور طرح کا تجانس ہے یہان اور طرح کا تجانس یہان تعداد زنان کی کمی و بیشی موجب تساوی یک مرد چار زن ہو سکتی ہے اور وہان اس سے کام نہین چل سکتا کیونکہ ایک علت او منشا انتزاع کے مقابلہ مین سارے معلول اور تمام انتزاعیات بہی درجہ تساوی نہین رکہتے ایک آفتاب کے آگے ساری جہان کی دہوپین گرد ہین ہان یون کہئے کہ آفتاب یا کرہ شعاعی کا جوڑا اگر مل سکے ہے تو دہوپون ہی مل سکے ہے چاندکی چاندنیون اور آگ کی گرمیون سے نہین مل سکتا غرض اگر علت او منشا انتزاع کا نکاح اور ازدواج ہو سکتا ہے تو بشرط قابلیت اپنی معلولات اور

انتزاعیات ہی سے ہوسکتا ہے اوکسی علت یا اوسکی معلولات یا اوکسی منشأ انتزاع یا اوسکی انتزاعیات یا اوکسی مصدر یا اوسکی صادرات سے نہین ہوسکتا مگر جیسے اسصورت مین یہ فرق فیمابین حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مردان امت مرحومہ معلوم ہوا ایسی ہی فرق دوام حیات حضرت سید الکائنات علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتسلیمات وعدم دوام حیات مردان وزنان امت بہی معلوم ہوگیا یعنی جو وجہ موجب فرق تعداد ازواج تہی وہی وجہ موجب فرق دوام حیات وعدم دوام حیات ہے کیونکہ دربارہ کمالات روحانی آپ علت او منشاء انتزاع اور مصدر ہونا جیسا اسبات کو مقتضی ہے کہ آپکو دربارہ نکاح عدد اربع مین محدود ومقید نرکہین ایسی ہی آپکا علت او منشأ انتزاع اور مصدر ہونا اسبات کو مقتضی ہے آپکی حیات روحانی اور حیات جسمانی دونون قائم دائم رہین کبہی انفکاک زوال کی نوبت نآئی اسصورتمین خطاب فانکحوا اور خطاب یوصیکم اللہ سے آپکو بطور سطور سابق خارج رکہنا اوران احکام مین تفاوت معلوم کا ہونا ایک ہی وجہ پر مبنی ہے اور متفرع ہین مگر چونکہ نکاح حاجات حیات اور میراث القاب مماتمین سے ہے اسلئے اول کو اول رکہا اور دوم کو دوم ذکر کیا اس تقریر سے بطلان مقدمہ ثانی منجملہ مقدمات ثلثہ بہی بعد تنقیح میراث کے لئے اول ونکا ثابت ہونا ضروری تہا روشن ہوگیا یعنی یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ خطاب یوصیکم اللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہین اور جب آپ اس خطاب مین داخل ہی نہین تو پہر شیعونکو طعن میراث کی کیا گنجایش ہے جو اہل سنت کو فکر جواب ہو مگر ہان مقدمہ ثالثہ ہنوز قابل تحقیق ہے اسلئے اسیقدر اور تکلیف تحریر کی حاجت ہے یعنی اب اسبات کی تنقیح ضرور ہے کہ مطلق متنازع فیہا یعنی فدک مملوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تہا یا نتہا سو پہلے پوچہئے مگر گوش ہوش سے سنیئے اور پنبہ غفلت سے اور چرک تعصب سے گوش عقل کو اول پاک کر لیجے بشہادت کتب فریقین قریہ فدک منجملہ فی تہا منجملہ غنیمت نتہا اور بشہادت قرآنی زمین فی منجملہ اموال غیر مملوکہ ہوتی ہے کسیکی ملک اوسکے ساتہہ متعلق نہین ہوسکتی سنیون کے لئے نووی شرح مسلم کی عبارت اور شیعونکے لئے کلینی کی روایت اوسکی ہونیکے لئے کافی ہی اول اہل سنت وجماعت کو شادکام کرتا ہون پہر شیعونکی آنکہین کہولی جائینگی علامہ نووی جلد ثانی شرح مسلم کی باب حکم الفی مین یون ارشاد فرماتے ہین قال القاضی عیاض فی تفسیر صدقات النبی صلی اللہ علیہ وسلم المذکورۃ فی ہذہ الاحادیث قال صارت الیہ بثلثۃ حقوق احدہا ما وہب لہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک وصیت مخیریق الیہودی لہ عند اسلامہ یوم احد وکانت سبع

حوائط فی بنی النضیر وما اعطاہ الانصار من ارضیہم وہو مالا یبلغ الماء وکان ہذا ملکا لہ صلی اللہ علیہ وسلم الثانی

حقہ من الفیٔ من ارض بنی النضیر حین اجلاہم کانت لہ خاصۃ لانہا لم یوجف علیہا المسلمون بخیل ولا رکاب و

اما منقولات اموال بنی النضیر فحملوا منہا حملۃ الابل غیر السلاح کما صالحہم ثم قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الباقی

بین المسلمین وکانت الارض بنفسہ یدخرہا فی نوائب المسلمین وکذلک نصف ارض فدک صالح اہلہا بعد فتح

خیبر علی نصف ارضہا وکان خالصا لہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک ثلث ارض وادی القری اخذہ فی الصلح حین

صالح اہلہا الیہود وکذلک حصنان من حصون خیبر الوطیح والسلالم اخذہما صلحا الثالث سہمہ من خمس خیبر وما

افتتح فیہا عنوۃ انتہی مقام الحاجۃ - اس عبارت سے صاف روشن ہے کہ مال متنازع فیہ یعنی زمین فدک منجملہ

اموال و اراضی فیٔ تہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خریدی ہوئی یا کسیکی ہبہ کی ہوئی نہ تہی اور

ہماری غرض اسوقت اتنی ہے کہ زمین فدک منجملہ آراضی فیٔ ہی مگر چونکہ اسبات کا ثابت کرنا کہ فدک منجملہ فیٔ

تہی اس غرض سے تہا کہ فدک کو مملوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین کہہ سکتے جو میراث کا احتمال ہو یا ہبہ

کا کسیکو خیال ہو چنانچہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ عقدہ حل ہوا جاہتا ہے تو نسبۃ حقوق خمس بہی اب کسیکو

خیال ملک کی گنجایش نہ رہیگی کیونکہ مصارف خمس فیٔ تو ایک ہی ہین ادہر انداز بیان ایکہی فیٔ مین اگر تین لام تہے اور انصار

تو یہان بہی وہی تین لام ہین آیۃ موجود ہے دیکہہ لیجیے واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی

القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل غرض وہ دلائل جن سے فیٔ کا غیر مملوک ہونا ثابت ہوگا وہہین دلائل

سے خمس کا غیر مملوک ہونا نکلتا ہے ہان نسبۃ اموال موہوبہ البتہ یہ خیال بجا ہے لیکن اول تو بعد ثبوت حیات

جسمانی حضرت رسول الثقلین وظہور خصوص خطاب یوصیکم اللہ نسبۃ امۃ مرحومہ مملوکیۃ اموال موہوبہ وغیرہ

شیعونکو کچہہ مفید نہین بایں ہمہ ہم سے ظاہر ہین اگر ایسی ہی ملک محل میراث سمجہین تو سمجہین پر حضرات انبیاء

علیہم السلام خصوصا سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ملک کو اولاد بالذات اپنی ملک نہین سمجہہ سکتے ورنہ

اونکی وہ حقیقت شناسی پہر کسدن کے لئے ہوگی اول تو یہ بات کہ ملک خداوندی اور ملک عباد مین وہ

نسبۃ ہے جو ملک مالک اصل اور قبضہ مستعیر مین ہوتی ہے دیکہنے والونکو ان اوراق سے عیان

ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ یہ بات انبیاء پر خاصکر سردار انبیاء پر صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم

وعلی آلہ اجمعین ایسی طرح واضح تہی جیسے آفتاب نیمروز پہر وہ کسطرح اموال

معقبوضہ کو اپنا مال سمجھین جمیع حقوق ورثہ کے اوسمین گنجایش نظر آئی یہ بات اپنے مال مین ہوتی ہے مال مستعار مین نہین ہوتی ہان امتیونکی نظر ایسی تیز نہین ہوتی جو ایسے حقایق دقیقہ کو سمجھین وہ اسبات مین مثل اطفال خورد سال ہوتے ہین کہ کسی بڑی بیگانی کی چیز بہی ہاتہہ آجاتی ہے تو آپ سے دینا کجا مالک چیز بہی اگر لینا چاہئے تو وہ گریہ وزاری کرین جس سے مالک ہی کو چشم پوشی اور ترک طلب کرنی پڑے بالجملہ بوجہ کوتہ نظری امتہ خداوند کریم چشم پوشی فرماتے ہین اور میراث کے جاری ہونے سے منع نہین فرمائی ہان انبیاء کو بوجہ کمال عقل ایسی ہئون کی گنجایش نہین جو اونکے لواحق تک نوبت پہونچی علاوہ برین ہبہ محرلیق یہودی بوجہ اعتقاد رسالت بہتا اسصورتمین یہ ہبہ حقیقت مین نذر خداوندی ہو اور دہی حاصل نکل آیا جو بنسبت اموال فے باشارہ کلمہ فللہ معروض ہو چکا ہے القوض جیسے یہ اطفال خورد سال کو اونکی والدین کی وجہ سے اگر کچہہ ہبہ کیا جاتا ہے تو اونکی والدین ہے کی ملک سمجہا جاتا ہے ایسے ہی ہبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ اعتقاد مذکور نذر خداوندی سمجہا جائیگا خیر یہ بات تو ہو چکی اب عبارۃ کلینی ہی دیکہئے جس سے فدک کافی ہونا شیعونکو اپنی اعتقاد کی موافق بہی ظاہر ہو جائے تو دفع الزام شیعہ کے لئے اہل سنتہ کو اپنی ہی روایات کافی نہین اور قبل ثبوت غلطی روایات محدثان و مورخان اہل سنتہ پہر شیعونکو گنجایش دم زنی نہتی کلینی کی باب الفیٔ والانفال وتفسیر الخمس وحدوده مین یہ روایت ہے علی بن عبداللہ عن بعض اصحابنا وظنہ السیاری عن علی بن اسباط

قال لما ورد ابوالحسن موسی علی المہدی راہ یرد المظالم فقال یا امیر المومنین ما بال مظلمتنا لاترد فقال

لہ وما ذاک یا ابا الحسن قال ان اللہ تبارک وتعالی لما فتح علی نبیہ فدک وما والاہا لم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب فانزل اللہ علی نبیہ وآت ذا القربی حقہ فلم یدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہم فراجع فی ذلک جبرئیل ربہ فاوحی اللہ الیہ ان ادفع فدک الی فاطمۃ فدعاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ ان اللہ امرنی ان ادفع الیک فدک فقالت قد قبلت یارسول اللہ من اللہ ومنک فلم یزل وکلاؤہا فیہا حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ولی ابوبکر اخرج عنہا وکلاءہا فاتتہ فسالتہ ان یردہا علیہا فقال لہا ائتینی باسود واحمر یشہد لک بذلک فجاءت بامیر المومنین وام ایمن فشہدا لہا فکتب لہا بترک التعرض فخرجت والکتاب معہا فلقیہا عمر فقال لہا ما ہذا معک یا بنت محمد قالت کتاب کتبہ لی ابن ابی قحافۃ فقال ارنیہ فابت فانتزعہ من یدہا ونظر فیہ ثم تفل

فیه و بحاره و خرقه فقال لها هذا الم یوجف علیه اهله بخیل و لا رکاب فقصی الجبال فی رقابنا فقال له المهدی یا ابا الحسن حدها لی فقال حد منها جبل احد و حد منها عریش مصر و حد منها سیف البحر و حد منها دومة الجندل فقال الکل هذا قال نعم یا امیر المومنین هذا کله مما لم یوجف علی اهله رسول الله صلی الله علیه وسلم بخیل و لا رکاب فقال کثیر و انظر فیه انتهی من اراد ان یطلع اس سے پایا اگرچہ بطور مشتی نمونہ خروارے حسن و خوبی دیگر روایات شیعہ عیان ہے اہل بیت کا قدم وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک ایسا نہین جو کوئی نہ جانتا ہو پیرا و سپر یہ دعوی بحدود مذکورہ کرنا عمدہ سلطنت کا اسوقت تک اقرار کرنا ہی مگر ہمکو شیعونکی تغلیط سے اسوقت کچھہ ہاتھہ نہین آتا جو یون کہئے کجا فدک کجا کجایہ حدود کجا اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کجا یہ ثروۃ اسوقت انکی ہم تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ لاریب فدک منجملہ فی اور از قسم مما لم یوجف علیہ بخیل ہے لیکن جب قریہ فدک کا منجملہ اموال فے ہو الشہادہ کتب فریقین ثابت ہوگیا تو اب اثبات کا اثبات باقی رہا کہ اراضی فی قابل تعلق ملک نہین البتہ شل وقات اوکی آمدنی قابل تعلق ملک ہے اسلئے یہ گذارش ہے کہ خداوند کریم اپنی کلام صادق مین یہ ارشاد فرماتا ہے ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل و لا رکاب و لکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء و اللہ علی کل شیء قدیر و ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ و للرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم و ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا و اتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۔ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ہم الصادقون ۔ و الذین تبوؤا الدار و الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم و لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا و یوثرون علی انفسہم و لو کان بہم خصاصۃ من یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون ۔ و الذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم جو لوگ کہ سیاق و سباق آیات مسطورہ سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ ما افاء اللہ سے مراد اراضی ہین اموال منقولہ نہین کیونکہ ما ایک کلمہ مبہم ہے غیر ذوی العقول مین عام ہے عام او خاص سے خاص پر بولی سکتی ہین اگرچہ باعتبار مفہوم کلمہ ما مع صلہ اوس خاص کو کلی ہی کہین مگر جیسے انحصار فی فرد واحد کلیۃ مفہوم کے مخالف نہین ایسی ہی خصوص مصداق کلمہ اسکے مفہوم کے عموم کے مخالف نہین بہر حال یہہ کلمہ بذات خود مبہم ہے اسلئے صلہ کی ضرورت ہوتی ہے پہر اگر صلہ سے بہی بوجہ تام رفع ابہام نہو سکے

اور نہین ہوا کرتا تو تعیین تام کے لئے اور قرائن کی ضرورت ہوگی اگر کوئی کسیکو روپیہ دیکر ما اعطیتک
فانفقہ علی عیالک مثلاً کہے تو صلہ مذکور سے یہہ معلوم نہوگا کہ روپیہ دیا یا کچہ اور ہان قرائن خارجیہ سے البتہ
یہ بات معلوم ہوگی سو یہان بہی صلہ افاء سے تعیین حقیقۃ و ماہیۃ معلوم نہین ہوتی البتہ آیۃ ہو الذی اخرج
الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم اور آیۃ یخربون بیوتہم اور آیۃ لولا ان کتب اللہ علیہم الجلاء
اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اراضی مراد ہین اموال منقولہ مراد نہین اسکے بعد یہہ عرض ہے کہ آیۃ
اولی مین جو یہ ارشاد ہے ما اوجفتم علیہ من خیل الخ اہل فہم کو اس سے اتنا معلوم ہوگیا ہوگا کہ
مہاجرین و انصار وغیرہ کا اسمین کچہہ حق نہین یعنی جیسے لشکر کشی کی صورت مین بزور لشکر کچہہ
زمین مال وغیرہ ہاتہہ آتا ہے اور اسوجہ سے غانمین اور غازیون کا اوسمین استحقاق ثابت ہوجاتا ہے
ایسی طرح اموال فی کو نہ سمجہنا چاہئیے الغرض علت ملک یعنی قبضہ اگر بزور بازوی لشکر حاصل ہو تو لشکر
مال مقبوض مین شریک ہوگا اور اگر لشکر کو نوبت جد و جہد نہین آئی بلکہ فقط فضل خداوند قدیر کفیل
قبض ہوگیا ہے تو پہر ملک خدا ہی رہیگا کسی اور کی ملک نہ سمجہا جائیگا اور اسوجہ سے اونہین لوگونکو اوسکی
آمدنی کا دینا ضرور ہوگا جو خدا کے نام پر بیٹہے ہین اور اوسکے نام لگی ہوئی ہین چنانچہ آیۃ ثانیہ مین
جو مصارف اموال فی کی تفصیل بیان فرمائی تو بعینہ یہ بات اوس سے نکلتی ہے فرماتے ہین ما
آفاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ و للرسول و لذی القربی الخ چونکہ خداوند کریم کہانے پینے
کا محتاج نہین اودہر کوئی خاص مصرف مصارف خیر مین سے ایسا نہین کہ اوسیکو خدا کا مصرف کہہ
سکین اور سوا اوسکے اور مصارف خیر کو نہ کہہ سکین اسلئے کلمہ فللہ فقط اسی جانب مشیر ہوگا کہ اموال
فی ملک خاص خداوندی ہے یعنی باعتبار ظاہر جیسے اور اموال کو جو بیع شراء وغیرہ اسباب ملک سے حاصل
ہون باوجود مملوکیۃ خداوندی اورون کا مملوک بہی کہتے ہین اسطرح اموال فی مین سوا خداوند مالک الملک
اورونکی طرف انتساب درست نہین ہان اگر خداوند پاک نعوذ باللہ منہ خورد و نوش کا محتاج ہوتا یا مصارف خیر مین
یہ تفریق ہوتی کہ یہ خدا کا مصرف ہے اور یہ نہین تو البتہ بہر مثل اصناف باقیہ خداوند کریم بہی حصہ ششم
کا شریک ہوتا مگر جیسے خداے پاک کا خورد و نوش سے پاک ہونا ظاہر و باہر ہے ایسی ہی عدم تخصیص
ہے کسی مصرف کے لئے سبکے نزدیک مسلم اگر نیتہ اچہی ہے تو جیسے مسجد کا بنانا مثلاً خدا کا کام ہے ایسی ہی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اصناف باقیہ کو ہی بشرط نیت خیر کہلانا پلانا خدا ہی کا کام ہے اسصورت
مین مفاد کلمہ فللہ بجز اسکے اور کچھہ نہین ہوسکتا کہ خانہ مالکیت مین باعتبار ظاہر ہی خدا ہی
کا نام لکھا جائے اسکے بعد فرماتے ہین فللرسول ولذی القربی الخ غرض بعد لام فللہ
دو لام اور موجود ہین جنسے اہل فہم کو بعد مرتبہ مالکیۃ دو اور مرتبونکی خبر ملی جسمین سے مرتبہ
استحقاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ استحقاق خداوندی سے کم اور مرتبہ استحقاق
ذوی القربی وغیرہم سے زیادہ ہونا چاہئے سو ایسا مرتبہ جو متوسط بین المرتبتین
اور بمقتضاء توسط ذو جہتین ہو وہ تو مرتبہ تولیۃ مع مصرفیۃ ہے کیونکہ بلحاظ تولیۃ
تو مرتبہ فوقانی یعنی مرتبہ مالکیۃ سے جو مشابہ ہے خداوند مالک الملک ہی کے ساتھہ
مخصوص ہے اور بلحاظ مصرفیۃ مرتبہ استحقاق احتیاج کے ساتھہ مشابہ ہے۔
جو ذوی القربی وغیرہم کے ساتھہ مشابہ ہے اور یہہ مرتبہ متوسط شان رسالت
کو مناسب ہی ہے اسلئے کہ کلمہ رسول ایک نوع معنی خلافۃ و نیابۃ خداوندی پر دلالت
کرتا ہے جسکے لئے تولیۃ کا ہونا بجاء خود ہے اسکے لئے شاہد کی ضرورت ہے
تو سنئے کہ سجدہ خدا ہی کے لئے مخصوص ہے باایں ہمہ بوجہ خلافۃ حضرت آدم علیہ السلام
مسجود بنگئے اگرچہ اونکا مسجود ہونا ایسا تہا جیسا آپ خانہ کعبہ مسجود ہے یعنی جیسا
کسی نے کہا ہے مصرع۔ قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہین۔ حضرت آدم مثل دیوار کعبہ مکرمہ
قبلہ وجہۃ توجہ الی اللہ ہین بالذات خود مسجود نہین غرض جیسے حضرت آدم علیہ السلام قائم مقام
اور خلیفہ علیم و علام ہوے اور اسوجہ سے آداب عبودیۃ باعتبار ظاہر انکے لئے ایسی طرح تجویز کی گئی
جیسے قایم مقام حاکم بالادست کے لئے آداب مسند بالادست تجویز کئے جاتے ہین اگرچہ قایم مقام حال کسی عہدہ
ماتحت سے برای چندی اوس عہدہ پر آیا ہو ایسی ہی قائم مقام خدائے مالک الملک کے لئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے مرتبہ تولیۃ اموال خاص مملوکہ خداوندی جو خلافۃ مالکیۃ ہے مقرر ہوا اور آداب مرتبہ مالکیۃ
یعنی مضمون جملہ ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا جس سے آپ ہر طرح سے مختار
ہونا اور باختیار خود تصرف کرنا اور اورون کا آپ کے سامنے دست +

دست نگر ہونا ثابت ہوتا ہی آپ کی لئی تجویز کیا گیا اور ظاہر ہی کہ آداب مالکیۃ ہی دست نگری اور چون چرا
کا اُسکی سامنی نکرنا ہی باقی یہہ فرق کہ یہان قایم مقامی بلحاظ مالکیۃ ہی اسکی لئی یہی قرینہ بہت ہی کہ
اموال کی نسبتہ فللہ فرمایا ہی اگرچہ آپکا قایم مقام ہونا بلحاظ اوصفات ہی اور مواقع قرانی مین صریح ہے
چنانچہ جملہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اس نیابتہ وخلافۃ خاصکر خلافۃ حکومتہ اور خلافۃ علم پر
دلالۃ کرتا ہی حکومتہ کی خلافۃ کا ہونا تو خود ہی ظاہر ہی ہان خلافۃ علم اس آیۃ سی شاید سمجھہ مین نہ آئی ہو اسلئی
یہہ عرض ہی کہ منشا حکومتہ وامر ونہی خود ہی علم مصالح اور مضار ما مور ہوتا ہی چنانچہ طبیب کی اطاعت
اسیوجہ سی سر دہرتی ہین اسلئی جو حاکم کہ مصالح ومضار عیۃ سی واقف نہو اور اگر واقف ہو تو
علم مصالح ومضار کی موافق امر ونہی نفرمائی ہر کس وناکس اُسکو قابل عزل سمجھتا ہی اور بوجہ ظلم اُسکی
حکومتہ سی کوئی راضی نہین ہوتا ہان جیسی بیمار کو بخیال ضعف وناتوانی بوجہ اندیشہ مضرۃ وازدیاد مرض
اسکی پیر و اُستاد اور مان باپ وغیرہ مخدومان ذو الاحترام اپنی تعظیم وتوقیر سی منع کر دیتی ہین حالانکہ
ایام صحتہ مین کبہی منع نکیا تہا ایسی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنا روزگار اور اُمتہ مرحومہ کو بوجہ ضعف عقول اپنی اُس تعظیم سی جس کو سجدہ کہئی اور بروی انصاف
بوجہ خلافۃ تامہ حضرت آدم علیہ السلام سی زیادہ آپ اُسکی مستحق تہی منع فرمایا تا کہ یہہ تعظیم انجام کار موجب
شرک نہو جای جو امراض روحانی اور قلبی ہین سب سی بڑا مرض ہی با اینہمہ اداب عہدہ اگر کسی وجہ سی
کسی زمانہ مین وہ نہین جو اول مقرر تہی تو کچہہ حرج نہین خود عہدہ اور اُسکی کار گزاری چاہئی خاصکر جبکہ
عہدہ دار خلافۃ ونیابتہ وولی عہدی خود اداب مسند کو باین لحاظ موقوف کر دی کہ کوی مجکو بادشاہ
نہ سمجہہ لی تو اس صورتمین یہ بات تو نظر بادشاہ مین موجب مزید رفعت ولی عہد وخلیفہ ونائب ہوگی گو
ظاہر بینان کم فہم کیفیت ظاہرہ کو دیکہکر کچہہ اور سمجہہ بیٹہین الغرض اگر بعض اداب مسند خلافۃ مفقود
ہین تو کچہہ حرج نہین کار عہدہ خلافۃ موجود ہی از انجملہ تولیتہ ہی کیونکہ مالکیۃ قبض وتصرف واختیار داود وہش
ہوتا ہی تو تولیتہ مین یہ سب موجود ہی اسلئی باقتضاء مفہوم رسالتہ جیسے اقرار خلافۃ ضروری ہی ایسی ہی
تسلیم کار عہدہ خلافۃ یعنی تولیتہ بہی لازم ہی علاوہ برین بیعتہ خلافۃ جیسے بیعتہ اور نذر تخت نشینی بر مسند بلا زر ری
نہین لیجاتی بلکہ ارکین سلطنتہ اور درسار بادشاہت سی لیجاتی ہی ایسی ہی سجدہ خلافۃ ملائکہ سی
لیا گیا جو ملازمان درگاہ والا خداوندی تہی اور اونسی نہ لیا گیا مگر چونکہ تاکید سجدہ مذکور باینوجہ زیادہ

زیادہ ہوئی کہ بشہادت جملہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک خود ملائکہ منصب خلافۃ کی امیدوار تھی اور اسوجہ سے اُنکا سجدہ اور اونکو رفع اشتباہ کی لئی کافی ہوگیا تو اب اسکی بہی حاجتہ نرہی کہ اولاد بنی آدم کو ملائکہ سجدہ کرین کیونکہ وجہ تکرار خیال فضیلت نوع ملک اور مفضولیتہ نوع بشر تہا جب وہ خیال ہی نرہا تو اب کیا حاجتہ ہی نوع وہی کی وہی ہی باپ ہو یا بیٹا ہو اس صورت مین یہ تکرر سجدہ ایسا ہوگا جیسا فرض کرین اُس شخص سی جسکی فضیلت اور لیاقتہ سلطنتہ مین کسیکو تامل ہو بعد تسلیم ہر روز وہ شخص بیعتہ کیا کری بالجملہ رسالتہ ونیابتہ کی لئی بعد حضرت آدمؑ سجدہ کی حاجتہ نہین مگر جیسے رسالتہ کو خلافتہ لازم ہی اور کیون نہو اگر بادشاہ کسی شخصکو سفیر احکام مقرر کری تو اُس سفیر کی اطاعتہ بادشاہی کی اطاعتہ ہوتی ہی اور اسیکو خلافتہ کہتی ہین ایسی ہی مفہوم رسالتہ اسبات کو مقتضی ہی کہ رسول اپنا کام تا اشتغال کار رسالتہ نہین کرسکتا اور ظاہر ہی کہ مفہوم رسول ہر دم و ہر آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا جاتا تہا باقی رہا سونا کہانا پینا وغیرہ اگرچہ بظاہر کار رسالتہ سی کچہہ علاقہ نرکہتا ہو مگر باین لحاظ کہ یہ نہون تو پہر کار رسالت کا ادا ہونا بہی معلوم ان سب باتونکو رسالتہ کا موقوف علیہ اور محتاج الیہ کہنا ضرور ہے اور کسب معیشتہ چونکہ مثل خواب وخورش ونوش لوازم بشریتہ مین سی نہین چنانچہ ہزار دن کو بی کمائی ملتا ہی اور اگر کمائی سی ملتا ہی ہی تو ہر کسیکو نئی ڈہنگ کی کمائی سی ملتا سو اسلئی اُسکو منجملہ مبادی ومقدمات کارگذاری رسالتہ نہین کہہ سکتی اسلئی اُسکا ترک کرنا ضرور پڑا اور موافق وعدہ صادقہ من کان للہ کان اللہ لہ جسکی طرف آیتہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما اُرید منہم من رزق وما اُرید ان یطعمون ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین بابلغ وجوہ مشیر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نان ونفقہ خدا تعالی کی ذمہ ٹہرا اور کیون نہو یہ قاعدہ مقررہ ہی کہ جو کسیکی کام مین محبوس رہتا ہی اُسکا نان نفقہ اُسیکے ذمہ ہوتا ہے بی بی کا نان ونفقہ خاوند کی ذمہ اور غلام کا نان ونفقہ مولی کی ذمہ اسیوجہ سی ہی سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی کام مین مصروف اور محبوس ہوئی تو آپ کا نان ونفقہ خدا کی ذمہ کیون نہو اس تقریر سی جملہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور جملہ ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین مین باہم ارتباط معلوم ہوگیا ہوگا اور نیز یہ بات بہی اہل فہم سمجہہ گئی ہونگی کہ جیسی تولیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رسالتہ کی اُس اضافتہ کا پرتوہ ہے جو مرسل بصیغہ اسم فاعل یعنی خدا تعالی کی طرف ہوتی ہی جسکی بتفصیل مذکور خلافتہ مشار الیہ حاصل ہوئی ایسی ہی احتیاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جسکا

باعث نان و نفقہ کی ضرورت ہوئی اُس اضافت کا یہ توہی جو مرسل الیہ یعنی امت کی طرف ہونی چاہئی جسکی باعث
اشتغال مسطور لازم آیا بالجملہ بحکم توسط مرتبہ رسالت اموال خاص خداوندی کی بنسبت آپ متولی ہی رہی
او مصرف بہی مقرر ہوی اور اسلئی باعتبار تلفظ ہی آپ کو بیچ ہی مین رکہا تاکہ اشعار شریعت مطابق اقتضاء
حقیقت رہی اُسکی بعد ذوی القربی کو بیان کیا کیونکہ مصرفیت ذوی القربی یعنی اقرباء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
تابع مصرفیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر خانمان اور ہر خاندان مین کمانیوالا وہ ہوا کرتا ہی جو سب
مین لایق فایق ہو اور سوا اُس کے سب اُس کی دست نگر ہوا کرتی ہین سو خاندان نبوۃ مین سب مین افضل حضرت
افضل المخلوقات ہی تہی جب اُنکو کار خداوندی مین فرصت کسب معیشت نملی تو یون کہو تمام خاندان والی
نان و نفقہ کی طرف سی سراسیمہ ہوئی اسلئی بعد آپکی اُنکا لحاظ کرنا پڑا اسکی بعد اصناف باقیہ مین مساکین اور
ابناء سبیل ایسی درماندہ نہین ہوا کرتی جیسی یتامی ہوا کرتی ہین کیونکہ مساکین کما تو سکتی ہین اور پہر
مساکین بہ نسبت ابناء سبیل زیادہ درماندہ ہوتی ہین آخر ابناء سبیل اپنی گہر سی تو خوش ہوتی ہین
ورنہ داخل زمرہ مساکین ہی سمجہی جاتی قسم علاحدہ نہ کیجاتی اسلئی بعد ذوی القربی بہ ترتیب معلوم اُنکو ذکر
فرمایا اور کیف ما اتفق بیان نکیا یا ایہمہ اقرباء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساری ہی اُمت کی اقربا مین چنانچہ
تحقیق مسطور بالا جو درباره ابوۃ یعنی اقربیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گذر چکی جسمین حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نسبت امت مرحومہ اقرب ہونا اور والد روحانی ہونا ثابت ہو چکا ہی اس
مضمون کی مؤید ہے اور شاید اسلئی ذوی القربی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باضافت نہ فرمایا بلکہ
ذوی القربی فرمایا تاکہ اطلاق لفظ عموم قرابت پر دلالت کری اور بنسبت اصناف باقیہ وجہ ترجیح اور علت
تقدیم ہاتہ آئی علاوہ برین کار رسالت ایسا آسان نہین کہ معین اور مددگار کی حاجت نہو ہزار وں سی
مخالفت اور ہزاروں سی مقابلہ اور ایسی اڑی وقتون مین اقربا ساتہہ دیا ہی کرتی ہین اور اسوجہ سے
انہین سی کسیکو اپنی کہانیکی کمانیکی فرصت میسر نہین آیا کرتی اسلئی اُسکی نان و نفقہ کو بہی ایسا ہی سمجہو
جیسا نان و نفقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ اُنہین اقرباء کو آپ نی
اس قسم کی اموال مین سی دیا ہی جنسی معونت و مددگاری ظہور مین آئی چنانچہ ناظران احادیث پر
پوشیدہ نہوگا لیکن جیسی آیت اولی یعنی ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل و لا رکاب
ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شی قدیر سے [illegible]

فی بعد احراز و قبض بہی خدا ہی کی ملک خاص مین ہین اور بوجہ عدم اسباب مالکیۃ بشری اور ونکو اُس سے کچہہ تعلق نہین آیۃ ثانیہ سے اول تو یہ بات روشن ہو گئی کہ وہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شئ ملک نہین ورنہ ذوی القربی اور یتامیٰ اور مساکین اور ابناء سبیل کو اُس سی کیا علاقہ تہا غرض کلمہ لکن اللہ یسلط رسلہ سی کوئی یون نہ سمجہی کہ اگر اہل لشکر کو اُس سی کچہہ علاقہ نہین تو کیا ہوا تسلط نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو موجود ہی اور تسلط و قبض ہی موجب و علۃ حقیقی ملک ہی چنانچہ حدوث ملک اول نباتات خودرو اور حیوانات غیر پرورده ہین اگر ہوتا ہی تو اسی قبض سی ہوتا ہی اور بعد ازان بیع و شرا و اجارہ ہبہ میراث وصیۃ سی اگر ملک حاصل ہوتی ہی تو بوجہ حصول قبض حاصل ہوتی ہی غرض اگر قبض متبدل ہو جاتا ہی تو ملک بہی متبدل ہو جاتا ہے ان اسباب کو اسباب مستقلہ ملک نہین کہہ سکتی ہان یہ بہی کہ اپنا قبضہ ہو یا وکیل عام یعنی خلیفہ و بادشاہ عادل کا قبضہ ہو یہ کچہہ ضرور نہین کہ اپنا ہی قبضہ ہو تو ملک ہو نہین تو نہین ہان اگر خلیفہ وقت کا ہی قبضہ اوٹہہ جائی اور کفار متسلط ہو جائین تو پہر ملک کی باقی رہنی کی کوئی صورت نہین مگر تسلط نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اموال فی پر بشہادۃ آیۃ فی ہی ثابت ہی اسلئی آپکی ملک کا اقرار ہی لازم ہی غرض اس تسلط سی یہ دہوکا نکہانا چاہئی کہ اموال مملوکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تہی کیونکہ بشہادۃ جملہ ولکن اللہ یسلط رسلہ یہہ تسلط اپنی طرف سی نتہا بلکہ تسلط وکالۃ و رسالۃ تہا اور حاصل جواب اسصورت مین یہہ ہوا کہ تسلط کو یہ لازم نہین کہ تسلط ذاتی ہو اگر تسلط من جانب الغیر ہوگا جب بہی اُسکا نام تسلط ہی ہوگا اس صورت مین مفہوم تسلط تسلط ذاتی اور تسلط وکالۃ دونون سی عام ہوا بایہمہ آیۃ ثانیہ بہی تسلط وکالۃ ہی پر دلالۃ کرتی ہی چنانچہ یہہ معروض مذکور جواہی لکہکر فارغ ہوا ہون اسپر شاہد اور نیز مضامین آیندہ اُسکی تائید کرتی ہین پہر اس تسلط کو موجب ملک سمجہہ لینا کمال خوش فہمی پر دلالۃ کرتا ہی القصہ اول تو جملہ لکن اللہ یسلط رسلہ ہی اس وہم کا جواب ہی دوسری آیۃ ثانیہ سی بہی معلوم ہوا کہ وہم مالکیۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو جملہ لکن اللہ یسلط رسلہ سے ہی ہوتا تہا محض بیجا ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہون تو پہر نہ فللہ کی کوئی معنی ہین اور مصارف باقیہ کی ذکر کرنی کی کوئی وجہ بلکہ یہہ دونون کلمہ باعتبار معنی مفہوم غلط ہو جائینگی معہذا آیۃ ثانیہ سی یہ بات بہی واضح ہو گئی کہ مصارف مذکور کو استحقاق دعوی ملکیۃ نہین ہو سکتا وجہہ اسکی یہہ ہی کہ استحقاق کی دو قسمین ہین ایک استحقاق مالکیۃ دوسرا استحقاق مصرفیۃ

استحقاق مالکیتہ مین تو قبض یا مقتضیات قبض مثل بیع و شرا وغیرہ اسباب مذکورہ کا ہونا ضرور ہی اور اسیوجہ سی
جہان قبض یا مقتضیات قبض میسر آجاتی ہین وہان مستحق کو داد و فریاد کی گنجایش ہوتی ہی اور استحقاق مصرفیتہ مین
ناداری اور افلاس کافی ہی خواہ وہ افلاس بوجہ عدم لیاقتہ ہو جیسی تیامی مین ہوتا ہی یا بوجہ عدم مساعدۃ اسباب
جیسی مساکین و ابناء سبیل مین ہی یا بوجہ اشتغال بکار دیگر جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتہ
عرض خدمت کر چکا ہون اور نیز آپ کی اقربا کی نسبت معلوم ہو چکا ہی بہرحال مصارف مندرجہ آیتہ ما افاء اللہ کا
استحقاق از قسم استحقاق مصرفیتہ ہی از قسم استحقاق مالکیتہ نہین اور اس باب مین مصارف مندرجہ آیتہ فی اور
مصارف مندرجہ آیتہ صدقات اعنی انما الصدقات للفقراء اور مصارف مندرجہ آیتہ خمس یعنی واعلموا انما غنمتم
من شئی فان اللہ خمسہ الخ سب کے سب باہم ہمدوش یکدیگر ہین بالجملہ مصارف مندرجہ آیتہ صدقات کا استحقاق
بالاتفاق از قسم استحقاق مصرفیتہ ہی از قسم استحقاق مالکیتہ نہین اور اسوجہ سی فقراء وغیرہ مصارف صدقات کو
تو اغنیاء کی نالش کا اختیار نہین اور اغنیاء کو کسی ایک فقیر کی دیدینی کا اختیار اسلئی ایک کا دیدینا ہی موجب
سقوط فرض ہوجاتا ہی ورنہ جہان کی تمام فقراء و مساکین کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر دینا بایں وجہ کہ حد بشری سی خارج
ہی کسی سی ممکن نہتہا اور اسقدر تکلیف دیجاتی تو پہر کسی صاحب زکوۃ کی نجات کی کوئی صورت نتہی مگر ایسی ہی
مصارف مندرجہ آیتہ فی کو بہی نالش و فریاد وغیرہ لوازم استحقاق و مالکیتہ کی گنجایش نہین اور متولی کو عطاء
مال فی مین صنف واحد کی تخصیص کا اختیار کیونکہ بدلالتہ مفہومات عنوانات مصارف مندرجہ آیتہ فی
انکا استحقاق اگر ہی تو از قسم استحقاق مصرفیتہ ہی از قسم استحقاق مالکیتہ نہین ہو سکتا چنانچہ بوجہ احسن
معروض ہو چکا اور اسکی تشریح کی ئی یہہ اور معروض ہی کہ اگر بالفرض لام للرسول اختیار تولیتہ و مصرفیتہ پر
دلالتہ نکری بلکہ لام ملک ہو اور مالکیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کری تو اس صورت مین بالضرور
لام لذی القربی بہی لام ملک ہوگا اور مالکیتہ ذوی القربی اور نیز بحکم عطف مالکیتہ اصناف باقیہ پر دلالتہ کریگا
اس صورتمین اول تو جناب سید المعصومین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ اعتراض لازم آئیگا کہ ایک
جہان کا حق مدۃ العمر و باقی رکہا تقسیم کر کی اصل زمین کا دینا تو درکنار آمدنی مین بہی یا دنکیا آخر کون کہدیگا
کہ اموال فدک اور بنی النضیر کو ایسی طرح تقسیم کیا کہ کوئی مسکین اور یتیم اور ابن سبیل اور اقرباء نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مین سی کوی باقی نرہا ہو دوسری اس صورت مین اموال و اراضی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اصناف باقیہ مین مشترک ہونگی اور مال مشترک مین ضرور ہی کہ سہام بقدر افراد اصناف شرکاء ہون

اگر فرض کرو کسی مورث کی مال مین موافق مذہب اہل سنت کچہہ ذوی الفروض اور کچہہ عصبات شریک ہون
یا موافق مذہب فریقین یون کہئی کہ اولاد پسری اور دختری شریک ہون مثلاً تو اوس صورت مین سہام
بلحاظ حصص و افراد شرکاء مقرر ہونگی فقط لحاظ عدد اصناف نکیا جائیگا القصہ تعداد سہام مین افراد اصناف
مندرجہ آیتہ مذکورہ پر نظر ہونی چاہئی مگر ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل کی لئی کوئی عدد مقرر
نہین اسلئی سہام مشترکہ کا کچہہ تعین نہین ہوسکتا اور اقرار ملک اصناف باقیہ کی کوئی صورت نہین جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیتہ اور ملک اموال فی مین ثابت ہو اس سی بڑہکر او یہی للفقراء والمہاجرین الذی
القربی سی بدل واقع ہوا ہی اور اسپر بطور عطف یہہ ارشاد ہی والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم
اور نیز بطور عطف ہی پہر یہہ ارشاد ہی والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان الخ اسلئی تابعین سی لیکر قیام قیامتہ تک جسقدر مسلمان پیدا ہون اور صحابہ کے دعاگو ہون
اُن سبکو اموال فی مین شریک ملک کہنا پڑیگا مگر سب جانتی ہین کہ اموال مملوکہ کی لئی مالکونکا بالفعل موجود
ہونا ضروری جو لوگ کہ ابہی ساحتہ وجود مین قدم رکہتی ہی نہین پائی وہ کیونکر مالک اموال مملوکہ بالفعل
ہوسکین ایسی بات کوئی نادان ہی نہین کہہ سکتا تسپر شیعہ بیوجہ تکرار کرتی ہین اگر بالفرض اصناف مذکور
مالک اموال و اراضی فی ہوتی ہی تو شیعونکو کیا ملجا تا کلام اللہ مین تو پہلی ہی انکی محروم کرنیکو لئی یہ قید
لگادی ہی یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا الخ سو انکی دعاگوئی نسبتہ صحابہ کرام
سبہی کو معلوم ہی مگر شاید اسی جلن مین طعن فدک مین یہ بیہودہ سرائی ہی علاوہ برین جملہ کی لایکون
دولتہ بین الاغنیاء منکم بہی اسی بات پر شاہد ہی کہ اموال فی اصناف مندرجہ آیتہ کی مملوک نہین بلکہ اگر یون
کہئی کہ یہ جملہ اس بات پر دلالتہ کرتا ہی کہ اراضی مذکورہ اصناف مسطورہ بالفعل تو کیا مملوک ہوتی
آیندہ بہی مملوک نہین ہوسکتی تو بجا ہی اسلئے کہ درصورت تملیک اغنیاء مین متداول ہوجانا قریب لوقوع
ہے اسلئی کہ فقیر ذنکی اولاد کبہی غنی ہوجاتی ہے سو اگر فقراء کو مالک کہئی تو انکی اولاد کا انکی انتقال
کی بعد ان اموال کا مالک ہوجانا بوجہ میراث لازم ہی اور تداول مذکور کا وقوع مین آنا ضرور
اور ظاہر ہی کہ یہہ بات عموم الفاظ کی مخالف ہی اگرچہ بظاہر غرض اس جملہ سی فقط اتنی معلوم ہوتی
ہے کہ خلیفہ وقت مثل سرداران زمانہ جاہلیت اس قسم کی اموال کو اپنا حق خاص نہ سمجہہ لین
[illegible] اغنیاء [illegible] کا بالفعل غیر مملوک ہونا بلکہ بعض سی تو آیندہ کو بہی غیر مملوک

ہونا ظاہر ہو چکا اب لازم یون ہے کہ فرق اموال منقولہ وغیر منقولہ ظاہر کیا جای تاکہ بعض شبہات محتملہ کسی کم فہم کو حیران نکرین اسلئی یہہ معروض ہی کہ لام لذی القربی اور نیز لام للرسول بلحاظ جہتہ ثانیہ یعنی جہتہ مصرفیتہ لام انتفاع ہی لام ملک نہین چنانچہ خود مضمون مصرفیتہ اسکو شاہد ہی اور وجوہ مذکورہ بالا انکی مالک نہونی پر دلالت کرتے ہین مگر اموال منقولہ سی انتفاع اگر متصور ہی تو جبہی متصور ہی جبکہ اپنی ہاتہہ مین آجائین روٹی کا کہانا اور کپڑیکا پہننا اور ہتہیارون سی مدافعتہ دشمن قبل قبض ممکن نہین پہر جب اسبات کا لحاظ کیاجای کہ اموال فی بشہادہ فللہ مملوک خداوند مالک الملک ہین اور اہل مصرف کے نفع کے لئے مقرر پہر باینہمہ قبض اہل مصرف متحقق ہو گیا تو اسصورتین اموال فی اور ما فی الارض مین کیا فرق رہگیا وہ ہی بشہادۃ للہ ما فی السموات والارض اور بشہادہ وللہ ملک السموات والارض خدا ہی کی ملک تہی اور پہر بشہادۃ خلق لکم ما فی الارض جمیعا بنی آدم کی نفع کی لئی مخلوق اسلئی کہ لام لکم لام نفع وانتفاع ہی لام ملک نہین چنانچہ بدیہی ہی وہان جیسی علتہ تامہ ملک عباد قبض تام و مستحکم تہا یہان بہی قبض تام و مستحکم موجب ملک ہوگا مگر قبض تام یہی ہی کہ پہلی کسیکا قبضہ نہو چکا ہو اور ہو چکا ہو تو معاوضہ قبض ہو چکا ہو جیسی بیع وشرا وغیرہ مین ہوا کرتا ہو ورنہ پہر وہ قبضہ یا تو قبضہ امانتہ ہوگا یا قبضہ غصب سو قبضہ امانتہ تو قبضہ مالک ہی کا پرتو ہی قبضہ تام اگر کہئی تو اُسکی قبضہ کو کہئی کیونکہ مالک کو امین کی قبضہ کی اوٹہادینی کا اختیار ہی امین کو قبضہ مالک کی اوٹہا دینی کا اختیار نہین اور قبضہ غاصب گو قبضہ مالک کا پرتو نہین پر قابض ولایۃ یعنی خلیفہ وقت کی قبضہ مین ہوتا ہی اور خلیفہ وقت حمایت مالک کی لئی مقرر ہوتا ہی خالی عارضہ سے نہین ہوتا اسلئی قبضہ غصب بہی قبضہ تام اور قبضہ مستحکم نہین مگر قبضہ اہل مصرف اموال فی پر چونکہ ایسا ہی جیسا قبضہ بنی آدم ما فی الارض پر کیونکہ نہ قبضہ امانتہ ہی نہ قبضہ غصب تو بالضرور یہہ قبضہ موجب ملک ہوگا اور کیون نہو حیوانات صحرائی اور نباتات خودروئیدہ اگر ملک مین آتی ہین تو بوسیلہ قبض ملک مین آتی ہین اور ملک سی نکلتی ہین تو بذریعہ زوال قبض ملک سی نکلتی ہین ہان زمین سی انتفاع اہل مصرف قبل قبض اور بعد قبض دونون طرح متصور ہی اگر زمین فی قبضہ متولی مین رہی اور اُسکی آمدنی کو متولی اہل مصرف مین تقسیم کرتا رہی تب بہی غرض اصلی حاصل ہی اور خود اہل مصرف کی تصرف مین رہی اور وہ بطور خود اُس کا انتظام کرکے اُسکی آمدنی کو اپنی صرف مین لاوین تب بہی متصور ہی بہرحال قبضہ اہل مصرف ضروریات انتفاع مین سی نہین جو خواہ مخواہ اُسکی ضرورۃ ہو اور جب قبضہ ضروریات انتفاع مین سی نہوا تو

باشارہ لام اور انتفاع اُسکی خواستگاری نہین ہوسکتی بغرض تولیت یا تخفیف تصدیع متولی ہو تو ہو
اور ظاہر ہی کہ لام للرسول جو بوجہ توسط تولیت پر دلالت کرتا ہی تو بحیثیت تولیت نیابت و امانت مالک حقیقی
پر دلالت کرتا ہی ملک پر دلالت نہین کرتا مگر آپ جیسی متولی تہی ایسی ہی مصرف بہی تہی چنانچہ توسط مذکور
اسپر ہی شاہد ہی اسلئی زمین فی اگر اہل مصرف کی قبضہ مین ہی آجائیگی تو قبضہ امانت یا تولیت ہوگا قبضہ انتفاع
و ملک نہوگا ہان یہ بات مسلم کہ زمین فی کی آمدنی یا غلہ کو متولی چاہئی جمیع اصناف مصارف بلکہ جملہ افراد
جملہ اصناف کو اگر بن پڑی تو بانٹ دیا کری چاہی ایک صنف کو یا ایک فرد کو دیدیا کری بشرطیکہ قدر عطا
کی مایحتاج سی بادی النظر مین زیادہ نہ معلوم ہو کیونکہ استحقاق مصرفیت ہین اگر دو شخص برابر ہی ہون
تو یہہ ضرور نہین کہ عطا مین ہی تساوی رہا کرین ورنہ ایسی طرحکا اضافت اس قسم کی مستحقونمین حد بشری
سے خارج ہی آیۃ صدقات یعنی انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ اور آیۃ خمس یعنی واعلموا انما غنمتم من
شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول الخ اور آیۃ فی یعنی ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول الخ
کی مصارف کو دیکہی تو شرق و غرب و جنوب و شمال مین پہیلی ہوئی ہین متولی کس کس کو ڈہونڈتا پہرا کری
خاصکر جبکہ مال مقسوم قدر قلیل ہو اسلئی اموال زکوۃ اور خمس اور فی کا ہر ہر فرد کو دینا کسیکے نزدیک ضرور
نہین اس صورت مین قبضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قریہ فدک پر یا قبضہ مرتضوی رضی اللہ عنہ جو ایام خلافت
خلیفہ ثانی مین حاصل تہا موجب ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا موجب ملک مرتضوی رضی اللہ عنہ نہین
ہوسکتا علی ہذا القیاس بعض قری فی کا خرچ خانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی خاص ہونا عاقل کی نزدیک
دلیل ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہوسکتا علی ہذا القیاس حضرت عمر کا بعض قری فی کی نسبت یہہ کہنا
کہ کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ او کما قال اختصاص ملک پر دلالت نہین کرتا بلکہ اُس اختصاص
مصرفیت پر دلالت کرتا ہی اور بعض مواقع مین یہہ غرض ہی کہ حصہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اموال خمس و فی
مین حق مسند و سجادہ نہین جو آپ کی جانشین اور پہر آپ کی جانشینونکی جانشین ہمیشہ کو اُسکی مستحق ہین
اور نہ حق مالکانہ ہی جو بفرض محال اگر موت جسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی اُس قسم کی فرض کیجئی جیسے
ہمارے تمہاری لئی مقرر ہی تو وارثونکو امید حصہ کشی فرائض ہو بلکہ حق منصب رسالت ہی اسلئی آپکی
کی ذات بابرکات علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کے ساتہہ خاص رہا وارثونکو بطور ملک دیا گیا
نہ خلفا کو اُس مین کچہہ دعوی ہوا اور اگر بالفرض اس مال مین سی بوجہ تعلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کیسکو کچھہ ملتا ہی تو خلفاء کو ملتا اقربا کو نہ ملتا کیونکہ اول تو ذی القربی کے لئے خداوند عادل نے پہلے ہی ایک سہم مقرر کردیا ہے دوسرے سہم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حق منصب رسالة و نبوة ہوا تو خلفاء کار نبوة ہون اونہین کو ملنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ کسیکا کام کیا کرتا ہے اور وہی کام کیا کرتا ہے جسمین وہ خلیفہ ہوتا ہے اس صورت مین اگر مستحق ہوتے تو خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوتے اقربا نہوتے مگر انصاف اسے کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے استحقاق کے ایسے نفی کردی کہ پہر کسی خلیفہ کو ہوس سہم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باقی نرہے ورنہ خوگردگان زمانہ جاہلیة اور افسانہ خوانان دورہ فترة آگے پیچھے اس قسم کی تاویلات شرعیہ سے اس سہم کو دبا بیٹھتے لیکن قدرشناسی ہی اسے ہی کہتے ہین کہ حضرات شیعہ نے نہ عقل کے مانی نہ نقل کی سنی اس انصاف پر سننے کے بدلے خلفاء راشدین کے حق مین گستاخیان کرکے اپنی عاقبت خراب کی سوا اسکے آیة اولی یعنی آیة فما اوجفتم کو پڑہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ ہذہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصة اور آیة ثانیہ یعنی فللہ وللرسول ولذی القربی کو پڑہ کر یہ کہنا ہذہ لہولاء اس جانب مشیر ہے کہ تولیة بالذات جسے ملک متوسط کہئے اور برزخ مین الملک الحقیقی والملک المستعار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے یعنی جیسے مالک حقیقی خداوند مالک الملک کو اختیار ہے جسے چاہے عطا کرے جسکو چاہے کچھہ نہ دے بوجہ خلافة خداوندی یہ منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے چنانچہ آخر آیة مین یہ ارشاد وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اسی مضمونکی تصریح اور اسی اجمال کی تفصیل ہے اور سرا اسمین یہ ہے کہ افاضہ وجود و کمالات وجود مخلوقات کی جانب اگرچہ خزانہ خداوندی ہی سے ہوتا ہے مگر بشہادة آیة النبی اولی بالمومنین اور آیة خاتم النبیین چنانچہ تقریرات مرقومہ بالا سے واضح ہوچکا اور نیز بشہادة دیگر آیات و تائید تحقیقات ارباب مکاشفات وہ سب افاضہ بواسطہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایسی طرح ہوتا ہے جیسے شب کو بواسطہ قمر افاضہ نور آفتاب ہوا کرتا ہے اسلئے تولیة حقیقی جسکا ماحصل وہی خلافة تقسیم ہے آپ ہی کو عطا ہوئی ہان بطور کارگذاران پیش دست آپکی بعد خلفاء راشدین اسکام کو کرتے رہے سو جیسے سلاطین زمان اگر کسیکو کچھہ دیتے ہین تو بواسطہ خدام و ملازمان سلطنت دلادیتے ہین اور پہر خدام و ملازمونکا دینا سلاطین ہی کا دینا سمجھا جاتا ہے ایسے ہی خلفاء راشدین کی داد و دہش اموال فی مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی داد و دہش سمجہو انکا دینا کوئی امر جداگانہ نہین جو اہلبیت ہی تولیة مستقل ثابت کیجائے

عمر رضی کا یہہ کہنا کہ ہذہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصتہ غلط ہوجای الحاصل زمین فی مین تین استحقاق ایک دوسرے سے کم و زیادہ ہوتے ہین اول درجہ کا استحقاق جسکو استحقاق ملک و مالکانہ کہئی وہ خداوند مالک الملک کی لئی ہی اور دوسرے درجہ کا استحقاق جسکو تولیتہ اور استحقاق تصرف ذ اختیار تقسیم کہئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی ہی اور تیسری درجہ کا استحقاق جسکو استحقاق مصرفیتہ کہئی وہ اصناف باقی کی لئی ہی مگر چونکہ قوی ضعیف کو متضمن و مشتمل ہوا کرتا ہی اسلئی جیسی استحقاق اول استحقاق ثانی کو متضمن اور مشتمل ہی ایسی ہی استحقاق ثانی بوجہ قابلیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جسکو احتیاج کہئی استحقاق ثالث کو متضمن اور مشتمل ہوگا اگرچہ بوجہ توسط آپکا ذ دھینین ہونا ہی دونون استحقاقون کا بقدر قابلیت نوش ہونگا تہا مگر استحقاق اول اعنی استحقاق خداوندی قابل نہین ایسی ہی استحقاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی استحقاق تولیتہ کسی وقت قابل زوال نہین چنانچہ ما افاء اللہ فللہ وللرسول کا جملہ اسمیتہ ہوتا ہے اسپر شاہد ہی ہان اسطرح دوام استحقاق مصرفیتہ ہی ثابت ہوگا لیکن دوام استحقاق مصرفیتہ نہ اسبات کا مقتضی کہ مستحق کو حق ملنا ضرور ہی اور نہ نہ صورۃ اخذ غیر وہ استحقاق زائل موجب یہہ بات روشن ہوگئی تو اب اتنا اور سن لیجئی کہ اگر مرتبہ متوسط یعنی مرتبہ تولیتہ اراضی فی مین نہوتا تو پہر مثل دیگر اراضی انکی مملوک ہو جانے مین کہ وقت نہ تہی کیونکہ اس صورت مین دو مرتبہ ہوتی اور ظاہر ہی کہ مرتبہ اول یعنی خداوندی اور فرقہ کی ملک کی ساتہہ مجتمع ہوسکتا ہی اور کیون نہو اور نکی ملک خدا ہی کی ملک کا پرتوہ ہے وہ نہو تو یہہ کیونکر ہوہان مرتبہ تولیتہ اہل مصرف کی ملک کی ساتہہ مجتمع نہین ہوسکتا کیونکہ ملک بشرطیکہ موانع تصرف مرتفع ہوجائین تصرفات مالکانہ کی خواستگار اور تولیتہ کی ساتہہ سواء متولی اور ونکا اختیار منصوص نہین بالجملہ مواقع مختلفہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نیز بعض صحابہ سے اظہار اختصاص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم غنیمتہ اموال فی الکثر ثابت ہوا ہی تو علی حسب الاختلاف یہ معانی ثلثہ مراد ہین مگر کم فہمی کو کیا کیجئی جیسی بہو کی کو دو دو اور دو سے چار روٹیان ہی سمجہہ مین آتی ہین حضرات شیعہ کو کسی قسم کا اختصاص کیون نہو ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سمجہہ مین آتی ہی ان تمام مضامین کو دیکہنے والونکو نہ دربارہ فدک واراضی بنی نضیر انشاء اللہ شبہ مالکیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہیگا اور نہ دربارہ حصہ خمس یہ وہم دلمین رہیگا کیونکہ مصارف خمس بہی وہی مصارف فی ہین اور انداز بیان بہی وہی ہی جو انداز بیان مصارف فی ہی وہان اگر تین لام فللہ وللرسول ولذی القربی مفہومات

ثلثہ پر داخل ہوی ہین یہان ہی وہی تین لام او نہین مفہومات ثلثہ پر دار دہین ہان احتمال تردد ہی
تو بنسبت اموال موہوبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مگر یہہ تردد اہل سنت کو اسوقت مفر تہا کہ سواء انکار
مالکیتہ اور کوئی صورت جواب نہوتی درصورتیکہ دوام حیات جسمانی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو چکا ہو
اور خصوص خطاب یوصیکم اللہ ظاہر ہوگیا ہو تو پہر ایک مملوکتہ سی کیا ہوتا ہی بالجملہ اموال موہوبہ
کی ملک ہی اگر غور سی دیکہئی تو وہی ملک نیابتہ ہی یہہ مخیریق یہودی بوجہ اعتقاد رسالتہ تہا اور ظاہر
ہے کہ منصب رسالتہ وہ منصب خلافتہ و نیابتہ خداوندی ہی اسلئے مقتضاء حقیقہ شناسی و حقیقتہ سنجی
یہہ ہو کہ ایسی ہدایا کو داخل خزانہ خداوندی سمجہئی اور سواء کار سرکاری اور کسی کام مین صرف نہ کیجئے
مگر کار سرکاری وہی تبلیغ احکام خداوندی یا اعلاء کلمتہ اللہ ہے جیسے لئے رسل بہیجی جاتی ہین غرض
کار رسالتہ و جہاد مین جو کچہہ صرف ہو فبہا ورنہ باقی کو بجنسہ محفوظ رکہنا چاہئے تاکہ آیندہ کو بہی اسی کام
مین صرف ہوتا رہی ہان صرف ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل بہی منجملہ اعلاء
کلمتہ اللہ سمجہنا چاہئی کیونکہ اگر یہہ نہو تو پہر تعمیل احکام ان اقسام سی معلوم اور ظاہر ہے کہ اعلاء
کلمتہ اللہ بے تعمیل احکام ملک علام متصور نہین اور اگر فرض کیجئے یہہ صرف منجملہ صرف اعلاء کلمتہ اللہ نہین
تو بیش برین نیست مصارف سرکاری ضرورت اداء رسالتہ او ضرورت اعلاء کلمتہ اللہ مین منحصر نہو
یہہ چار قسمین اور سہی مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ اصناف مذکورہ کی خبرگیری بہی منجملہ مصارف خداوند
ہی جیسے خرچ مہمات صرف سرکاری شمار کیا جاتا ہو ایسی ہی خرچ خیرات بہی جو سرکار کی طرف سی ہوا
کرتا ہی منجملہ مصارف سرکاری سمجہا جاتا ہی بہرحال یہہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حق سرکاری ہی چنانچہ
قواعد فقہیہ بہی اسکی موید ہین اور دستور سلطنتہ بہی اسپر گواہ ہی اطفال خوردسال کو مثلاً اگر بلحاظ
والدین کوئی کچہہ دیتا ہی تو وہ حق والدین ہی فقہاء کی نزدیک سمجہا جاتا ہی ادہر دربار گورنری کا
نذرانہ خزانہ سرکاری مین جمع کیا جاتا ہے اور گورنر کو نہین دیا جاتا علاوہ برین مالک حقیقی
وہ خداوند مالک الملک ہی اور ونکی ملک اسکی ملک کی سامنی حکم قبضہ عاریتہ رکہتی ہی ہان جیسے
اطفال خوردسال کو یہہ تمیز نہین ہوتی کہ مال مستعار اور مملوک مین کیا فرق ہی اور اگر انکو کوئی شخص
برای چندی کوئی کپڑا پہنادی یا کوئی چیز براے چندے لادی تو یہہ نہین سمجہتی کہ یہ کسی دی ہی
اور وہ کون ہی ایسی ہی سواء انبیاء علیہم السلام اور کسیکو یہہ تمیز پوری پوری نہین ہوتی

اگر ہوتی ہی تو انبیاء علیہم السلام کے تبلانے ہی سے ہوتی ہے خود اونکی عقل اسکی ادراک کے لئے کافی نہین ہوتی ہان انبیاء کرام علیہم السلام کی واسطہ اوس قبضہ اقتدار خداوندی سے واقف ہوتی ہین جو علۃ ملک ہوتی ہے اسلئے وہ اپنی اوس قبضہ کو جو قبضہ خداوندی کے سامنے کچھہ حقیقۃ نہین رکھتا کان لم یکن سمجھتے ہین اور اسلئے قابل میراث نہین سمجھتے کیونکہ مال مستعار مین میراث جاری نہین ہوسکتے اور ظاہر ہے کہ ملک عباد بنسبتہ ملک خداوند مالک الملک بمنزلہ اختصاص استعارہ ہے ہان امتیونکو اپنا ہی قبضہ نظر آتا ہے اسلئے بوجہ چشم پوشی اسباب مین داد وگذاشت مناسب سمجھے تاکہ مثل اطفال بے تمیز جو وقت استرداد عاریۃ غل مچایا کرتے ہین شور برپا نکرین بالجملہ مال انبیاء کرام علیہم السلام کسیطرح قابل میراث نہین ان اوراق کے دیکھنے والونکو بشرط فہم اسبات مین تو انشاء اللہ شبہ باقی نرہیگا کہ مقدمات ثلثہ جن پر بناء دعوی میراث ہے تینونکی تینون غلط اور اونکے نقائض اور اضداد صحیح پر شاید خلجان باقی ہے تو یہ رہے کہ اگر یہی تہا تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا خلیفہ اولی سے طالب میراث کیون ہوئین اور ہونا ہی تہا تو اس تانہ صدمہ مین کہ عالم مین کوئی صدمہ کسی پر ایسا نہوا ہوگا ایسی متاع قلیل کا سوال کیون کیا اور کیا ہی تہا تو بعد استماع ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ماترکناہ صدقۃ سر تسلیم خم کرنا تہا نہ یہ کہ برسر پرخاش خلیفہ اول ہوکر اولٹے ترک کلام وسلام کردیا الغرض رد و افض کیطرح مدافعۃ خوارج ہی ضرور ہے تاکہ کوئی یون نکہو اسطرحسے مطالبہ بیجا اس ترک دینا پر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا سے نہایۃ ہی مستبعد ہے اسلئے کچھہ اور قلم گہسانے کی ضرورت ہے سنیئے اس شبہ کو تحلیل کیجئے تو تین اعتراض نکلتے ہین ایک تو مطالبہ بیجا دوسرے ایسے وقت مین یہ شور نا سزا تیسرے عدم تسلیم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سو بروے انصاف بعد استماع تقریرات گذشتہ دونوں کی جوابدہی اگر ہے تو فریقین کے ذمہ ہے اور کسیکو بوجہ کم فہمی امید جواب سالۃ پیدا ہو تو شبہ ثانی بالیقین دونو طرف وارد ہے مگر ہماری بنا ز مندی دیکھیئے کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا پر کسیکی حرف گیری گوارا نہین ورنہ ہماری طرفسے بطور الزام شیعہ جواب مین ہے یہ بات بیجا نہتی درصورتیکہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بحوالے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بیان کرتے ہون اور پہر بات بہی ایسی ہو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ یعنی عدم ادلۃ متشابہۃ انتزاع اور صدیقیۃ ثابتہ ہوتی ہو اور پردہ اوام حیات روحانی وجسمانی پردہ بات شاہد ہو اور حضرت

زہرا رضی اللہ عنہا کا مطالبہ میراث مستلزم عدم افضلیۃ اور عدم دوام حیات جسمانی ہو تو اس صورت میں اگر کچھ نقص
ہے تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا پر ہے حضرت خلیفہ اول پر کیا اعتراض بہر حال یہ غلام خاندان نبوۃ سگ
کوچہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین بتقاضاء اعتقاد درونی دربارہ مدافعۃ اعتراض مشار الیہ یہ
عرض پرداز ہے کہ دوام حیات جسمانی کا حاصل بجز طول حیات دنیا اور کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسمین کوئی
فضیلت نہیں ورنہ ایک جہان کا جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہو جاتا مگر ہان شاید کسیکو
یہ خیال ہو کہ طول حیات یا دوام حیات جسمانی لاریب موجب افضلیۃ ہے مگر کچھ ضرور نہیں کہ وہ طول حیات یا
دوام حیات بالائے روئے زمین ہو داخل قبر بھی اگر حیات جسمانی ہو تو اوروں کو بوجہ طول حیات آپ سے افضل
نہیں کہہ سکتے مگر اسمین کیا تاویل کرینگے کہ اولیاء کے لئے حیات جسمانی اگر میسر ہے تو فقط عالم شہادت
ہی مین میسر ہے قبر مین ان کو حیات جسمانی میسر نہین اور شیطان کو بالیقین طول حیات جسمانی علی ہذا القیاس
بہت سے کفار فجار کو ان سے زیادہ عطا ہوا الغرض عقل ہو تو نقص حیات جسمانی یا طول حیات جسمانی فضائل
وکمالات محمودہ مین سے نہیں باانہمہ یہ بات کچھ ایسی بدیہی نہیں کہ کوئی لکھے یا نہ کہے خود بخود اسکی خبر ہو جائے جیسے
بدیہیات مین بسا اوقات عقل کو تنبیہ کی ضرورت ہو اور بعض کم عقل بے تنبیہ مطلع ہو جاوین اور اسوجہ
سے عاقل جاہل اور کم عقل عاقل نہ سمجھے جائین چنانچہ ہوئی بسا اوقات عاقلان تیز نظر کو بے تنبیہ نظر
نہیں آئے اور کم عقل کی نظر بے اشارہ غیر اوس پر پڑ جاتی ہے تو اسیطرح قبل تنبیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اسکی اطلاع نہوئی ہو اور بعد استماع اشارہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی لا نورث
ما ترکناہ صدقۃ آپ کی حیات جسمانی کی حضرت زہرا کو خبر ہوئی ہو اور اس تنبیہ کے باعث آپ کو یا کسی اور کو
اشارات النبی اولی بالمؤمنین و خاتم النبیین سے بعد ختم مقدمات معروضہ اسکی اطلاع ہو گئی ہو تو کیا بعید ہے
بلکہ اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اس ارشاد کی خبر نہوتی اور ہم جیسے کم عقل یا کم فہم باشارہ تنبیہ
مشار الیہ یون سمجھکر کہ کلام اللہ تبیانا لکل شئ ہے اسمین ضرور اسکی طرف اشارہ ہوگا آیۃ النبی اولی
بالمؤمنین الخ سے آپ کی حیات دھانی سے مطلع ہو جاتی اور پھر اس لحاظ کہ تعلق روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
وجسم اطہر محض تعلق فاعلی ہے کوئی شائبہ انفعال نہیں چنانچہ معروض ہو چکا آپ کی حیات جسمانی کی بقا کی

قائل قایل ہوجاتی تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی شان مین کچھہ نقصان نہ آجاتا اور ہماری شان
کچھہ اتنی بات سی خالی نہوجاتی کیونکہ یہہ علم کچھہ اس سی زیادہ نہین کہ نور کا تعلق جسم آفتاب کیساتھہ کس قسم کا ہی اور جسم قمرو
اُنکی ساتھہ کس قسم کا اور ظاہر ہی کہ علم خداوند معبود کی نہان موجب قرب درجات نہین جو حضرت زہرا علیہا السلام کو انکا
اُسکا ہونا ضرور ہے یہ بات کہ قبل اطلاع ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو مطالبہ میراث اسطور پر کچھہ بیجا نہو
پر بعد استماع ارشاد فیض بنیاد لانورث ماترکناہ صدقۃ غم وغصہ کسلئی تہا بجای تسلیم یہہ کیا برعکسی ہے
سو اُسکا جواب یہہ ہی کہ روایۃ کی صحۃ کا مقتضا فقط اتنا ہی کہ راوی قابل اعتماد ہو یہہ نہین کہ علم
حقایق وقائع اور انتزاع اصول واسباب واقعات مین بہی اُس سی غلطی نہو حضرت موسی علیہ السلام
اور حضرت خضر کے قصہ سفر کو دیکھئے حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا مارڈالنا بیجا تہا چنانچہ
کلام ربانی خود شاہد ہے تسپر حضرت موسی علیہ السلام نی اخرقتہا لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا اور اقتلت
نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا فرمایا حالانکہ خداتعالی سی کمال علم خضری کی تعریف سنکر بغرض طلب مزید
علم مشتاق ملاقات ہوگئی تہی سو جب خدا تعالی تو حضرت خضر کے شان مین اتیناہ رحمۃ من عندنا وآتیناہ
من لدنا علما فرمای اور پہر حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سی باوجود اصرار موسی اسوجہ سی انکار ہو کہ
تم سی صبر نہو سکیگا اور پہر آخر کار بعد اصرار بسیار بولنی کا حضرت موسی سی عہد کراکر ساتھہ لیا ہو تسپر
حضرت موسی علیہ السلام مخالف واقع حضرت خضر کی افعال شائستہ نا شائستگی پر حمل کر بیٹہی ہون اور ظلم و
ستم کو نظر بظاہر انکی افعال سے انتزاع کرلیا ہو ایسی ہی اگر راوی واقعہ طلب میراث نی بعد مطالبہ
حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اور انکا خلیفہ اول اُس ترک آمد شد کو جو بعد ربط ضبط قدیمی بوجہ صدمہ
جانگزا واقعہ جانکاہ رحلت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش آیا تہا غم وغصہ پر محمول کرلیا اور اس
معاملہ مین پہر کلام نکرنیکو بعد اس مطالبہ اور اس انتزاع کی اگر بوجہ رنج ترک کلام پر محمول کرلیا
ہو تو نہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا کچھہ قصور نکلیگا اور نہ روایۃ کی صحت مین بطور قواعد محدثین کچھہ
نقصان آئیگا اور اگر بالفرض بفرض محال حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی ذمہ کوئی دشمن دین بی اتباع
خلیفہ اول کی تہمۃ لگاکر اس رنج وغم کو صحیح بنادی تو پہر کیا حضرت آدم علیہ السلام باوجود ارشاد خداوند
لاتقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین اور اطلاع دہی خداوندی یعنی یاآدم ان ہذا عدو لک ولزوجک
موافق بیان قرآنی قائل ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین و

وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین فدلاہما بغرور شیطان کی قسمون مین آگئی سو جیسی بحسب ظاہر حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کا اعتبار نہ کیا یعنی لا تقربا ہذہ الشجرۃ اور ان ہذا عدو لک کا کچہہ خیال نہ کیا ایسی ہی اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر کا اعتبار نہ کیا ہو تو کیا زیادہ ہوا اگر یون کہو ارشاد لا تقربا اور اشارہ ان ہذا عدو لک و لزوجک کو بہت عرصہ ہو چکا تہا اسلئے یاد نرہا ہو ایسی ہی فضائل خلیفہ اول کو بہی سُنی ہوئی بہت دن ہو گئی ہونگی اسلئے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا بہول گئی ہون اور یہہ بہی حضرت ہارون کی نبوۃ حضرت موسی علیہما السلام کی دعا سے ہوی جبقدر اُنکو اُسکا علم تہا ہمین تہین نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس اُنکی لوازم نبوۃ یعنی معصومیۃ ہارونی کو جتنا وہ جانتی تہی ہم نہین جان سکتی با اینہمہ قصہ سامری کو سُنکر جو غم و غصہ چڑہا تو حضرت ہارون کی طرف سی بہی بدگمان ہو گئی اور نبوۃ اور معصومیۃ کا کچہہ خیال نرہا سر و ریش کی بال پکڑ کر کہینچنے کی نوبتہ تک آئی ایسی ہی اگر غم رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو فضایل خلیفہ اول پر کچہہ نظر نرہی ہو اور رنجش و متارکت و مہاجرت تک نوبتہ پہونچی ہو تو کیا زیادہ ہے مگر اصل بات وہی ہی کہ انتزاع راوی مین بوجہ مذکور غلطی ہوئی ورنہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا سی بجز تسلیم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ماترکناہ صدقۃ اور کچہہ ظہور مین نہین آیا بہر حال مطالبہ میراث بوجہ عدم علم دوام حیات جسمانی رسول ربانی صلی اللہ علیہ وسلم تہا اس صورت مین اگر خطاب یوصیکم اللہ کو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا عام سمجہہ گئی ہون تو کیا حرج ہی کیونکہ وجہ خصوص خطاب یوصیکم اللہ یہی حیات جسمانی تہی رہا مقدمہ ثالثہ یعنی فدک کا غیر مملوک ہونا وہ بہی اگر آپ کو نہ معلوم ہو تو کیا خرابی ہی حضرت موسی علیہ السلام نے خرق سفینہ اور قتل طفل کو جو حضرت خضر کو کرتی ہوئی دیکہا تو فقط اسی وجہ سی ظلم پر محمول کیا کہ خرق و قتل اصل مین ظلم و فساد ہی کی اقسام مین سی ہین ہان جیسی شنگاف جراح بوجہ ازدد دنبل محمود کیا ہے ایسے ہی قتل و خرق بہی کہین کہین محمود ہو جاتی ہین اسیطرح حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے بذریعہ قبض و تصرف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو بنسبتہ فدک مشہور و معروف و مشہور و عام و خاص تہا اگر مملوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمجہہ لیا تو کیا زیادہ کیا آخر تصرف و قبض تام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وہ بہی اسقدر کہ جسکو جتنا چاہا لین دین اور جسکو چاہا نہ دین چنانچہ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا بہی اُسپر شاہد ہی ملک ہی کوئی موضوع ہوا ہی تو یہتہ اُسکی نسبتہ ایسی طرح

ایک امر شاذ و نادر ہے جیسا خیرخواہی مساکین یعنی مالکان سفینہ بہ نسبت خرق سفینہ اور خیرخواہی والدین
بہ نسبت قتل اولاد غرض جیسے خرق سفینہ بغرض خیرخواہی مالک سفینہ اور قتل فرزند بغرض خیرخواہی والدین قلیل
الوقوع اور دور از فہم ہے ایسی ہے امانتداری اور پہر تصرف عام قلیل الوقوع اور دور از فہم ہے اور ظاہر ہے
کہ تولیت مین قبضہ امانت و نیابتہ ہی ہوتا ہے سو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بایں وجہ قلت وقوع و بعد فہم دہوکا
ہوا یہان حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اسیوجہ سے دہوکا ہوگیا تو کیا اعتراض کی بات ہے جو کوئی خارجی
اوپر اعتراض کرے اب سنیئے اعتراضات خوارج کی مدافعت کے لئے یہ تقریر انشاء اللہ بوجہ احسن کافی ہے
ہان اور استبعاد طلب متاع قلیل ایسی زمانہ صدمات مین ایسی تارکان دنیا سے باقی رہا سو اوسکے لئے اول تو یہ
گذارش ہے کہ رزق حلال منجملہ ضروریات دینی ہے اور ظاہر ہے کہ طلب رزق حلال اور اوسکا اہتمام و انتظام اگرچہ
مقتضاء مطلق دینداری ہے مگر متصور ہے تو دینداروںمین سے تارکان دنیا ہی سے متصور ہے کیونکہ جسکے
پاس کوئی چیز نہین ہوتی وہی اوسکی طلب کیا کرتا ہے سو ایسے دیندار جنکی پاس رزق حلال ہی نہو بجز تارکان دنیا اور
کون ہونگے اور متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ احتمال ہو ہی نہین سکتا کہ کسی وجہ مکروہ یا حرام سے آپکے
پاس آیا ہو رہے انتقال ملک بوجہ میراث اوسمین بہی فساد و بطلان کی گنجائش نہین جو کراہت یا حرمت کا
احتمال ہو تیسرے متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپکی نشانی اور آپکا تبرک جسکی ضرورت اہل صدمہ کو زیادہ ہوتی ہے
سو ایسے وقت نازک مین اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے مطالبہ میراث کیا تو عین مقتضاء ترک دنیا اور اقتضاء
جوشش رنج و الم تہا یعنی آپنے یہ سمجہا کہ تاحیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمکو رزق حلال کا کچہہ فکر نہ تہا اب
اسکی بہی ضرورت ہوئی اور آپکی نشانی اور تبرکات سے دلکے بہلانے کے بہی حاجت ہوئی سو ایسی چیز جسمین دونو
باتین ہون باراضی ترکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئین اس خیال سے بخیال زوال حیات جسمانی و ظن مالکیت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فدک کو طلب فرمایا تاکہ بے فکر ہوکر عمر چند روزہ کو ایسی طرح بسر کیجے کہ غم فراق نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مین سے کسی کچہ لاقہ ہی نرہے یاد خدا ہو یا یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہرحال یہ بات قابل مدح ہے نہ
نہ لائق اعتراض شاید رنج و الم ہے نہ گواہ سنگدلی ترک دنیا کیطرف مصرح ہے حب دنیا کیطرف مشیر نہین تاکید ات
رزق حلال کے مثال پر دال اور تحریمات رزق حرام کی تسلیم پر شاہد محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی

اور ترک دنیا کی دلیل ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وآلہ وصحبہ
وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ اجمعین۔ ان پانچ جوابون کی۔ سوال گم ہوگئے پھر بھی یہ جوابات خالی نفع
سے نہین اسلئے انکو بھی نذر ناظرین کرنا مناسب سمجھا اور سوالات کا اندازہ بھی ان جوابات سے سمجھہ مین آتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ
وصحبہ اجمعین۔ امابعد ہرچند تحریر سوالات سے سائل کی لیاقت اور حسن فہم ایسا آشکار ہے جیسے کالے توی
مین سے چاندنا مگر باین نظر کہ اگر ایسی سوالات کا جواب نہین دیا جاتا اور یون سمجھکر کہ جواب جاہلان باشد خموشی اگر
ایسی خرافات کے جواب مین سکوت کیا جاتا ہے تو جاہلون کو اور بھی جرات ہو جاتی ہے اور باطل کو اور بھی حق سمجھنے لگتے
ہین اسلئے مختصر مختصر جواب سوالات مرقوم ہین وباللہ التوفیق سوال اہل سنت وجماعت جو مرثیہ خوانی کو منع
کرتے ہین تو نہ باین وجہ منع کرتے ہین کہ یہ اقسام راگ سے ہے اور راگ ممنوع ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو سائل کا یہ کہنا
بجا تہا کہ ہم مرثیہ سوز مین سنتے ہین جسکو گنگری کہتے ہین ہین وہ نہین سنتے بلکہ وجہ ممانعت یہ ہے کہ مرثیہ خوانی اور
مرثیہ خوانی ہی کیا مقرر ہی تعزیہ داری علم برداری سینہ زنی وغیرہ بدعات شنیعہ شیعہ سب ایجاد بندگان ہوا وہوس ہین نہ خدا تعالی نے
اس قسم کی باتون کے لئے ارشاد فرمایا نہ جناب سرور کائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتسلیمات نے یہ راہ
بتایا ہان کلام اللہ مین ہی تو یہ ارشاد ہے ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون جسکے یہ معنے ہین کہ جو لوگ
حدود خداوندی سے آگے بڑہ جاوین وہی لوگ ہین ظالم اور نیز یہ بھی ارشاد ہے۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا
تتبعوا من دونہ اولیاء جسکے یہ معنے ہین اے لوگو تابعداری کرو اوسچیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور
نہ پیروی کرو سوا اللہ کے اورونکے اور حدیث شریف مین ہے تو یہ ارشاد ہے من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ
فہو رد جسکے یہ معنے ہین کہ جسنے ہمارے اس دین مین کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے اور سب اہل اسلام بیان نکے
کہ شیعہ بھی اسبات کے معترف ہین کہ مرثیہ خوانی تعزیہ داری علم برداری سینہ زنی سیہ پوشی وغیرہ بدعات
معمولہ شیعہ کا پتا کلام اللہ مین ہے نہ حدیث مین نہ خدا تعالے نے ان کامونکے لئے فرمایا نہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ راہ بتایا پھر اسطرح ان کامونکا معتقد ہونا اور ان واہیات پر ثواب عظیم کا امیدوار ہونا
حدود اللہ سے آگے نکلجانا ہے کہ نہین اور دین مین نئی بات کا نکالنا ہے یا نہین بالجملہ شیعہ موافق ارشاد

آیۃ ومن یتعد حدود اللہ کے ظالم ہین اور موافق ایماء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اونکی یہ ساری باتین مردود ہین اور اسلئے اہل سنت وجماعت اوپر معترض ہین نہ بوجہ راگ ہونے کے فقط مرثیہ کو منع کہتے ہین اب لازم یون ہے کہ شیعہ انصاف فرمائین اور راہ پر آئین اونکو وہ جانے خدا سے معاملہ پڑنا ہے نیک بد کا حساب اوسکے ہاتہہ ہے اور دربارۂ مبالغت بتسکین خاطر نہو اور خدا کی ارشاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کے اس بیان سے دل کی گلبہڑی نہ کہلی تو ایک مثال عرض کرتا ہون اوسکو غور کرینگے تو میری یہ عرض مان لینگے انشاء اللہ جیسے ہمارے تمہارے وجود مین آنکہہ ناک ہاتہہ پانو چند اجزا ہین اور ہر ایک کی ایک مقدار ہے آنکہین دو ناک ایک اونگلیان پانچ علی ہذا القیاس دین مین بہی بہت سے رکن ہین نماز روزہ حج زکوۃ اور پہر ہر ایک کی ایک مقدار اور تعداد ہے نمازین رات دن مین پانچ ہین تو روزے برس دن مین تیس ہین علی ہذا القیاس زکوۃ ہر سال ہے تو حج عمر بہر مین ایکبار مگر جیسے آنکہہ ناک اپنی مقدار معین اور تعداد معلوم سے کم ہون جب بڑی بڑی معلوم ہوتی ہین جیسے فرض کیجے کسیکی اصل سے ناک آنکہہ نہون یا ہو تو ناک دو ہی اور آنکہہ ایک ہو بالجملہ جیسے ہماری وجود مین کمی بیشی اپنے اندازہ سے بری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دین مین بہی کمی وبیشی اندازہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بری اور ناموزون ہوگی اس مثال کے سمجہنے کے بعد اہل انصاف تو انشاء اللہ انصاف ہی فرماوینگے اور راہ پر آئین گے اور جنکو خدا تعالے نے چشم انصاف ہی عنایت نہین کی وہ ہماری تو کیا خدا اور رسول کی بہی نہین مانتے باقی جو کچہہ سائل نے حضرت خلیفہ اول پر طعن فرمایا ہے اوسکا جواب بطور تحقیق تو اتنا ہی بہت ہے کہ ابو بکر صدیق اہل سنت کے نزدیک نبی نہین امام تہے نہین جو سارے احکام اونکو معلوم ہون مزامیر کی برائی سنی سنائی ہوئی تہی پر یہ تفصیل معلوم نہتی کہ دف تو عید کے دن جایز ہے اور باقی مزامیر حرام سو اپنے اوسی خیال کے موافق منع فرمایا باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیدار ہونا اونکو بالیقین معلوم ہوتا تو پہر اس اعتراض کی گنجایش تہی کہ ابو بکر صدیق رض اوسکو مزمار شیطانی سمجہتے تہے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزمار شیطانی کا سننے والا سمجہا اور معصوم نہ سمجہا علاوہ برین اعتراض سے کہتے ہین کہ جسپر اعتراض کیا جاوے اوسکی اون باتونکو توڑے جو اوسکے نزدیک مسلم ہون اور اگر اوسکے نزدیک ایک بات مسلم ہی نہین تو اوسکا توڑنا اوسکو کیا مضر مثلاً اہل اسلام پر اعتراض اسے کہتے ہین کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کا نعوذ باللہ نبی نہونا کاہن ساحر دنیا پرست ہونا ثابت کرے اور ابوجہل کا کفر یا اوسکی دنیا پرستی اور برائی کا
ثبوت اہل اسلام کو کیا مضر ہے سو اہل سنت وجماعت کے نزدیک مباحات جیسے امتیونکو مباح ہوتی ہین
انبیاء کو بہی مباح ہوتی ہین اتنا فرق ہے کہ بہت سے مباحات امتیونکے حق مین کسیقدر مکروہ ہون تحریمی
نہی تنزیہی سہی پر انبیا کے حق مین وہی مباحات باینوجہ کہ اونکے فعل سے حکم اباحت معلوم ہوجاتا ہے
موجب ثواب ہوجاتی ہین ظاہر کی بالتمثیل اسکی ایسی مثال ہے جیسے غذا ثقیل ضعیف المعدہ کے حق مین
موجب نقصان ہو اور قوی معدہ کے حق مین باعث قوت لیکن ظاہر ہے کہ امور مکروہہ مین اشتراک شیطانی
ضرور ہوتا ہے بہت نہین تہوڑا ہی سہی باعث عذاب نہو سبب کراہت ہی سہی سو اگر فرض کیجے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سنتے ہی تہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپکی بیداری کی اطلاع بہی تہی اور ادہر سماع مباح بوجہ کراہت
خالی از شر شیطانی نہو تب بتش برین نیست کہ بوجہ مذکور اونہون نے اوسکو مزمار شیطانی کہا ہوگا مگر اس سے
یہ کہان سے لازم آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین بہی یہ اوسکا سننا بوجہ اغواء شیطانی
ہو ایک فعل ایک کے حق مین موجب ثواب اور دوسرے کے حق مین موجب عذاب ہوتا ہے چونکہ سنی سنائی
کا ذکر ہے تو مین بہی اس ضلع کی مثال عرض کرتا ہون کلام اللہ کا سننا بعضونکے لئے باعث ہدایۃ اور موجب
ثواب ہے اور بعض کے لئے موجب ضلالۃ اور باعث عذاب ہے مین نہین کہتا کلام اللہ ہی مین ارشاد ہے یضل بہ
کثیرا ویہدی بہ کثیرا اب دیکہئے ثواب عذاب مین زمین آسمان کا فرق ہے ایک فعل مین جب یہ دونون مجتمع ہون
تو اباحت اور کراہیت تو نیچے ہے کے درجہ مین ہین یہ دونون اگر بنسبت دو شخصونکے ایک فعل مین مجتمع ہوجائین
تو اتنا پیچ کیون ہے یا حضرت خلیفہ اول ہی سے ضد ہے کہ وہ سید ہے کہین تبرا دلکی بجہین یہان تک تو بطور
تحقیق جواب تہا اب بطور الزام سنئیے ہماری نہین مانتے تو خدا کی تو مانئے خداوند علیم حضرت ہارون علیہ
السلام کو اپنے کلام پاک مین نبی فرمایا ہے کبہی بہولے چوکے کلام اللہ دیکہا ہوگا تو شیعون نے سورہ مریم
مین یہ آیۃ بہی دیکہی ہوگی۔ ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا۔ جسکے یہ معنے ہین کہ دیا ہمنے موسے کو اپنی
رحمت سے اونکا بہائی ہارون نبی اور انہین برادر بزرگوار کے حضرت موسے علیہ السلام نے بشہادت کلام اللہ
سر کے بال پکڑ کر کہینچے چنانچہ کلام اللہ پڑہا ہوگا تو سورہ اعراف مین یہ بہی دیکہا ہوگا۔ فاخذ براس اخیہ

بہ ازری واشرکہ فی امری اور سورہ قصص مین جملہ فارسل الی ہارون بہی دیکہا ہوگا جسکو اپنے ماقبل ومابعد کے ملانے سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کے لئے نبوۃ کی استدعا وسیہ قت کی ہے جسوقت انکو خلعت نبوۃ عنایت ہوا غرض فرعونکی طرف جانے سے پہلے حضرت ہارون کی نبوۃ کے خواستگار ہوے اور پہر قد اوتیت سولک یا موسیٰ سورہ طہٰ مین اور کلا فاذہبا بایاتنا انا معکم مستمعون سورہ شعرا مین موجود ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعاء اور استدعاء فرعونکی طرف جانے سے پہلے ہی مقبول ہولی یہ ساری حوالے اسلئے دیئے کہ کوئی حجتی لاامتی بوجہ تکرار نکرے اگرچہ شیعہ اپنی ہٹ دہرمی سے اب بہی شاید باز نائینگے کلام اللہ ہی کو بیاض عثمانی کہنے لگین کلام ربانی نکہین چنانچہ کہتے ہین اور اسیلئے علماء اہل سنت نے اور نیز اس ہیچمدان نے ہدیۃ الشیعہ مین اسکے جواب دندان شکن لکہے ہین اور ان سب سے بڑہکر یہ ہے کہ اگر شیعہ اصل سے کلام اللہ ہے کو نمانین تو ہمارا اونہی حساب ولتالیکہ ہی او دہر نہین ادہر ہی سے اون کو پچہاڑین گے آخر شیعہ حدیث ثقلین کے تو سہی قائل ہین اوس حدیث کا ماحصل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین تم مین دو بہاری چیزین چہوڑے جاتا ہون ایک کتاب اللہ دوسرے اپنی عترت جب تک تم ان دو کو پکڑے رہوگے جب تک گمراہ نہوگے اور ظاہر ہے کہ کلام اللہ کسیکے پاس ہو اور نہ پکڑے یعنی اوسپر عمل نہ کرے یا پاس نہو کوئی چہین لیجائے یا جلادے جیسا حضرات شیعہ نسبت حضرت عثمان گمان رکہتے ہین کلام اللہ پر عمل نکرنا دونون صورتون مین میسر نہین اتنا فرق ہے پہلے صورتمین مثل کفار زمانہ حضرت سید ابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے دوسری صورت مین مثل کفار زمانہ جاہلیت بالجملہ کلام اللہ کے عالمون حافظون پر یہ بات مخفی نہین کہ حضرت ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس جانے سے پہلے نبی ہوچکی تہی اور علی ہذا القیاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا توراۃ کے لئے کوہ طور پر جانا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا جانا اور پہر سامری کا بنی اسرائیل کو گمراہ کردینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ مین لوٹ کر حضرت ہارون کی سر کے بال پکڑکر کہینچ کر یہ کہنا افعصیت امری جسکی یہ معنے ہین تو نی میرے حکم کی نافرمانی کی یہ سب باتین فرعون کے غرق ہوجانیکے بعد کی ہین چنانچہ سورہ اعراف سورہ طہٰ سورہ شعرا کے سیاق سباق اور نیز باتفاق شیعہ وسنی ثابت ہے اب حضرات شیعہ کی خدمت مین اس غلام خاندان اہل بیت کی یہ گذارش ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو وہی حکم کیا تہا جو حکم خدا ہے اور اونہون نے اوسکی نافرمانی کی جسکی

نسبت یہ فرمایا معصیت امری تب تو حضرت ہارون علیہ السلام کی عصمت کو تکلیف ہتا میے گا اور اگر حضرت
موسٰے علیہ السلام ہی نے کوئی امر خلاف شرع ارشاد فرمایا ہتا تو حضرت موسٰے علیہ السلام کی معصومیت
کو نعوذ باللہ داغ لگے گا اور اگر وہ حکم نہ موافق شرع ہتا نہ مخالف شرع یونہین مباحات دنیوی مین سے
ہتا تو حضرت ہارون علیہ السلام کا قصور ہے کیا ہتا جو حضرت موسٰے علیہ السلام نے اون کا ہتک عزت
کیا نہ نبوت کا اونکے لحاظ کیا نہ بزرگی اور بڑائی کا لحاظ کیا قطع نظر نبوت کی حضرت ہارونؑ بڑے بہائی
بہی تو تہے اور بڑا بہائی بجائے باپ ہوتا ہے بہرحال حضرت موسٰے علیہ السلام کی یہ حرکت از قسم معصیت
ہتی جس سے عصمت کو داغ تو کیا لگے بالکل سیاہی بنجاے اگر حضرت موسٰے علیہ السلام اور حضرت ہارون
علیہ السلام کی عصمت باوجود اس دست و گریبان ہونے کی بہی نہین جاتی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے
عاصی سمجہنے سے چنانچہ آیۂ معصیت امری شاہد ہے اونکی عصمت کو داغ نہین لگتا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے
اگر دف کو مزمار شیطانی سمجہ کر منع کیا تو کیا بیجا کیا اسمین اور اوسمین تو زمین آسمان کا فرق ہے وہ قصہ کلام اللہ
مین جسکے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یہ قصہ حدیث واحد مین جسکے انکار سے کفر عاید نہین ہوتا وہان
حضرت موسٰے علیہ السلام جو نبی ہین اور نبی بہی کیسے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کو عاصی سمجہتے ہین اور
ظاہر ہے کہ نبی کا فہم کیسا ہوتا ہے یہان اگر دف کو مزمار شیطانی سمجہا تو ابو بکر صدیقؓ نے سمجہا جو اونکے معتقدان
کے نزدیک بہی نبی نہین امتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہین حضرت موسٰے اور حضرت ہارون
علیہ السلام سے بدرجہا کمتر ہین انکی غلط فہمی سے سنیونکو کچہ عیب نہین لگتا کیونکہ اونکے یہان سوائے نبی
کے کوئی معصوم ہی نہین اور شیعون کے اصول کے موافق نبی تو نبی امام بہی معصوم ہیر سنئے تو اعمال
ہی مین معصوم کہتے ہین جیسے معصوم کہتے ہین شیعہ معصومونکو فہم مین بہی معصوم سمجہتے ہین یعنی جیسے اعمال مین
معصوم ہوتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ گناہ اون سے صادر نہین ہوتا ویسے ہی غلط فہمی سے معصوم ہوتے
ہین سو اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے غلطے سے دف کو مزمار شیطانی کہدیا تو کیا گناہ کیا ایک غلط فہمی
جس سے نہ ولایت مین نقصان ہے سنیونکے نزدیک نہ خلافت مین بلکہ اونکے نزدیک نبی سے بہی غلط فہمی
ممکن ہے اور حضرت موسٰے علیہ السلام سے سنی شیعونکے نزدیک غلط فہمی تو ممکن ہی نہین حضرت ہارون
علیہ السلام کو جو اونہون نے عاصی سمجہا تو شیعونکے نزدیک نعوذ باللہ صحیح ہے سمجہا ہو گا علاوہ
برین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اگر شیطان کی طرف نسبت کیا تو بجانے والونکے فعل کو۔

نسبت کیلیہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہین کیا بلکہ آپ ہی کی خاطر اونکو جیتڑ کا یعنی
جیسے اور کافرون فاسقون سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہین کرتے تہے لڑتے جھگڑتے تہے
یہان ہی بمقتضاء ادب و محبت نبوی غصہ ہوئے اور منع کیا اور جیسے اور کفار فجار کی اعمال کے دیکہنے
کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونہون نے یون خیال نہین کیا کہ آپ پر رضاء و رغبت
دیکھتے ہین ایسے ہی یہان ہی بشرط علم بیداری یہ نہین سمجھا تہا کہ آپ برضاو رغبت سنتے ہین
بلکہ سیاق کلام سے فہم ہو تو یہہ بات صاف روشن ہے کہ ابوبکر صدیق رض نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسبت یہی خیال کیا کہ آپ کو یہہ فعل برا معلوم ہوتا ہو گا پر آپ شاید ایسے چپ ہون
جیسے بعضے بزرگ بوجہ کمال حلم چہوٹون کے بہت سے بد لحاظیون پر سکوت کرتے ہین غرض
حضرت ابوبکر رض صدیق کے گمان مین یہ آیا کہ آپ کو لاریب برا معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مکروہات
تنزیہی سے آپ منع نہین فرماتے اسلئے آپ نے کچہہ ارشاد نہین فرمایا سو ابوبکر صدیق رض کو بوجہ
کمال ادب اتنی بات ہی بری معلوم ہوئی اور یہ ایسا قصہ ہے کہ اپنے بزرگ کے سامنے
کوئی لڑکا حقہ پینے لگے اور وہ بوجہ دانشمندی خود تو کچہہ نکہین پر اونکے خادم یون کہین کہ ہین ایسی
بے ادبی بزرگون کے سامنے لیکن تحریر ملاحظہ قصہ موسے و ہارون علیہما السلام سے خوب روشن ہے
کہ حضرت موسے علیہ السلام نے خود حضرت ہارون علیہ السلام ہی کو عاصی سمجہا اور اسے ہی جانے
دیجے عصیان اور مزمار شیطان مین ہی زمین آسمان کا فرق ہے مزمار شیطان کہنے سے تو فقط اتنی
بات معلوم ہوئی کہ شیطان کو اس فعل مین دخل ہے یا شیطان اس سے خوش ہوتا ہے یہ نہین ثابت
ہوتا کہ شرک ہے یا کفر ہے یا گناہ کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی غرض ایک گول بات ہے
کہ جسکے بیس پہلو ہین اور ظاہر ہے کہ شیطان کو ان سب باتون مین دخل ہے بلکہ طول امل اور حدیث
نفس تک ہی شیطان ہی سے ہوتے ہین اور پر حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت شیطانکے وسوسہ
اندازی خود کلام اللہ ہی مین مذکور ہے فوسوس لہما الشیطان سورہ اعراف مین اور فازلہما الشیطان
عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ کبہی دیکہا سنا ہوگا اور پر سورہ انبیا مین وما ارسلنا من قبلک

من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ موجود ہے ان سب آیتون کی ترجمے دیکھئے اور انصاف کیجے کہ وسوسہ اور القاء شیطانی کے اضافت مزمار شیطانی کی اضافت سے کس بات مین کم ہے مگر عصیان نافرمانی کو کہتے ہین جس سے انبیاء بالیقین معصوم ہین اب حضرات شیعہ برائے خدا انصاف فرمائین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے مزمار الشیطان کہنے اور سمجھنے سے عصمت کو بٹا لگتا ہے یا حضرت موسےٰ علیہ السلام کی افعصیت امری کہنے سے - صاحبو یہ ساری خرابی کلام اللہ کے یاد نہونے اور کلام اللہ پر تمسک اور عمل نکرنے کی ہے اگر حضرات شیعہ کو کلام اللہ کی طرف توجہ ہوتے تو اس اعتراض کو منہہ پر بہی نلاتے تو خیر خداوند کریم ہمین اونہین کلام اللہ کی پیروی کی توفیق دے بالجملہ - حضرات شیعہ کی خدمت مین اب ہماری یہ عرض ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ تو بہ مقتضاء تقریر بیقصور نکلے پر آپ صاحبون کو اب ہماری اس اعتراض کا جواب دینا چاہئے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے باوجودیکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوۃ اور عصمت سے سب سے زیادہ واقف تہے کیونکہ آپ ہی کی استدعا سے اون کی نبوۃ کی نوبت پہونچی پہر کیون اون کو عاصی سمجہا اور پہر سمجہے بہی تو اس درجہ کو کہ شک کا بہی احتمال نہین ہر طرح سے یقین کا یقین ہے ورنہ سر کے بال اور داڑہی کے بال کے پکڑنے اور کہینچنے کی نوبت نہ آتی بلکہ آیت لا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین سے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اون کو زمرہ ظالمین سے سمجہا۔ **جواب** سوال دوم - اس سوال سے کچہہ معلوم نہوا کہ غرض سائل کیا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضرت رابع الخلفا سید آل عبا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مد نظر ہے اور بایں وجہ درپردہ خلفاء ثلثہ کی عدم استحقاق کا مظہر ہے سو اسکا جواب اول تو یہی ہے کہ حدیث مسطور سنیون کے نزدیک احادیث معتبرہ مین سے نہین صحاح ستہ مین ہے نہ مشکوۃ مین نہ کسی اور حدیث کی کتاب مین باقی صواعق محرقہ اول تو حدیث کی کتاب نہین رد روافض مین ایک کتاب ہے اور اگر فرض کیجے اوسمین کسی حدیث کا ہونا ہی سنیونکی الزام کہانے کو ویسا ہی ہے جیسے حدیث کی کتابون مین کسی حدیث کا ہونا تو پہر کیا اہل سنت وجماعت اپنی کتابون مین صحیح ضعیف معتبر غیر معتبر ہر قسم کی

حدیثین لکہتے ہین مگر اوسکے تین صورتین ہین ایک تو یہ کہ مصنف کتاب یہ التزام کرلے کہ اپنی کتاب مین صحیح حدیث کے سوا اور کسی قسم کی حدیث بیان نکرونگا جیسے بخاری شریف صحیح مسلم وغیرہ اسکے مثال تو ایسی ہے جیسے نسخہ طبیب کہ اوسمین جو ہے بیمار کے لئے مفید ہے مفید ہی ہے اور ایک یہ صورت ہے کہ صحیح ضعیف ہر قسم کی حدیثین لاتی ہین پر صحیح کو جدا بتلادیتے ہین اور ضعیف کو جدا ضعیف کہہ جاتی ہین جیسے ترمذی شریف کہ اوسمین کسی حدیث کو کہول کر لکہتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کسی حدیث کو کہول کر کہجاتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے اکثر کتب طب مین ادویہ مفردہ مرکبہ نافعہ مفرہ اور اغذیہ نافعہ مضرہ سب لکہتے ہین پر اوسکے ساتہہ یہہ لکہہ دیتے ہین کہ یہہ دوا یا غذا نافع ہے اور یہہ دوا یا غذا مضر ہے سو کتب طب مین کسی چیز کو دیکہکر جیسے کوئی نادان بہی یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلانی دوا یا غذا طب کی کتاب مین ہے آؤ اسکو استعمال کرین ایسے ہی احادیث ضعیفہ کو کتب احادیث مین دیکہکر کار استدلال مین استعمال کرنیکا خیال بہی کسی عاقل کو نہین آسکتا تیسری یہ صورت ہے کہ مصنف کتاب اپنی کتاب مین فقط موضوعات یا احادیث ضعیفہ ہے کو جمع کرے اور غرض التزام سے یہ ہو کہ دینداران سادہ لوح کیلئے یہ کتاب ایسی رہی جیسے طبیب پرہیز کی چیزون کی تفصیل لکہکر حوالہ کردی تاکہ کل کو کوئی دہوکا نکہاے موضوعات ابن جوزی وغیرہ سب اسی قسم کی ہین سو ایسی کتابون سے سنیون کے الزام کے لئے کوئی حدیث نقل کیجائے تو بڑے ہی شوخ چشمی ہے چوتہی صورت ہے کہ بطور بیاض کسینی ایک مجموعہ اکہٹا کیا اور رطب یابس سب اسمین بہرلی تاکہ وقت فرصت تحقیق کرکے صحیح کو رہنے دینگے اور ضعیف کو نکال دینگے اور پہر اتفاق سے اتفاق نہوا یا ہوا تو وہ اصل مسودہ بیاض کسیکے ہاتہہ لگ گیا اسصورت مین بہی عاقل کا یہ کام نہین کہ اوس سے استدلال کرے اکثر غیر مشہور کتابین حدیث کی ایسی قسم کی ہین سو غیر مشہور کتابو لنے حدیثون کا بیان کرتا جب تک مفید مطلب نہین کہ کسی محقق نے اسکی تصحیح نکی ہو چنانچہ ظاہر ہے سو اس حدیث کی کسی محقق اہل سنت نے آج تک تصحیح نہین کی جو حضرات شیعہ کو گنجایش استدلال ہو اور ان سبکو جانے دیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مین ہے اس سے زیادہ فضیلتین خلفاء ثلثہ مین موجود ہین کتابین معتبر بہری ہوئی ہین لکہنے
کی کچہہ حاجت نہین اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر مین کسیکو سوا خدا کے
دوست اور خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سب سے افضل سمجھتے تہے علی ہذا القیاس دبہت سے فضائل ہین حضرت علیؓ کی اس فضیلت سے جو حدیث
مذکور سے مستنبط ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ سب سے افضل ہین ہان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت مذکورہ سے
اونکی افضلیت واضح ہے اور اسکو ہی جانے دیجئے ہم پوچہتے ہین کہ حدیث مذکور اگر صحیح ہو تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت علیؓ افضل ہونگے یا نہونگے اگر آپ سے ہی افضل ہونگے تو ہمین ہی کچہہ شکایت نہین مگر
جیسے باوجود افضلیت حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکومت ندی اپنی ہی تحت تصرف رکہی
ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق نے ہی کیا اتنا فرق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اتباع نبوی کیا کہ حق بحقدار نہو نچا
اور اسی وجہ سے مصیب شواب ہی ہونگے انشاء اللہ کیونکہ اتباع سنت تو بہر حال موجب ثواب ہے ہوتا ہے شیعہ
ہی اسکے قائل ہین اور سنی ہی اسکے معترف اور اگر باوجود ان فضائل کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل
نہین تو یہ مطلب ہوگا کہ یہ فضائل مین تو کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی یہ فضائل ہونگے یا ان فضائل
کے مقابل مین اور فضائل ہونگے تو سنیون کی ہی یہی گذارش ہے کہ ابوبکر صدیقؓ مین ہی یہ فضائل ہونگے یا انکی
مقابل مین اور فضائل ہونگے بالجملہ بدستاویز حدیث مذکور اگر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق
سے افضل تہے تو اسی حدیث کی روسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی افضل تہے کیونکہ یہ فضائل تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اسحدیث کی موافق نصیب نہین ہوئی اور وہ ہی حضرات شیعہ کے طور پر کیونکہ حضرت
ابوبکر صدیقؓ سے تو اونکی افضلیت اسیوجہ سے ثابت ہوگی کہ اسحدیث کے سیاق سے حضرت امیر ہی کا اختصاص
ان اوصاف کے ساتہہ معلوم ہوتا ہے پہر جب بوجہ اختصاص ایک سے افضل ہوے ویسے ہی سارے جہانسے
افضل ہونگے اسمین سید الانبیاء ہو یا سید الصدیقین ہو ان اسصورت مین ابوبکر صدیقؓ کو تو خلافت کے
دبالینے کے لئے ہی حجۃ کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود فضیلت حضرت امیر
اونکو حکومت ندی آپ ہی قابض ومتصرف رہے مجکو لازم ہے کہ مین ہی اسیطرح حضرت

امیر کو حکومت ندون تاکہ حق کی ندینی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہاتہہ سی نجای
علاوہ برین وقت وفات امام مسجد کیا تو ابوبکر کو کیا جس سی ہر عام و خاص نی یہی سمجہا کہ جو دین کا پیشوا
یعنی وہی دُنیا کا پیشوا یعنی جیسی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی پیشوا تہی اور امام نماز
تہی اسلئی دُنیا کی بہی امام یعنی حاکم تہی ایسی ہی ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نماز کا امام
بنایا جو سب دین کی باتون مین افضل ہی لاریب دین مین یہہ سب سی زیادہ ہونگی سو انہین کو دنیا کا
بہی امام بنانا چاہئی علیٰ ہذا القیاس خود ابوبکر کی ذہن مین یہی آیا ہو کہ جب مجہی دین کا امام بنایا دنیا کا
بہی مین ہی امام ہونگا لیکن حضرات شیعہ اسکا کیا جواب دینگی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
جو حضرت امیر کا حق ندیا اور آپ دبای رکہا پہر وقت وفات بہی کیا تو وہ کیا جس سی سب عام و خاص
اولٹا سمجہہ گئی تو آپ نی کسکی پیروی کی خدا کا حکم تو یہی ہی کہ حاکم ہونا افضل ہو ورنہ پہر شیعون کو سنیون
پر کیا اعتراض رہیگا سو اس صورت مین لازم یون تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاکم حضرت
امیر کو بناتی آپ محکوم بنتی اور اسی بہی جانی دیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بشر تہی کچہہ خوف
ہوا ہوگا ابوبکر اور عمر سی نعوذ باللہ ڈر گئی ہونگی خود خداوند کریم باایں ہمہ دعوی عدل و انصاف جسکی
معنی شیعونکی نزدیک یہہ ہین کہ خدا کی ذمہ پر عدل واجب ہی خلاف عدل و انصاف وہ کوئی بات کر ہی
نہین سکتا حضرت امیر کا حامی اور طرفدار کیون نہوا یا تو یون کہی کہ خدا کی ذمہ حق کا پہونچانا واجب
نہین تب تو سنیونکا مذہب برحق نکلا کہ خدا کی ذمہ عدل واجب نہین اُسکو اختیار ہی جو چاہے سو کری
چنانچہ خود ہی فرماتا ہی لایسئل عما یفعل وہم یسئلون اور کیونکر اختیار نہو وہ سبکا مالک ہی ظلم تو جب ہی
جب کسی غیر کی چیز مین بی موقع تصرف کری اگر کوئی شخص اپنی سلطنت اور ریاست یا خزانہ یا کوئی چیز
کسی کمتر کو ہبہ کر دی اور افضل کو ہبہ نکری تو اُسکو کوئی نادان ہی ظلم نہین کہہ سکتا یا یون کہو خدا پر
عدل تو واجب ہی پر انصاف یہی تہا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ ہون کیونکہ وہ سب سی افضل تہی تب اہل سنت
ہی کا پلا بہاری رہا یا یون کہو عدل ہی واجب تہا اور حق ہی حضرت علی ہی کا تہا پر نعوذ باللہ نعوذ باللہ
ابوبکر اور عمر کی سامنی خدا کی کچہہ نچلی زبردستی یہہ دونون علی کا حق دبا بیٹہی تب سنیون ہی کا بول بالا
رہا جنکی ایسی پیشوا کہ نعوذ باللہ خدا کی بہی انکی سامنی نچلی اونکو حضرت کی پیروی کی کیا پرواہ اور
انکی ناخوشی کا اندیشہ حضرات شیعہ یا تو ان باتون کا معقول جواب دین ورنہ فکر آخرت کرین اور توبہ

توبہ کرین اب سب صاحبونکی خدمت مین یہہ عرض ہی کہ اسطرحکے کلمات کی زبان پر لانی سی واللہ جی
ڈرتا ہی خدا کی شان کی آگی ابوبکر اور عمرؓ تو کیا چیز ہین خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو افضل مخلوقات
ہین اور محبوب ذات پاک ہین ایک بندہ ہی ہین ایک ذرہ کی ہلانی کی طاقت نہین رکہتی پیپیا کہچی نقل کفر
کفر نباشد حضرات شیعہ کی خرافات کو بناچاری نقل کرنا پڑا جواب سوال سوم اس سوال کی دیکہنی
سی یون معلوم ہوتا ہی کہ جناب سائل وقت سوال کچہہ بہنگ ہی نوش جان کئی ہوئی ہین اہل فہم
کو بہی نہین معلوم ہوتا کہ وہ سنیون پر اعتراض کرتی ہین یا شیعون یا دونون پر یا یون ہی ایک غمزہ
بیجا اور عشوہ بیمحل ہی صاحبو اول تو واقدی اہل سنت کی نزدیک مورخ معتبر نہین مجمع البحار کی آخر مین
دیکہہ لیجئی واقدی کی شان مین کیا لکہا ہی مگر اسبات کو تو ناظران اوراق عقب گذاری پر محمول کرینگی
اور یہہ کہین گی کہ ساری باتونکو محرر اوراق نے غلط ہی تبانی لگا اور صاحب سوال جناب معترض کو کوئی
یون نکہیگا کہ حضرت نی جوبات لکہی طوفان شیطانی ہی لکہا ہی کوئی اہل علم تو بتائی کہ حضرت نی سوا ایک
بات کی کونسی بات سچی لکہی اسلئی یہ عرض ہی کہ ہمنی آپ کی خاطر اس روایتہ کو مانا حضرت عائیشہ کی رونی
کی اگر شکایت ہی تو حضرت امیر ہی پر شہادت سوال محمد بن ابی بکر کو روی اگر حضرت عائیشہؓ نی اسبات کا
دہیان نکیا کہ کل اسنی میری صحابیتہ اور زوجیتہ کا کچہہ لحاظ نہین کیا تہا تو حضرت امیر نی بہی اسکا کچہہ
دہیان نفرمایا کہ کل اسنی حضرت عائیشہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیتہ اور
صحابیتہ کا دہیان نہین کیا تہا مجکو اسکی غم مین رونا مناسب نہین بلکہ یون کہو حضرت امیر نے بہی جنگ
جمل مین حضرت عائیشہؓ کی زوجیتہ اور صحابیتہ کا لحاظ نہین کیا اگر اسبات کا لحاظ نکرنا برا تہا اور اسوجہ سی
انکا غم مناسب نہ تہا تو یہہ فرمائی حضرت امیر نی ایسا برا کام کیون کیا اور اگر یہہ مدعا ہی کہ حضرت امیر
جنگ جمل مین حق پر تہی اور دلیل اسکی یہہ ہی کہ محمد بن ابی بکر صدیق نی اپنی بہن کا کچہہ لحاظ نہ کیا تو
اسکا جواب یہ ہی کہ لاریب حضرت امیر برحق تہی ہم وہ نہین کہ مثل شیعہ حق بات کو ہضم کر جائین پر
اس کہنی سی کیا فائدہ محمد بن ابی بکر سنیونکی کون سی مقتدا اور پیشوا اور امام وقت تہی جنکا فعل سنیونکی
نزدیک مستند ہو دوسری یہ ہی کہ اگر انکا فعل سند ہی ہو تو حاجت سند کی کیا ہی اہل سنت حضرت امیر
کی خلافت کیوقت انکی خلیفہ برحق ہونے کی ویسی ہی قائل ہین جیسی خلفاء ثلثہ کی خلافت کی حقیت کی
انکی ایام خلافت مین قایل ہین سند کی تو اسوقت ضرورت ہوتی جب اہل سنت حضرت امیر کی برحق

ہونیکے منکر ہوتی پیر اس بیہودہ سرائی سے کیا فائدہ بتیر حضرت عائشہؓ اور حضرت امیر کے رد سے آپکو کیا ہاتہہ آیا پہر تو فرمائیے
یہ کونسی دلیل ہے اسپر کلام اللہ کی آیۃ کہئیے یا حدیث کی دلالت کہئیے اس دیوانوں کی سی ترنگ سے اس بحث مین کیا
ہاتہہ آیا خلافت حضرت امیر اس سے ہاتہہ آگئی یا آپ کی امامت کا تمسک اور قبالہ اس سے درست ہوگیا نقل مشہور ہے
بیاہ مین بیچ کا لیکہا کجا امامت حضرت امیرؓ کجا یہ مہمل تقریر اور اگر مقصود دلی وہی اظہار خبث باطن نسبت زوجہ
مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس پردہ مین حضرت عائشہ پر طعن مد نظر ہے تو موافق مصرع مشہور
کلوخ انداز را پاداش سنگ ست مناسب تو یون تہا کہ اتہام ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
مین ہم بہی اپنی دلکے پہپولے پہوڑتے پر ایسے نابکارونکو برا کہا تو کیا ہوا شیطان کو برا کہنے کی حاجت ہی کیا ہے اور
اوسکی ہجو اور مذمت کی ضرورت ہی کیا ہے جیسے اونکی خوبی اور بزرگی معلوم ہے حضرات روافض کی شان مین
ہی مشہور ہے الرافضی فواللعنت از دو مغز دو پرو میر ترد بالجملہ رافضیون کے برا کہنے کی تو حاجت نہین ہان
جواب اعتراض چاہئے صاحبو تحقیقی جواب تو اسکا یہ ہے کہ لاریب اپنے ایام خلافت مین حضرت امیر افضل بشر
تہے اور بے شک وہ برحق تہے اور حضرت عائشہؓ خطا پر تہین لیکن بوجہ خطا ونسیان انسان معاتب نہین ورنہ روزہ
مین بہول کر پانی پینا کہانا کہانا بوجہ خطا جیسے وضو کرتے مین کبہی پانی حلق مین اوتر جاتا ہے ایسے امور کا مرتکب نا
موجب عذاب و وجوب کفارہ ہوا کرتا علی ہذا القیاس بوجہ غلطی اگر کوئی حرکت ناسزا ہو جائی تو اوسپر بہی
خدا کے یہان سے گرفت نہین ورنہ ابر کے روز قریب غروب آفتاب کے ابہی آفتاب غروب نہوا ہو اگر کوئی شخص
بوجہ غلطی یون سمجہہ لے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور یہ سمجہکر روزہ کہول لے اور پہر آفتاب نمود ہو جائے چنانچہ
اکثر ہو جاتا ہے تو لازم یون ہے کہ ایسا شخص معذب ہوا کرے حالانکہ باتفاق شیعہ سنی ایسے افعال پر خدا کے
یہان مواخذہ نہین ایسے ہی مشاجرات صحابہ اور محاربات اصحاب جو باہم پیش آئے یا منازعات انبیا جیسے
حضرت موسے اور حضرت ہارون علیہما السلام کا قصہ گذرا سب بوجہ غلطی ہوتے ہین جان بوجہ کر نہین ہوتے
جو اونپر اعتراض کیا جائے باقی رہی یہ بات کہ وجہ غلطی کیا ہوئی اسکا جواب اول تو یہی کہ ہمکو اس سے کیا بحث
حضرت موسے اور حضرت ہارون کی طرح دونون بزرگ سمجہنا چاہئے اور تحقیق ہی مد نظر ہے تو سنیئے
حضرت عثمان کے قاتل حضرت امیر کے ساتہہ ہو لئے تہے سو حضرت امیر اول تو بانیوجہ قصاص

کے لینے مین دیر کر رہی تہی کہ ان شورہ پشتون نے بنی بنائی بڑی نعمکی خلافت کو جب ایسا زیرو زبر کر دیا تو میری
خلافت تو جمتی ہی نہین پائی میرے قابو مین کب آئین گے دوسرے بلوی کی بات ہی تحقیق کی بعد قاتل غیر قاتل کو پہچانکر
قصاص لیا جائیگا حضرت عائشہ اور حضرت زبیر اور حضرت طلحہ وغیرہ یہ سمجہے کہ حضرت امیر ان ظالمونکی طرفدار
ہین چنانچہ حضرت امیر معاویہ نے یہ جو محمد بن ابی بکر کو مارا تو اوسکی وجہ یہی ہوئی کہ انکو منجملہ شریران
قاتلین سمجہتے تہے یہ بات جدی رہی کہ یہ بہی بات تہی لیکن حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کا خود
ارادہ قتال بہی نہ تہا حضرت عثمان کے قاتل جو ان لوگون کو ڈراتے تہے تو اپنی جان بچانے کو بصرہ کو جاتی
تہے حضرت امیر نے تعاقب کیا انجام کار یا نوجہ کہ قاتلان مذکور نے بغرض فساد دو گروہ ہو کر دونون لشکرون
پر شبخون مارا ہر اک نے دوسرے کی دغا سمجہی اور لڑ لڑا کر قصہ تمام کیا مگر بشہادۃ کلام اللہ حضرت موسے علیہ السلام
نے حضرت خضر علیہ السلام پر کشتی توڑ ڈالنی اور لڑکی کے مار ڈالنے کے مقدمہ مین اعتراض کیا چنانچہ سورہ کہف
مین یہ قصہ مفصل مذکور ہے جسے شوق ہو سولوین سیپارہ کے شروع سے پہلے ایک رکوع نکالکر دیکہنا شروع
کرے حضرت موسے کا اونکے پاس جانا اور دوبارہ تسلیم عہد و پیمان کرنا پہر بانیہمہ اعتراض کرنا اور نیز حضرت خضر کا
اون باتون مین بے قصور ہونا سب بخوبی واضح ہو جائیگا اور نیز یہ بہی واضح ہو جائیگا کہ حضرت موسے علیہ
السلام نے غلطی ہی کہائی اوپر سے بتلائے کچہہ سمجہہ مین نہ آیا اب میری یہ عرض ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
کے پاس آپ نہین گئے خدا کے تو بہیجے ہوئے گئے خدا نے اونکو علم اور بزرگی کی اونسے تعریف کی پہر اونہون نے
یہ کہہ لیا کہ تم سے میری باتون پر صبر نہو سکیگا تم میرے ساتہ نہو خود حضرت موسے علیہ السلام نے اقرار کر لیا کہ
مین کچہہ تکرار نکرونگا بانیہمہ نوبت کمال عقل ایسا کیسی ہی باریک بات کیون نہو اوسے سمجہہ جائین پہر اسپر
بہی حضرت موسے نہ سمجہے اور نہ سمجہنا تو در کنار یون نہین سمجہتے کہ اسمین کوئی کچہہ بہید ہوگا صبر کرنا چاہیے اور پہر نہ
سمجہنے کی بہی نوبت یہانتک آئی کہ جو بتلائی نہ سمجہی اگر ہم جیسے اور تم جیسے مسلمان دنیا کم عقل کم فہم ان قصونکی حقیقت کو
نسمجہین جنہین مراتب مذکورہ مین سے ایک بات بہی نہین تو کیا بعید ہے بلکہ لازم یون ہے کہ نسمجہین ہان یہ سمجہکر کہ
ہماری سمجہہ کا قصور ہے ان بزرگوارونکا قصور نہین اون پر اعتراض نکرین جیسے حضرت موسے علیہ السلام
پر ہمکو اعتراض کی کرینگے گنجایش نہین اس تقریر سے حضرت معاویہ پر بابت

قتل محمد بن ابی بکر اگر اعتراض ہی یا بہ نسبت محاربات حضرت امیر کچھہ طعن ہی وہ بہی مندفع ہوگیا بالجملہ
اہل سنتہ وجماعت کی نزدیک یہہ محاربات بوجہ غلطی واقع ہوی طرفین مین سی قصور کسیکا نتہا جیسی
حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کے دست وگریبان ہونی اور ہاتھا پائی مین قصور دونون مین
سی کسیکا نتہا باقی رہا جملہ حربک حربی اسکی یہ معنی ہین کہ جان بوجہ کر نہ بوجہ غلط فہمی جو تمسی لڑیگا تو گویا وہ
مجہسی سی لڑیگا یہہ نہین کہ جسطرح سی کوئی تم سی لڑی عمداً لڑی یا خطاء بوجہ غلطی لڑی یا بوجہ غلط فہمی
وہ سب میری ہی لڑائی کی برابر ہی ورنہ آیتہ ماکان لمومن ان تقتل مومنا الاخطاء جسکی معنون سی صاف
یہہ بات روشن ہی کہ قتل خطا مین کچھہ گناہ نہین غلط ہوجائیگی اور یہہ ہی نسہی اگر حدیث مذکور عام ہی تو
اسی وجہ سی عام ہوگی کہ ظاہر الفاظ عموم پر دلالت کرتی ہین مگر جیسی مفہوم حربک کو عام لیتی ہو
مفہوم حربی کو ہی عام سمجہئی اور پہر بہ ہدایت فہم تقابل ملحوظ رکہئی یعنی یون کہئی تمسی عمداً لڑنا تو مجہہ
سی عمداً لڑائی کی برابر ہی اور تم سی خطاء لڑنا مجہسی خطاء لڑنی کی برابر ہی مگر ظاہر ہی کہ رسول اللہ علیہ
وسلم سی عمداً لڑنا اور آپکو جان بوجہکر تکذیب کرنی بُری ہی اور غلطی اور بیخبری مین اگر کسی سی یہ حرکت
ہوجائی اور بعد علم متنبہ ہوکر شرائط آداب بجالای تو عقل نقل کی روسی قابل عتاب نہین عقل کی
گواہی کی تو حاجت نہین اہل عقل کی نزدیک بدیہی ہی نقل کی بات پوچہئی تو کلام اللہ موجود ہی لیبذنا نہین
اور من بعد ماجاءتہم البینات اور لفظ وہم یعلمون سی صاف ظاہر ہی کہ عتاب اسیوجہ سی ہی کہ وہ جانکر
ایسی حرکتین کرتے ہین بلکہ آیتہ ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من
ولی ولا نصیر سی تو یون معلوم ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بوجہ بیخبری اگر کچھہ خلاف
مرضی خداوندی کر جائین تو کچھہ حرج نہین بالجملہ خدا کی مخالفت بوجہ غلطی جب مضر نہو تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بدرجہ اولی مضر نہوگی پہر حضرت علی کی مخالفت اگر بوجہ غلطی ہو تو اسکا
تو کچھہ ذکر ہی نہین اور یہہ ہی نسہی لفظ حربک عام اور لفظ حربی شیعونکی زبردستی سی خاص ہی مگر جیسی
حدیث مذکور مین پہلا لفظ عام ہی آیتہ ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ
علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما بہی باعتبار الفاظ عام ہی باغی زانی قطاع الطریق اسمین سب آگئی
اب فرمائی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زانیکو قتل کیا حضرت امیر نی سیکڑون باغیونکو
تہ تیغ کیا ادہر اب تک یہ آیتہ سبکی معمول بہا مجتہدان شیعہ اس سی انکار کرسکین نہ علماء

اہل سُنت پہر یہہ کیا انصاف ہی کہ ایک حدیث کی بہروسی جسمین کسیقدر ضعیف ہی اسی یہہ ہی احتمال ہی کہ غلط ہو اتنا غل وشور ہی کہ انعظمتہ اللہ آیتہ کو نہین دیکہتی کہ اسمین شمہ ہی باقی نہین چہوڑا تیسیر غلطی اور کذب رواۃ کا احتمال نہین پہر اسکی باعث کہان کہان یہ اعتراض پڑتا ہی اور جواب الزامی یہہ ہی کہ اگر حضرت امیر کی حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حرب کہ حربی فرمایا ہی تو ازواج مطہرات کی حق مین النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم فرمایا ہی ادہر عام والدین کی حق مین لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا فرمایا ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج جو ام المومنین ہین انکی حق مین تو اُس ہی زیادہ تاکید ہوگی اب میری یہہ عرض ہی کہ حضرت علیؓ کی ایمان کیا کمال ایمان مین ہی شک کی گنجایش نہین جو یون کہئی کہ اور نکی والدہ تہین اونکی تہین پہر کیا ہی احسان تہا کہ ایسی والدہ کا یون مقابلہ کرتی اور اگر یہہ خیال ہی کہ خطا پر نہین تو یہہ بات کس موہنہ سی کہنی مناسب ہی سُنّی کہلین تو کہلین شیعونکو اسکی کہنی کی مجال نہین کیونکہ آیتہ یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اُنکی نزدیک عصمت پر دلالت کرتی ہی اور پہر یہہ آیت دیکہہ لیجئی کسکی شان مین نازل ہوئی ہی ازواج مطہرات کی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کلام اللہ موجود ہی دیکہہ لو ازواج کا ذکر ہی یا حضرت امیر کا اور اگر حدیث عبا پر کو دتی ہو تو اُس سی صاف یہی بات نکلتی ہی کہ یہہ آیت اُنکی شان مین نازل نہین ہوئی ورنہ اس دعا کی کیا حاجت تہی کہ عبا مین پنجتن کو شامل کرکی یہہ فرمایا اللہم ہولاء اہل بیتی الخ بالجملہ دعا کرنیسی جیسی دخول پنجتن زمرہ اہل بیت مین معلوم ہوتا ہی ایسی ہی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ آیت انکی شان مین نازل نہین ہوئی ہاں اگر یہہ دعا قبل نزول آیتہ ہوتی تو یہہ ہی احتمال تہا کہ دعا ہی باعث نزول ہوئی ہی مگر اسمین سنّی ہی نہین شیعہ ہی اسطرف ہین کہ آیتہ پہلی نازل ہوئی دعا پیچہی ہوئی باقی پنجتن کو پہلی سی اہل بیت فرمایا یہ نفرمایا کہ انکو اہل بیت مین داخل کردی سو اسکی وجہ یہہ ہی کہ اپنی بیگانی اور بیگانی اپنی نہین ہوسکتی جسکی جو قرابت ہی وہی رہتی ہی کوئی غیر آدمی کی نسبت یہہ دعا تو کرہی نہین سکتا کہ الٰہی یہ شخص میرا حقیقی بیٹا بنجای ہان جس سی محبت شدید ہوتی ہی اُسکو بیٹا خود کہدیا کرتی ہین اگرچہ بیگانہ ہی کیون نہو لیپالک کو عرف مین بیٹا کہتی ہین لیکن حقیقی بیٹا ہونا اُس کا ممکن نہین اسیطرح جو اہل بیت نہون انکا اہل بیت ہوجانا ممکن نہین جو اسکی دعا کیجاتی کہ الٰہی انکو اہل بیت حقیقی بنادو

ہان اونکے ساتہہ بہی معاملہ اہل بیت ہے کا سا تہا اسلیئے آپ نے فرمایا الہی یہ بہی میرے اہل بیت ہین تو
اپنا وعدہ ان کے ساتہہ بہی پورا کر اور اگر یون کہئے کہ اہل بیت تو پہلی ہی سے تہی پر دعا کیوقت اونکو اس
سبب سے یاد کر لیا تہا سو یہ بات غور سے دیکہی تو گوز شتر سے کم نہین جناب باریتعالی کو یہ معلوم نتہا کہ اہل بیت نبوی کون
ہین جو آپ کے تبلانے اور جتلانے کی ضرورت ہوئی جب خداوند کریم نے وعدہ تطہیر کر لیا تہا آپ پورا کرتا پہر دعا کی
کیا حاجت تہی بالجملہ بروے انصاف شیعونکی جی مین بہی یہی ہوگا کہ آیۃ تو ازواج مطہرات ہے کی شان مین ہے
ہان جیسے کوئی بادشاہ کسی امیر سے وعدہ کرے کہ تمہارے گہر کے لوگون کو مین انعام دونگا اور وہ امیر وقت
تقسیم انعام اپنی دختر اور داماد اور نواسون کو بہی بہیجاے اور یہ کہے کہ آپ نے میرے گہر کے لوگونکے لیئے وعدہ
انعام کیا تہا یہ بہی میرے گہر کے لوگ ہین کچہہ اجنبی نہین تو وہ بادشاہ باوجودیکہ جانتا ہے کہ بیٹی دوسرے
گہر کا چاند ہے گہر کے لوگونمین داخل نہین نواسے اور داماد تو درکنار گہر کے لوگ اگر ہین تو بی بی ہے چنانچہ
اہل بیت کا ترجمہ ہے اہلخانہ ہے یا فرزند وغیرہ جو اوسکے گہر رہتے ہین مگر بوجہ عموم کرم و مزید قدر شناسی امیر
مذکور اونکو بہی انعام دے تو کچہہ بعید نہین ایسے ہی یہان بہی سمجہنا چاہیئے کہ پنجتن باوجودیکہ شرف کونا گون
رکہتے ہین پر اصل سے اہل بیت مین سے نتہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مادر او دیگر انعامہا سے
بی بیان انعام اہل بیت مین بہی شریک ہو گئے چنانچہ قرینہ دعا اسپر عمدہ شاہد ہے او بہت ہاتہہ پانون
مارئے تو یہ بات بن پڑتی ہے کہ لقب اہل بیت تو اول سے ازواج او پنجتن دونونکو شامل ہے خطاب
خاص ازواج ہی کے ساتہہ ہے گو وعدہ مذکور سب ہی کے ساتہہ ہو جیسی کوئی بادشاہ اپنے نوکرونمین سے
ایک نوکر کو بلا کر یون کہی کہ ہمارا کل کو ارادہ ہی کہ اپنے نوکرونکو انعام دین سو یہ خطاب گو اوس ایک ہی کی ساتہہ ہے پر وعدہ سب نوکرونکے لیئے ہے
بالجملہ پنجتن کے اہل بیت مین داخل ہونے کی دو صورتین ہین ورنہ اصل سے یہہ آیۃ ازواج
ہی کے حق مین ہے اونکی خارج اہل بیت ہونیکا کوئی احتمال نہین احتمال ہے تو اہل بیت
کی خارج ہونیکا احتمال ہے اگرچہ غلط ہو کیونکہ باتفاق اہل سنت وہ بہی اس فضیلت
مین شریک ہین اول سے ہی تہی یا پیچہی ہو گئے پہر جب آیۃ مذکورہ عصمت پر دلالت کرے
چنانچہ شیعہ پنجتن کی عصمت اس سے ثابت کرتے ہین تو ازواج مطہرات بدرجہ اولے معصوم ہونگی اوتہون نے جو کچہہ
حضرت امیر کے ساتہہ کیا بجا ہوگا پہر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت امیر نے اونکی ام المومنین ہونیکا

لحاظ انکا فرزند کو والدین کی اطاعت چاہئی والدین کو فرزند کی اطاعت کی حاجت نہین پہر وجہ معلوم ہوتی ہی کہ حضرت امیر کے ذمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہوئی کیونکہ وہ حضرت امیر کے حق مین بمنزلہ والد کی تہی یہہ نہوتا تو ازواج مطہرات ام المومنین ہی کیون ہوتین پہر جب حضرت امیر نے باوجودیکہ موافق عقیدہ شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی افضل معلوم ہوتی ہین چنانچہ حدیث منیح سوال دوم سی واضح ہی اور بہر حال قال شیعہ سی ٹپکا پڑتی ہی زبان سی کہین یا نکہین بانیوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار رکہی کہ وہ بمنزلہ والد تہی تو حضرت عائشہ اونکی حق مین بمنزلہ والدہ تہین اور پہر والدہ ہی کیسی معصوم اونکی اطاعت اور فرمان برداری ہی اونکو ضرور تہی سواب حضرات شیعہ کیخدمت مین یہہ عرض ہی کہ اپنی اعتراضات کا جواب تو دندان شکن لیچکی ہماری ان اعتراضات کا جواب ہی چاہئی باقی رہا یہہ قصہ کہ حضرت ام حبیبہ نی گوسفند بہونکر حضرت عائشہ کی پاس بہیجا اور اون کی بہائی کی نسبت کچہہ کہلا کر بہیجا اور حضرت عائشہ نے گوشت گوسفند کا کہانا چہوڑ دیا اول تو قصہ بے سند اور اگر ہو ہی تو اسکا ذکر کرنا اور مباحثہ کو ایسی مضامین سی طول دینا خود جنگ زنانہ ہے صاحبو مباحثہ ہی کو سناپٹینا نہین جو حضرات شیعہ عورتونکی طرح ایسی باتین گاتی ہین اُسکی جواب مین فقط یہہ شعر کافی ہے ۔ اوجہی کو بلایین آپ تو کچہہ خیر ہی صاحب ۔ لگایا تہہ کسنی آپکی زلف پریشان کو بغرض ایسی باتون سے دین شیعہ مستحکم نہین ہوتا حقانیت کی سند ہاتہہ نہین آتی پہر کیا فائدہ دیوانونکی طرح جاہلونکی دلمین شبہہ شک ڈالتی ہین ۔ **جواب سوال چہارم** ۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اول ہمارے نزدیک ایسی امام نہین جنکی بات خدا ورسول کی بات کی برابر ہو ایک مجتہد ہین اگر انکی بات کوایسی ہی ہو جسپر اعتراض کی گنجایش ہو تو کیا ہوا ہمارے نزدیک تمہاری نزدیک دونونکی نزدیک مجتہد سی خطا ممکن ہی پہر وہ بہی فروع مین اور فروع مین ہی ایسی بات جو خواہ نخواہ ظاہر نہین مگر ستم تو یہ ہی کہ حضرات شیعہ اماموننی جنکی عصمت کی مثل عصمت انبیاء معتقد ہین ایسی روایتین کرتے جو صاف کلام اللہ کے مخالف ہین ارشاد ہین جو تصنیف علامہ حلی ہی موجود ہی کہ اپنی باندیکو دوسری پر حلال کردی تو اُسکو اُس سے صحبت جایز ہی پہر باندیونمین ہی کیسکی تخصیص نہین جس سی اُسکی اولاد ہو اُسکا حلال کر دینا ہی جایز ہی اور غیرونکو عاریت دیدینا درکنار وقف کر دینا شیعون مین جایز ہی بلکہ ابن بابویہ تو حضرت امام مہدی کی نام سی ایک رقعہ ایسا روایت کرتا ہے جس کے سُننے سے مسلمانون کا بدن کانپتا ہی

حاصل اسکا یہہ ہی کہ مہمانون اور دوستون کی لئی باندیون اور حرمون کی شرمگاہ کی رعایت دینی مین بڑا
ثواب ہی اور عمدہ عبادات مین سی ہی ادہر متعہ کا آوازہ اور اسکی فضائل کا شور تو سبھی نی سُنا ہوگا یہی
وجہ ہی کہ سیکڑون سنی شیعہ ہوئی چلی جاتی ہین اور کیونکہ نہون جیتی جی تو یہہ مزی اور مرنی کی بعد وہ
مرتبی کہ حضرات ائمہ کا مرتبہ نصیب ہو قطرات غسل سی فرشتہ پیدا ہون ایسا دین اور ایسا ایمان تو قسمت
ہی سے ملتا ہی اعتبار نہو تو تفسیر میر فتح اللہ شیرازی مین اس آیۃ کی تفسیر مین فما استمتعتم بہ منہن فاتو
ہن اجورہن فریضہ دیکھہ لین مینی تو کچھہ ہی نہین لکھا اونہون نی تو وہ فضائل نقل کئی ہین کہ جنکی سننی کی بعد
رمضان کیطرف سے خدا ہی ٹھنڈا ہوا جاتا ہی جہاد کی قدر جدی ہی جی سی نکلی جاتی ہو بلکہ کوئی عبادت
متعہ کی سامنی آنکہون مین نہین جچتی غرض ایسی ایسی لذتونکی بدولت اس مذہب کی رونق ہوئی ورنہ
جہاد و اجتہاد ائمہ تو معلوم جس سے یہہ فروغ ہوتا اور یہہ سکتی کہ جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جہاد دینی اسلام کو فروغ ہوا اماموںکی جہادون سی مذہب شیعہ کو ترقی ہوئی لیکن باینہمہ صاف
کلام اللہ کے مخالف سورہ بنی اسرائیل اور سورہ معارج مین دیکھئی یون فرماتی ہین والذین ہم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
جسکا ماحصل یہہ ہی کہ جو لوگ بی بی اور باندی کی سواء اور کسیسی صحبت کرین تو وہ لوگ حد سے نکل جانی
والے ہین اور ظاہر ہی کہ متعہ کی عورت نہ بی بی ہی نہ باندی بی بی تو اسلئی نہین کہ بشہادت آیۃ فانکحوا ما
طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع نکاح چار سی زیادہ نہین اور متعہ مین شیعونکی نزدیک یہ
قید نہین اور لفظ نکاح سی زوجیت ثابت نہین ہوتی تو اس ہٹ دہرمی کا کیا علاج ہی کہ سورہ نساء
کی دوسری رکوع مین یون فرماتی ہین ولہن الربع مما ترکتم اور لہن کی ضمیر ازواجکم کیطرف راجع ہے
جو پہلی آیۃ مین مذکور ہی اور ازواج سب جانتی ہین کہ بی بی کو کہتی ہین غرض جو لفظ ازواج سورہ بنی
اسرائیل اور سورہ معارج مین ہی وہی سورہ نساء مین ہی سو سورہ نساء مین ازواج کی نسبت میراث
مین درصورتیکہ اولاد نہو ربع اور اولاد ہو تو ثمن فرماتی ہین سو متعہ کی عورت اگر ازواج مین داخل
ہوتی تو اونکو میراث بقدر مذکور ملا کرتی حالانکہ باتفاق شیعہ متعہ کی عورت وارث نہین ہوتی علی
ہذا القیاس اور احکام مثل عدت طلاق عدل وغیرہ کی جو نسبت ازواج کلام اللہ مین مذکور
ہین متعہ کی عورت کی نسبت شیعہ تجویز نہین کرتی اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو مین ہی سب کو بتلاتا

مگر یون سمجھکر کہ کلام اللہ موجود ہے پڑہنے والی خود دیکھ لینگی اسیپر اکتفا کیجاتی ہی بالجملہ زن متعہ داخل
ازواج تو نہین چنانچہ خود شیعہ بہی اپنی کتابون مین زن متعہ کو ازواج مین شمار نہین کرتی باقی رہا
باندی ہونا اسکی ابطال کی کچھہ حاجت نہین خود ظاہر ہی کون کہدیگا کہ زن متعہ باندی ہی ورنہ
بیع شرا ہبہ عتق وغیرہ سب احکام جاری ہوتی جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ زن متعہ زوجہ ہی نہ
باندی تو متعہ کرنی والی منجملہ فاولئک ہم العادون ہوی یا نہوی یعنی منجملہ ظالمین جو معنی عادون ہے
اب غور فرمائیی کہ یہہ مسئلہ باتفاق منجملہ عبادات ہی سبحان اللہ سنیون پر اون باتون پر طعن جو انکی
یہان اگر ہین تو منجملہ مباحات ہین نہ عبادات پہر وہ بہی اختلافی نہ اتفاقی اور وہ بہی اچہا دہر نہ یہہ
کہ بجوالنص قرآنی یا نصوص احادیث پہر او نمین بہی کوئی بات خلاف عقل و نقل نہین بلکہ عقل و نقل
دونون اُسکی موید ہوسکتی ہین چنانچہ انشاء اللہ عنقریب بہی واضح ہوا جاتا ہی اور اپنی خبر نہین لیتی
کہ صریح زنا مخالف قرآن شریف پہر اُسکو یہہ بہی نہین کہ مباح ہی کہکر چپ ہو رہین بروایات آئمہ اُس کی
فضایل بہی بیان کرین پہر فضایل بہی ایسی ویسی نہین انسان گرفتار ہوا و ہوس تو درکنار فرشتہ
بہی ہو تو اُن فضایل کو سُنکر لوٹ پوٹ ہوجای اور متعہ کرنیکو تیار ہو آدمی دوسری پر طعن کری تو اپنی
تو خبر لیلی حضرت آدم کی زمانہ سی لیکر آجتک اس فحش صریح کا یہ اہتمام کسی مذہب کسی ملت کسی دین کسی آئین مین
نہوا ہوگا پہر اُسیپر طرہ یہہ ہے کہ بعض روایتون سی تو اجازت عام معلوم ہوتی ہی کہ کواریان اور
رانڈین ہی نہین خاوند والیان بہی اس عیش و نشاط سی اپنا جی ٹہنڈا کرین پہر وہ بہی ایک
ہی سی نہین دس پانچ مردون سی اختیار ہی چنانچہ علی بن احمد بہتی جو شیعو نمین بڑی جلیل القدر
عالم تہی اسیپر فتوی دی مری کہ متعہ دوریہ یعنی ایک عورت کئی مرد ولنسے متعہ کرلی جایز اور دہی
کیا او رہی بڑی بڑی عالم اونکی ہمزبان ہین علی ہذا القیاس اصح علماء شیعہ کی نزدیک یہی ہی کہ خاوند
والیونکو متعہ بہی جایز ہی اور اگر یہ بات شیعان زمانہ بروی نقل بالفرض تسلیم نکرین تو بروی عقل
تو قابل تسلیم بہی ہی اگر مجتہدین اولین کی خیال مین اس قسم کی متعہ کی اباحت نہین آئی تو مجتہد العصر
کو تجدید دین فرمانی چاہئی وجہ اباحت اگر ذہن مین نہ آئی ہو تو یہہ خاکسار عرض پرداز ہی پر شکرانہ
احسان ضرور ہی نکاح مین جو عورت کی لئی تعدد ازواج جایز نہین تو یہہ وجہ ہی کہ نکاح از قسم معاملات
ہے بیع شرا کی طرح جس سی معاملہ ہوگیا ہوگیا منجملہ عبادات نہین جو ثواب کی امید ہو اور

تائید ثواب کی تھی اوس پانچ سی کیا جائی اور ترویج دین کی لئی خاوندوالیونکو اجازت دیجای ہان
بحمد اللہ نعوذ باللہ متعہ مین ماشاء اللہ نعوذ باللہ یہہ فضائل ہین کہ نہ پوچہئی ایک متعہ مین حضرت
سید الشہداء علیہ السلام کا مرتبہ دوسری مین حضرت سبط اکبر علیہ السلام کا مرتبہ تیسری مین حضرت
امیر چوتھی مین خود مقام سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا ہی اور غور کیجئی تو بقیاس صائب
پانچوین متعہ مین خدائی کی امید گو وعدہ نہی پہر قطرات غسل سی ملایک کا تولد کسقدر موجب برکات
ہوگا وہ ملائک اس احسان کی بدلی کیا کیا کچہہ عرق ریزیان دعا و استغفار مین کرینگی اور اونکی تسبیحات
کا ثواب بے پایان کیسا حلوا ہے دود کی طرح مفت ہاتہہ آئیگا سند مطلوب ہی تو تفسیر میر فتح اللہ شیرازی
ملاحظہ فرمائین الغرض یہہ فضائل متعہ سیانکو مقتضی ہین کہ جسقدر ہوسکی دریغ نکیجئے عورت کیطرف نگہ کیجئی
تو اسکی حق مین متعہ کا کرنا مردونکی حق مین بڑی فیض رسانی ہی اگر وہ نکرین تو مردونکو یہہ فضائل کیونکر
میسر آئین علی ہذا القیاس مردونکی طرف دیکہئی تو اونکا متعہ کرنا عورتونکی لئی فیض کا کام ہی سو اس
فیض کو طرفین مین عام ہی رکہنا چاہئی اور نکاح پر قیاس نفرمائین کیونکہ وہان مقصود بالذات
توالد و تناسل ہوتا ہی تحصیل فضایل نہین ہوتا نکاح کی عورت بمنزلہ زمین زراعت ہوتی ہے
چنانچہ خود حضرت خداوندی ہی ارشاد فرماتا ہی نساءکم حرث لکم سو اس زمین مین اگر دس پانچ
کا اشتراک ہوگا تو اسکی پیداوار یعنی اولاد بہی مشترک ہوگی اور باین نظر کہ مقصود بالذات
اس زمین سی جسو لی بی کہئی یہہ پیداوار ہی جیسے اولاد کہئی سو جیسی زمین اصلی سی اسکی پیداوار
مقصود ہوتی ہی یہان بہی ہر کوئی اس پیداوار کا خواستگار ہوگا اور نیز خواہش طبعی تولد اولاد
بہی اسیکو مقتضی ہی پہر بوجہ محبت طبعی یہہ تو ہو ہی نہین سکتا اسکو یعنی اولاد سی نہ یہچئی جو سب مین
یون تقسیم ہوجای کہ درصورت تعدد اولاد ایک بچہ ایک لیلی اور دوسرا بچہ دوسرا لیلی ورنہ یہ ہوسکی
کہ ہر ہر بچہ کو کاٹ پہانٹ کر گوشت کی طرح تقسیم کرلین جیسی درصورتیکہ ایک ہی بچہ ہو صورت تقسیم
یہی نظر آتی ہی اسلئی چار ناچار نکاح مین مردونکا تعدد تو ممکن نہوا ہان عورتونکی تعدد مین کچہہ خرابی
نتہی پر متعہ مین مقصود بالذات اولاد ہوتی ہی نہین بلکہ قضاء حاجت اور تحصیل ثواب یا دوسرے
کی حاجت کا روا کردینا اور ثواب کا کام کرادینا بلکہ بعض صورتون مین تحصیل اولاد ممکن ہی
نہین جیسی ایک ایک دو دو شب کی لئی کوئی عورت روز متعہ کرتی رہی اس لئی کہ ایسی صورت

مین اول تو بوجہ کثرت مجامعت جیسی رنڈیون کی اولاد بہت کم ہوتی ہی۔ اولاد ہی کیون
ہوگی اور اگر ہوگی ہی تو سبہی کی ہوگی کسی ایک کی کیونکر کہدیجی جو اسکی حوالہ کردیجی پہر اولاد
مقصود نہوئی تو وہی قضاء حاجت وتحصیل ثواب یا دوسرے کی حاجت روائی اور تائید کا ثواب
باقی رہگئی سو اسکی ممانعت قرین عقل ونقل ہرگز نہین فیض اور ثواب کا کام جسقدر ہوسکی غنیمت
ہی ایک سی کر نہین ایک فیض اور ایک ثواب ہوگا تو دو سی اور دس پانچ سی کر نہین زیادہ ہی
فیض اور زیادہ ہی ثواب ہوگا علی ہذا القیاس خاوندوالیون اور اونکی خاوندونکی حق مین متعہ مین
مضرت مفقود اور منفعت موجود ہی عورت کی حق مین اپنی قضاء حاجت جدی دوسرے کی حاجت
روائی جدی اپنا ثواب جدا دوسرے کی ثواب مین شریک ہوجانا جدا پہر خاوند کی لئی بی محنت
بیچونکی امید بی بوئی جوتی کھیتی پکی پکائی ہاتہہ آئی اس سی زیادہ اور کیا نفع ہوگا غرض جو وجہ ممانعت
تعدد ازداج عورت کی حق مین نکاح مین نہین یہان اصلا نہین پہر تجدید دین گو یون ہاتہہ سی دیکی
اور کاہیکو اس فتواء فیض سی احتراز کیجئی بالجملہ اپنی گہر کا تو یہہ حال پہر شیعہ امام ابوحنیفہ اور
امام شافعی پر طعن کرین تو بہ کرین کہ ایک نی تو شراب کو حلال فرمایا دوسرے نی اولاد الزنا کو
حلال بتایا صاحبو امام ابوحنیفہ نی اگر شراب کو حلال کہا ہی تو مطلق شراب کو حلال نہین کہا ہی
حالت اضطرار مین حلال کہا ہی جیسی خود خداوند کریم نی مردار وغیرہ محرمات کو حلال کہا ہی اعتبار
نہ آئی تو سورہ مائدہ کی پہلی رکوع کو آیتہ حرمت علیکم المیتہ سی لیکر فان اللہ غفور الرحیم تک تلاوت
فرمائین آیتہ حرمت علیکم المیتہ سی اگر مردار وغیرہ محرمات کا حرام ہونا معلوم ہوگا تو آیتہ فمن
اضطر فی مخمصتہ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور الرحیم اسی اونہین محرمات کا حالت اضطرار مین
جواز معلوم ہوجائیگا سو حضرات شیعہ ہی انصاف فرمائین کہ امام ابوحنیفہ نی ایسی وقت مین اگر
شراب کو حلال فرمایا تو خدا ہی کی اشارون پر چلی کچہہ خدا کی مخالفت تو نہین کی جو اسقدر رنج
وملال ہی مگر ہان شاید حضرات روافض کو خود جناب احکم الحاکمین ہی پر اعتراض ہو اور نہین
تب اب کرینگی خیر اگر یہہ ہی تو ہمین بہی شکایت نہین اور جواب کی کچہہ حاجت نہین فقط اسقدر
یہہ ایک شعر کافی ہے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ❊ گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد ❊ بایہمہ امام ہمام نے بوقت مذکور اگر کہا ہی تو حلال ہی کہان ہی فرض واجب سنت مستحب

تو نہین کہا جایز ہی فرمایا ہی مستوجب حصول درجات ائمہ اطہر و سید ابرار صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ اجمعین تو نہین فرمایا متعہ کی ہمابر کردیتی تو جای اعتراض تہی کہ ایسی ناپاک چیز کو ایسی پاک کلم
کی برابر کردیا فقط جو انپر اسقدر تر شرو ہونا مناسب نہین رہی امام شافعی او نہون نی اگر اولاد
از زنا کا نکاح جایز فرمایا تو باین نظر فرمایا کہ زنا سی نسب ثابت نہین ہوتا چنانچہ میراث کا نہ ملنا اسکی
دلیل ہی پہر جو حرمت نسب و مصاہرہ ثابت کیون ہو گی اور مین جانتا ہون انہون نی کچہہ بیجا
نہین کہا قطع نظر اسکی کہ نسب جیسی نعمت جسکی نعمت ہونی پر ادہر اپنا وجدان ادہر دوسری آیتہ
قران واقعہ سورہ فرقان وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا دو شاہد عدل گواہ
ہین ایسی فعل قبیح سی جیسی زنا ہتی ہین کیونکر ثابت ہو ورنہ زنا ہی منجملہ انعامات ہو محرمات ہو
متعہ کو دیکہا کہ باوجود کثرت فضائل و وفور محامد و عظمت ثواب ثبت نسب نہین چنانچہ اولاد متعہ
کو میراث نہین پہونچتی پہر جب شیعونکی نزدیک متعہ ثبت نسب نہو امام شافعی اُسپر قیاس کرکی
زنا کو ثبت نسبت نہ سمجہین تو خفا ہونیکی بات نہین شیعونکو تو آفرین و تحسین کرنی چاہئی ہان یہ
شکایت ہو تو بجا ہی کہ زنا متعہ کی ساتہہ زناء مشہور کی اتنی برابری بین ہی بی ادبی ہی زناء متعہ
کجا زناء مشہور کجا پہر زناء معلوم کو ایسی زنا کی ساتہ جو عبادت ہو اتنا بہی مشابہ نرکہنا چاہئی مگر یہہ
شکایت اور یہہ اعتراض ہی تو اہل سنت کی پاس اسکا جواب نہین اور ہی تو پہر ہی جواب جاہلان باشد
خموشی لیکن شیعہ انصاف کرین تو جای شکایت نہین ہان زناء معلوم کو فضائل مین زناء متعہ کی
برابر کردیتی تو بیجا تہا اب کیا ہی ابہی زمین آسمان کا فرق باقی ہی اور ان سب باتونکو جانی دیجی امام
ابو حنیفہ اور امام شافعی سُنیون کی نزدیک شیعونکی سی امام نہین جو اونکی غلطی سی سنیونکا کوئی رکن
مذہب ڈہجای علاوہ برین مسائل مذکور کچہہ اصول احکام مذہب اہل سنت اور مسائل متفق علیہ
مین سی نہین پہر انکی حلت حرمت ہی ایسی زبان زد عام خاص نہین ہان ائمہ شیعہ کی روایت سی
ثابت جنکی طرف بطور شیعہ احتمال خطا ممکن نہین پہر مسائل متفق علیہا اور اصول مذہب بین آگر
اگر کوئی اس مسئلہ کو نمانی تو شیعہ ہی نہین تیسرا اوسکا حال اور اُسکی حلت ایسی واضح کہ کسی پر مخفی
نہین اب لازم یون ہی کہ ہمارے اس اعتراض کا جواب دیجی ورنہ یہ شرط انصاف نہین کہ دوسرونپر
تقاضا اور اپنی آپ آئین خائین بتلائین باقی فروع کو بہی اسی پر قیاس کیجی تو قیاس کن زگلستان من

من بہار مرا۔ رہی اصول سو اصول کرکچہہ نہ پوچہئی ائمہ کو انکی اعتقاد کی موافق علم ازل و ابد اور اپنی
موت حیات کا اختیار جسکی بطلان پر بیسیون آتیہن کلام اللہ کی گواہ زیادہ کی فرصت نہین ایک ایک آیۃ
دونون کی بطلان کی لئی پیش کش ہی اول کرئی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون
ایان یبعثون جو سورہ نمل مین واقع ہی اور دوسری مسئلہ کی ابطال کوئی اذا جاء اجلہم لا یستاخرون
ساعۃ ولا یستقدمون جو کئی جا بلفظ فا کی تقدیم تاخیر کی ساتہہ واقع ہی سواء اسکی اور کچہہ حاجت نہین مشتی
نمونہ خرواری ہان اگر اسبات کا اعتبار نہو کہ شیعہ کا یہ مذہب اور یہہ اعتقاد ہی یا نہین تو کلینی کو ملاحظہ
فرمائین اور پہر یہہ فرمائی کہ بیٹہی تو ذرا سی مخالفت کلام اللہ پر اتنی طعنی پہر وہ مخالف ہی موافق مصرع مومن بین
الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ٭ اپنی ہی قصور فہم سی مخالفت معلوم ہوتی ہی اور اپنی خبر نہین لیتی
کہ اصول سی فروع تک جتنی مسئلی ہین سبکی سب کلام اللہ کی مخالف اور پہر مخالفت ہی کیسی کچہہ الہی
پناہ موافقت کی لئی دوسرا ہی کلام اللہ چاہئی اس کلام کی موافقت تو معلوم واللہ اعلم ٭

جواب سوال پنجم اس سوال کا جواب کیا لکہئی جیسی اپنی مذہب اور اہل مذہب کی دردمندی
باعث تحریر جواب ہی ایسی ہی حضرات شیعہ کی خوش فہمی پر افسوس موجب پیچ و تاب ہی علماء شیعہ کو اگر
اعتراض کرنا نہین آتا تہا تو اہل سنتہ ہی سی سیکہہ لیتی جہان کلام اللہ کا استاد بنایا تہا کیونکہ اگر وہ
نہوتی تو پہر کلام اللہ ہی جہان مین نہوتا فہم مطالب مین ہی انہین کی جوتیان سیدہی کرتی تہی
دلیل کیا ہی مدلول کیا ہی کجا خانہ کعبہ اور خلفاء عباسیہ کی سیہ پوشی کجا حضرت سید الشہداء کی ماتم
کی سیہ پوشی۔ غم مین اور فرحت مین ہے فرق زمین و آسمان ٭ کہولکر آنکہین تو دیکہو وہ کہان اور
یہہ کہان ٭ اجی حضرت کچہہ انصاف فرمائی خانہ کعبہ پر نوحہ کرنیوالو نکو کیونکر قیاس کرین وہ خدا
کا گہر یہ خدا سی بیخبر اگر خدا یاد ہوتا تو یہ گریہ و زاری اور یہ نوحہ و بیقراری نہوتی خدا تو فرمائے
واصبروا ان اللہ مع الصبرین یہان اولٹی رونی دہوتی سی کار خدا تو فرمای ان اللہ یحب الصبرین
یہان اور بر عکس دونی زار زار اجی صاحب حضرت سید الشہداء کی صدمات سی صدمہ ہی تو صبر
کبہی خدا کی اطاعت کو ہاتہہ سی نہ دیجئی اور رنج و صدمہ نہین اور یہی سچ ہی تو دونون کی نیلی اور کالی کپڑون
اور جہوٹی آنسونسی دعوی محبت نکیجی اگر یہی دین و آئین ہی تو منافقین زمانہ نبوی بدرجہ اولی دیندار
اور مستحق کرامت پروردگار ہونگی آپ اگر اظہار محبت سید الشہداء کرتی ہین تو وہ اظہار محبت سید الانبیا

صلی اللہ علیہ وسلم کرتی تہی اونکی اگرجی نہی تو محبت تو آپ کی ہی جی مین نہین باقی رہا سوز خوانی اور
تصور واقعہ کربلا سی اگر رونا آتا ہی تو اسمین آپ ہی کا کیا کمال ہوا مجوس ہنود نصاری یہود ہی
اگر اس کیفیت کو سنین تو ردادہین کیفیات مصائب کو سنکر تو اجنبیونکو ہی رونا آجاتا ہی اسکو محبت
نہین کہتی چنانچہ ظاہر ہی اور اسی ہی جانی دیجی اگر یہی قیاس ہی تو کل کو بوجہ مقبولیت غم امام علیہ
السلام سیہ پوشان محرم الحرام دعوی مسجودیت کرینگی وہی خانہ کعبہ جسکی سیہ پوشی دستاویز سیہ پوشی
محرم ہی قبلہ نماز اور مطاف عشاق جانگداز ہی جب سیہ پوشی وہانسے اوڑ اتی تو قبلہ و کعبہ مجتہد العصر
تو ہرا ایک تام ہی قبلہ و کعبہ مین پر نوحہ کنان و سیہ پوشان محرم واقعی قبلہ و کعبہ نہین گی اور حضرت
قبلہ و کعبہ مجتہد العصر ہی ناچار انکی جانب جہکین گر آخر ہم سنتی ہین کہ حضرت مجتہد العصر دربارہ سیہ پوشی
وسینہ زنی و تعزیہ داری و مرثیہ اتنا اہتمام اور ان امور خیر مین جو مشعر محبت ہین مثل عوام کو
و اجتہاد نہین فرماتی علی ہذا القیاس مجتہدان گذشتہ کا حال ہی ایسا ہی سنتی چلے آتے ہین بالجملہ قیاس
کرینکو کوئی مشابہت ہی چاہئی لباس خانہ کعبہ پہ لباس نوحہ گران بی صبر کو قیاس کرنا چاہی وہ اور
قسم کی چیز مظہران غم اور قسم باینہمہ ایک قسم مین ہی ایکحال کا لحاظ ضرور ہی بیمار کو صحیح تندرستونکو
پر قیاس کر کی بد پرہیزی کی چیزین نکہلانی چاہئین اگرچہ دونون ایک ہی قسم کی چیزین ہین سو جیسی صحیح
تندرستونکو پلاؤ زردہ قیرمال باقرخانی عمدہ غذا کہانی مین کچھ حرج نہین اور بیمار کہائی تو خیر نہین
ایسی ہی خانہ کعبہ کی لئی سیہ پوشی جائز ہوا ور نوحہ گرون کی لئی جائز ہو تو کیا مضائقہ ہی ہان اگر سیہ پوشی
دین کی سند مین ایسی ہوتی جیسی زہر قاتل بنی آدم کی لئی کہ نہ صحیح تندرست کو کہانا چاہئی نہ بیمار
کو تو اسوقت اس اعتراض کا موقع تہا ہم بہی کہتی کہ چیز اصل سی بری ہی وہ سب کی لئے بری ہی اور
سبہ جا پر بری ہی مگر لباس سیاہ کیسکی نزدیک کسی مذہب مین اصل سی برا نہین جو یون کہی کہ خانہ کعبہ
کی لئی بہی برا ہی اور خلفاء عباسیہ کی لئی ہی برا ہی اسمین اگر برائی ہی تو اوسی وجہ سی برائی ہی جو دربارہ مرثیہ
خوانی جواب سوال اول مین مرقوم ہو چکی یعنی باینوجہ کہ یہ کام شیعونکی نزدیک اون کاموں مین
سی ہی جنپر ثواب کی امید ہی پر باینہمہ نہ کلام اللہ مین اسکا پتہ نہ حدیث شریف مین اس کا
نشان کلام اللہ کا حال تو ظاہر ہی بلکہ کلام اللہ مین اگر ہی تو صبر کی تاکید ہی نہ یہ کہ جزع فزع
کیا کرو نفاق کی ممانعت ہی نہ یہ کہ غم کی صورت بنا کر سبکو جتلایا کرو چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا

رہی احادیث نبوی کلام اللہ سے کی موافق اور کیون نہون موافق آیۃ شریفہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ جسکے
یہ معنی ہین کہ اوتارے ہمنے تجہپر کتاب جسمین سب چیزکا بیان ہے یون معلوم ہوتا ہی کہ احادیث مین بجز تفصیل اجمال کلام
اللہ اور شرح مشکلات قرآنی اور کچہہ نہوگا ورنہ احادیث مین سوا کلام اللہ اگر اور بہی ایسے احکام ہون جنکا کلام اللہ
مین صراحتا ذکر ہو نہ اشارۃ تو پہر اسکی کیا صورت ہوگی کہ کلام اللہ مین سب چیزکا بیان ہے سو باین نظر کہ
کلام اللہ مین جا بجا صاف صاف صریح تاکیدین ونفاقکی ممانعتین ہین اور اس قسم کی خرافات کا اصلا ذکر نہین جو حضرات شیعہ
محرم غیر محرم مین کیا کرتے ہین تو اہل فہم کو یقین ہوگیا ہوگا کہ احادیث مین جو ہوگا وہ اسکی موافق ہوگا مخالف نہوگا اور
صدہا تمین اس قسم کی واہیات موافق آیۃ مسطورہ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء
سب ممنوع ہونگی اور پہر موافق آیۃ ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون ان کاموںکی کرنیوالی داخل
زمرہ ظالمان ہونگی ہان اگر مثل خلفاء عباسیہ اور لباس خانہ کعبہ سیہ پوشی موجب ثواب سمجہتے جیسی بہت سے اہل
شوق سیاہ سبز زرد وغیرہ الوان کے کپڑے پہنتے ہین اور کچہہ موجب ثواب نہین سمجہتی تو یہہ کام۔
ممنوع نہوتا بالجملہ موافق آیات مذکورہ اور نیز موافق حدیث مشہور مذکور من احدث فی امرنا ہذا
مالیس منہ فہو رد اور نیز موافق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ جو باتین کلام اللہ حدیث سے
ثابت نہون پہر ان کو بے ضرورت شرعیہ ثواب سمجہکر کرے تو وہ باتین سب منجملہ بدعات
ہونگی باقی وہ کیا چیزین ہین جو بوجہہ ضرورت شرعیہ باوجودیکہ کلام اللہ حدیث
مین نہین ہوتے موجب ثواب ہوتی ہین تفصیل تو انکی ممکن نہین ہان کوئی ایک نظیر
مد نظر ہو تو بغور سنیے کہ منجملہ انکی توپ بندوق وغیرہ سے جہاد کا کرنا دین کی کتابون کا
تصنیف کرنا ہی یعنی یہ چیزین ہرچند کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہین مگر انکی مثال ایسی ہے جیسے طبیب نسخہ مین دو تولہ شربت بنفشہ مثلا لکہی اور بیمار کسی
سے شربت بنفشہ کی ترکیب دریافت کرکے دوائین جمع کرے مٹہائی لائی چولہا بنائی آگ جلائی
قوام پکائے شربت بنفشہ بنائی ہرچند اتنی بکہیڑے کی نسبت نسخہ مین تصریح
نہتی مگر باین نظر کہ شربت بنفشہ بی اس بکہیڑے کی حاصل نہین ہوسکتا
لاچار کرنا پڑیگا اور اس بکہیڑے کا کرنا امتثال امر طبیب سمجہا جائیگا موجب
خوشنودی طلب ہوگا۔

سو جیسی طبیب نے نسخہ مین فقط دو تولہ شربت بنفشہ ہی لکہا تہا اور اس جہگڑ یکا اصلا مذکور نتہا اور پہر بالہمہ اسکا کرنا موجب ناخوشی نہین بلکہ اگر شربت بنفشہ تیار نملی تو اس جہگڑ یکا نکرنا البتہ موجب ناخوشی ہوگا ایساہی تصنیف کتب اور آلات مذکور کی ہرچند کتاب اللہ اور احادیث نبوی مین کہین تصریح نہین پر باین نظر کہ جہاد اور علم اس زمانہ مین دونون پر موقوف ہین تو انکا کرنا موجب ناخوشی نہوگا بلکہ نکرنا موجب نارضامندی خداوند ذوالجلال اور رسول باکمال صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ہان اگر ایسی کمی بیشی ہو جیسی طبیب نے دو دوائین لکہین تہین یہہ اُسمین اپنی رای سی ایک دو بڑہادی یا گہٹادی یا اوزان ادویہ مین اپنی رای سی کمی بیشی کردی جیسے طبیب اس قسم کی تصرفات سے ناخوش ہوتا ہے خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی ایسی تصرفات سے ناخوش ہونگے انکی مثال ایسی ہے جیسے فرایض خمسہ کو چار کردیجئے یا چہہ کریجئے یا اعداد رکعات مین تصرف کرکے دخل دیجئے مگر چونکہ معمولات شیعہ کا نہ کلام اللہ حدیث مین کہین پتا ہی نہ کوئی حکم احکام ضروریہ شرعیہ مین سے اُس پر موقوف بلکہ معمولات مذکورہ کے باعث صبر جو احکام ضروریہ شرعیہ مین سے ہے ہاتہہ سی جاتا رہتا ہے تو لاریب حسب ہدایت مثال مذکور سب موجب ناخوشی خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے اب سنیے کہ جیسی کلام اللہ اور احادیث اہل سنت مین ان معمولات کا کہین پتا نہین احادیث اہل تشیع بہی اُن کے بیان سے خالی ہین اسلیئے علماء شیعہ جو متقی بہی ہوتی ہین ایسی باتون سے احتراز ہی کرتے ہین اور اگر فرض کیجئے احادیث شیعہ مین کہین اس قسم کا مذکور بہی ہو تو قطع نظر اس سے کہ شیعون کے نزدیک وہ حدیثین معتبر بہی ہین یا نہین اُن حدیثون مین ہونا اہل سنت کی اعتراض کا دافع نہین ہوسکتا شیعون کی معتبر حدیثون کو بہی اہل سنتہ معتبر نہین سمجہتے جو ان مین ہونا اُن کے لئے حجت ہو ہان اگر حضرت سائل سیہ پوشی خانہ کعبہ اور سیہ پوشی خلفاء عباسیہ پر قیاس فرماکر اہل سنتہ پر الزام نرکہتی اور قصد اثبات سیہ پوشی قواعد اہل سنتہ سی نکرتے تو خیر یہی کہتی کہ وہ جانو اونکا کام جانو مگر ستم تو یہہ ہے کہ یوجہ اہل سنتہ سی حجتین کرتی ہین مصرع مشہور ہے لڑتی ہین اور ہاتہہ مین تلوار بہی نہین ٭ اب گذارش دیگر یہہ ہے کہ لباس خلفاء عباسیہ اگر بوجہ ماتم داری حضرت سید الشہدا رہتا علی ہذا القیاس استار خانہ کعبہ بغرض مذکور سیاہ مقرر ہوا ہے تب تو خلفاء عباسیہ کی داد دیجئے اور اہل سنتہ کی فریاد

فریاد کیجئی اور اگر بوجہ عزاداری حضرت سید الشہداء علیہ السلام نہین بلکہ بوجہ زیب و زینت
و آرایش ہی تو آپ کو کیا زیبا ہی کہ ایسے غم مین یہہ خوشی پہر وہ ہی باقتداء خلفاء عباسیہ جس
سے آئیہ اہل بیت نے کیا کیا بیخ اوٹہای اور کیا کیا داغ کہای اور کوئی اور وجہ ہی تو پہلی اسکی
تعیین فرمائی پہر قیاس دوڑای مگر دلمین تو آپ ہی جانتی ہین کہ یہ لباس خلفاء عباسیہ نی بوجہ
آرایش اختیار کیا تہا کوئی صدمہ باعث سیہ پوشی نہین ہوا علی اہذ القیاس خانہ کعبہ کا
غلاف کسی تعزیہ مین سیاہ نہین ہوگیا آرایش خانہ معظمہ مقصود ہی کوئی تعزیت مقصود نہین
سو حضرات شیعہ کو ہی اس واقعہ پر اظہار سرور مدنظر ہوگا جو لباس زینت اختیار کیا اور شاید
کیون کہی یقینی کہی تاشہ مرفا ڈہول نفیری روشنی گانا بجانا کونسی بات شادی کی چہوڑدی
فقط ایک آنکہو نکو تہوک لگا کر زورسی چلانا اور سینہ پر ہاتہہ مار کر محفل کو سر پر اوٹہانا غم مین
شمار کر لیجی یا بہانڈون کا تماشا قرار دیلیجی مگر غم کا کوئی سامان ہی نہین ہی تو شادی کا سامان ہی
سو جیسی بوجہ شہادت سامان عیش و نشاط وقت شادی بہانڈونکی کسی مصیبت کی نقل مین
چیخنی کو غم پر کوئی محمول نہین کرتا یہان ہی وہی سارا سامان موجود ہی غم سمجہئے شادی شیعہ سمجہے
اور کیونکر نہ سمجہے شیعونکی اصل کو ٹٹولئی تو انکی پیشوا وہی ہین جنہون نے اول حضرت سید الشہدا
علیہ السلام کو بلایا پہر دغا دیکر عبید اللہ بن زیاد کی ساتہہ ہوکر حضرت کو قتل کروایا سو انکو اور
انکی امت کو خوشی نہو گی تو اور کیا ہوگا اور اسی ہی ایکطرف رکہئی ہم پوچہتی ہین حضرت سید
الشہداء کا اظہار غم ہی چاہئی مثل اہل سنت صبر کیجے اس غم مین دلکو نہ جلائیے پر یہہ تو
بتائیے کہ یہ قاعدہ اظہار غم کا کہان سے اوڑا یا اللہ تعالیٰ نی مثل قواعد دین اسکی بہی کوئی قاعدہ
نہین بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نہین فرمایا بجز اسکی کہ نصاری سی یہ بات اوڑالی
ہو اور کچہہ سمجہہ مین نہین آتا نصرانیون مین اظہار غم کیلئے اس قسم کی احکام صادر ہوی ہین
مگر اہل دانش جانتی ہونگی کہ میور صاحب کی ماری جانے مین جو حکم سیہ پوشی ہر عام خاص کو
ہوا تہا تو اون کے دلمین اس بات سی غم نہین گہس گیا تہا بلکہ فقط ایک تعلق تہا خیر یہہ تو بہی
جانتی ہین کہ ان باتو نسی دل مین غم نہین آجاتا پہر اسکی ساتہہ یہہ ہی معلوم ہوگیا کہ وہ جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تہا کہ مثل حضرت عیسیٰ

علیہ وعلی نبیا الصلوٰۃ والسلام ایک قوم تمہاری محبت مین ہلاک ہوگی اور ایک قوم تمہاری عداوت مین روافض وخوارج
نے سچ کر دکہایا یعنی اگر خوارج نے در بارہ عداوت حضرت امیر علیہ السلام یہود کے پیروی اختیار کی تہی حضرات شیعہ
در بارہ افراط محبت نصارٰی کی قدم بقدم چلے نصیریہ نے تو صاف صاف حضرت امیر کی خدائی کا اقرار
کیا اور اثنا عشریہ نے گو اسطرح بے پردہ اقرار نکیا پر بوجہ اثبات علم غیب وغیرہ پردہ مین خدائیکا اقرار
کیا کیونکہ علم غیب بشہادت کلام اللہ چنانچہ مذکور ہوچکا خدائی کو ایسی طرح لازم ہین جیسی آفتاب کو دہوپ
سو جیسی دہوپ سوا آفتاب اور کسی چیز مین نہین ایسی ہی علم غیب سوا خداوند علیم کسی اور مین نسمجہنا چاہئیے
اور کوئی سمجہی تو یون سمجہو کہ یہہ شخص اسکو خدا سمجہتا ہے نصرانی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سولی پر چڑہنے
کو اپنی گناہونکی لئے کفارہ سمجہتے ہین حضرات شیعہ حضرت سید الشہدا کے خون کا خون بہا شیعونکی مغفرت
خیال کرتی ہین اونکے یہان حضرت مسیح کی حاضری ہوتی ہے جسمین نان وشراب کو بلفظ گوشت وخون
مسیح علیہ السلام تعبیر کرکے نوش کرتی ہین یہان باحتمال اختلاط خون سید الشہدا خاک کربلا کو پانی شربت
مین گہولکر حضرت کا خون پیتے ہین اور کیون نہ پئین حضرتکے خون کے پیاسے ہین علی ہذا القیاس اور
چال ڈہال کو خیال کیجئے تو بالکل وہی نسبت ہے جو کہا کرتے ہین سگ زرد برادر شغال فرصت نہین ورنہ
مین ہی تفصیل کردیتا ایک اظہار غم کی لئے سیہ پوشی رہ گئی تہی سو وہ بہی امام ہمام علیہ السلام کے غم
کی بہانہ کردکہائی باینہمہ تیرہ فرمائی امام جلال الدین پر یہہ اعتراض تو کیا پر تشان کتاب کیون نہ بتایا
مصرعہ۔ انکار ہے صاف اس تیرے اقرار سے ظاہر اور ہم کہتی ہین کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کے
لئے فتوی سیہ پوشی ہی دیا پر یہہ فرمائیے مثل پوشی محرم موجب ثواب تو نہین فرمایا جو آپکو گنجایش قیاس ہو اسکی
سوا اپنی جو بہاگتے ہوی اور ایک لپٹنتگ مارا اور یہ فرمایا کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کو اولی
الامر قرار دیا اسکی کیا حاجت تہی اگر باعتبار اختیار ظاہر لیتے ہو تو اسمین تو کچہہ کلام ہی نہین
آپ بہی جانتے ہین کہ وہ خلیفہ تہے اپنے سوال ہی مین انکو بلقب خلفاء عباسیہ یاد
کیا ہے پہر امام جلال الدین نے اگر انکو اولی الامر کہدیا تو کیا گناہ ہے
اور اگر باعتبار وجوہ استحقاق لیجئے یعنی قرشیت صلاحیت تقوے
وغیرہ جنکے فراہمی سے خلیفہ۔

وقت خلیفہ راشد کہلاتا ہے تو اسکو آپ بہی جانتے ہین کہ اہل سنت وجماعت مین
سے کوئی بہی اونکو خلیفہ راشد نہین کہتا بلکہ اکثر ونکو ملوک جبارین سے سمجہتے ہین خلفاء
راشدین پورے تو اونکے نزدیک پانچ ہی ہین چار یار اور ایک امام حسن رضی اللہ
عنہم مگر انکی خلیفہ راشد ہونے اور اوروں کے نہونیکی یہ معنے نہین کہ اور سب ظالم ہی تہے
اسکی ایسی مثال ہے جیسے شیعہ کہتے ہین کہ ولی حضرت امیر ہی ہین مگر اسکے یہہ
معنے نہین کہ گیارہ امام باقی نعوذ باللہ گنہگار ہین رہا خلفاء عباسیہ کا مصداق اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کا مصداق ہو کر واجب الاطاعت ہونا سو اسکا
جواب یہی کہ اہل سنت کے نزدیک خلیفہ کا مقرر کرنا باین غرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کیا کرے یعنی ضروریات دین کو جاری کرے اور بدعات اور سئیات اور کفریات
کو مٹاوے چنانچہ لفظ اولی الامر بہی اسپر دلالت کرتا ہے سو اگر وہ اقامت دین قایم کرے
تب اوسکی اطاعت کرے ورنہ گناہ کی مقدمہ مین کسیکی اطاعت نہین بالجملہ جب وہ کار
مذکور نکرے تب وہ اولی الامر ہی نہین اگر بالکل برعکس کرتا ہے تو بالکل نہین اور
اگر اسیقدر اقامت دین ہی کرتا ہے تو اوسیقدر وہ اولی الامر ہے اوتنی ہی یا تو نہین اوسکے اطاعت واجب باقی رہی یہ بات کہ اگر وہ اقامت
دین نکرے تو کیا کیجیے اگر صبر تحمل اپنی اندر نظر آئی تو مثل سید الشہداء علیہ السلام جان پر کہیل جائے ورنہ مثل دیگر ائمہ صبر کرے اور چون و چرا نکرے اسکی بعد کچھ
ارشاد ہے اوسکی تشبیہ مین حیران ہون بواسیر خر کہئے یا گوز شتر لکہئے بہر حال اسمین تو آپنے اوسی
عضو کا کام کیا ہے جو آپ گوز مار کر اور دہکی ذمہ لگایا کرتے ہی تہی خیر اس سے تو شاید آپ برا مانینگے
گو برا ماننے کا موقع نہین ہدایت آپکی طرف سے ہے اور یہہ سنا ہی ہوگا کلوخ
انداز را پاداشش سنگ است ٭ مگر پہر ہم درگذر لیتے ہین اور دوسرا
شعر آپ کے مجرا مین نظر کرتے ہین کار زلف تست مشک افشانی اما
عاشقان ۔ مصلحت را تہمتی بر آہوے چین بستہ اند ۔ مخدوم من ایسے کیون
بہولے بنگئے لف حریر کے مسلے کی شہرت تو شرق سے غرب تک پہونچ گئی
سنیو لنے تو جب چہیڑا اوٹہائی تہی جب مذہب شیعہ پر تبرا کر لیتی اور ہماری طرف پہیر
باد بسلیتے مگر آپ نے کچہہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا حضور +

مرنا ہی ہے اس طوفان بے تمیزی کی بچہن ہی دیکہنی ہین بہین پر تہمت لگائین پہر بہین ہی
آنکہین ملائین چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد ٭ بحر الرائق مثل کتب شیعہ نادر
الوجود نہین کہین اول سی آخر تک اگر یہہ بات نکل آئی کہ اس قسم کے افعال جایز نہین تو
ہم آپکو سلام کرین ہان اہل فقہ ہر قسم کی احتمالات لکہکر اونکی احکام لکہدیا کرتی ہین مثلاً
شیعونکے یہان روزہ مین اگر کوئی شخص اپنی ماکا بوسہ لیلی تو اُسکی ذمہ کفارہ نہین آتا یا بیٹی
سے زنا کرلی اور حضرات ائمہ سی اعتقاد باقی رہے تو کافر نہین ہوجاتا سو جیسے اس سی یہہ لازم
نہین آتا کہ بیٹی سے زنا اور ماکا بوسہ لینا جایز ہے ایسی ہی اگر کسی سنّی نے ایسے ہی کوئی بات
لکہدی تو اُس سی اس کا جواز ثابت نہین ہوتا اہل سنت وجماعت اور شیعہ مین یہ بات
متفق علیہ ہی کہ روزہ نہ رکہنا ناقص نماز نہین اور نماز کا نہ پڑہنا ناقص صوم نہین مگر اہل فہم
کے نزدیک اسکے یہ معنے نہین کہ روزہ کا نہ رکہنا اور نماز کا نہ پڑہنا جایز ہے ہان شیعون کے
فہم مین اگر ایسی عبارات سے ایسی معنی سمجہہ مین آجائین تو کیا بعید ہے نہین اللہ نے
فہم نہین دیا مگر اونہین فہم نہین تو ہماری ہی اونسے کلام نہین اہل فہم ہی کلام ہی بالجملہ
حضرات شیعہ کے قدیمی عادت ہی کہ اپنا عیب دوسرون کے ذمہ لگاتی ہین ٭ خطا کہ کرد وسزا
میدہی کرا جانان ٭ یہ مزید فہم وفراست شاید اغلام زنان ہی میسر آیا ہی جبہی اس فہم مین
ساری جہان سی ممتاز ہین ٭ خیر اوروں کی یہان حرام ہی ہان حضرات شیعہ البتہ اس
دولت بے زوال سی کامیاب ہین یہہ عقل اور یہہ مضامین وہین سی نکالی ہون گو تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک جتنی انبیاء
گذری ہین ان کے دین مین یہہ بات کبہی جایز نہین ہوتی جو لوگ پابند دین نہین اپنی
کسی آئین کی پابند ہین انمین سی کسی نے آجتک یہہ بات تجویز نہین فرمائی ہان علماء شیعہ
نے زن منکوحہ اور باندی سی اغلام کرنا حلال طیب رکہا ہی چنانچہ ارشاد مین علامہ حلی
ارشاد فرماتی ہین والوطی فی الدبر کالوطی فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب جسکی
یہہ معنے ہین کہ اغلام کلام اللہ مین تصریح مذکور ہی نساءکم حرث لکم جسکے کہلی ہوی یہی
معنی ہین کہ تمہارے عورتین تمہارے لئی کہیت ہین اور سب جانتے ہین کہ کہیت بغرض

زراعت ہوتا ہے سو وہ زراعت جو اس کہیت سے مقصود ہے اور وہ پیداوار جو اس زمین
مین ہوتی ہے یہی اولاد ہے جو بطریق معہود ہی عورت کی مباشرت سے متصور ہے اغلام
سے متصور نہین ہان کوئی افسون یا طلسم حضرات شیعہ کی پاس شاید ایسا ہو مثل بازیگر و نکی
کہین ڈالین اور کہین سے نکالین شعر نہین مین خون سے مژگان تر یہ خار دلنشین سے نکلے
جنون یہ نیشتر کیسی کہین ڈوبے کہین نکلے ٭ قربان جائیے اس مذہب کے جس مین دُنیا
مین یہہ عیش ونشاط اور آخرت مین وہ درجات اور یہی کچہہ نہو تو اس مذہب کی افضلیت
کے لئے متعہ کے فضائل اور حرمون اور امہات الاولاد کی بغرض صحبت و اغلام عاریت
دینی کے ثواب اور درجات اور اغلام کا جواز ہی کافی ہے سبحان اللہ اہل سنت پر آوازہ
پہینکتے ہین اور اپنے آپکو نہین دیکھتے ہان مگر یون کہئیے کہ اس اسرار کی برکات کی اہل سنت
کو خبر نہین۔ شعر ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ٭ اے بیخبر ز لذت شراب مدام ما ٭ اب
فرمایئے کہ لذت کی باتون کو خدا و رسول کی نام پر لگا کر شیعون نے دین آئین بنا رکہا ہے
یا اہل سُنت نے اب لازم یون ہے کہ بس کیجئے مگر یون عرض کر دیجے کہ ایسی باتون کا سنا
شیوہ نہین پر موافق جزاء سیئة سیئة مثلہا کی ہمکوبہی دو سرے مین جواب دینا پڑا سبحانک
اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور صحبت معہود کی احکام
سارے ایک ہین یہانتک کہ مثبت نسب بہی ہے کیا مزے کی بات ہے کتاب سے اغلام
کہ جایز تہا ہی وہ کیا افسون ہوگا جس سے بچہہ ہی دُبر کے راہ سے آجاے بہر حال حضرات
شیعہ کی مذہب مین بڑا لطف ہے کہ متعہ تہا ہی اغلام بہی ہے۔

تمت

تقریظ مولوی محمد ناظر حسن صاحب مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار حمد وسپاس اوس خدای لایزال کو جسنے اپنی دین متین کو آیات محکمات سے محکم فرمایا اور کافۂ انام خصوص اہل اسلام کو اون آیات کی اتباع کا حکم فرمایا اور درود نا محدود اوس جناب رسالت مآب پر جسنے گم گشتگان ضلالت کو راہ ہدایت پر چلایا اور اوسکی آل واصحاب پر جنہون نے اوسکی دین متین کو اطراف بلاد مین پہیلایا **امابعد** جملہ متبعین سنت وجماعت کو مژدہ ہو اور تمام اہل تشیع کو تنبیہ کرومی اٹھائیس سوالات جو بعض اہل تشیع نے گہڑ کر جناب فاضل اجل عالم باعمل مرجع علما شرع متین مظہر علوم مرسلین کشاف دقایق وضاح حقایق سالک مسالک شریعت عارف معارف طریقت عمدۃ الافاضل والاعاظم جناب مولینا مولوی **محمد قاسم** صاحب نانوتوی مغفور ومرحوم کی خدمت مین پیش کئے تھے جناب ممدوح نے بسبب اسکے کہ یہ وہی سوالات ہین جنکی علماء اہل سنت نے بارہا جواب دئیے ہین فقط اونکا رنگ روپ بدلدیا ہے اپنی اوقات عزیز کو تحریر جوابات مین ضائع کرنے سے انکار فرمایا مگر بعض بزرگواران دین کا تقاضا اور نیز احباب کا اصرار بدرجہ غایت پہونچا تسپر مولینا مرحوم نے قلم سنبہالا نہایت عجلت کے ساتھہ ایک شب دو روز مین اونکے جوابات لکہکر فرمای **حسب مشورہ** ارباب شوری بغرض تعمیم افادہ اونکے چہپوانیکی تجویز ہوئی اوسکے دو حصہ کئے گئے اول حصہ مین مولینا مرحوم کے جوابات دندان شکن تحریر ہین علاوہ برین مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹوی خلف مولوی انصار علی کے جوابات بہی جو کتب احادیث وقرآن مجید سے لکہی گئی ہین اور اہل نقل کے لئے باعث تسکین قلب ہین اوسمین بعد جوابات مولینا مرحوم کی لکہی گئی ہین دوسری حصہ مین فقط مولینا مرحوم ہی کی تحریرات ہین محمد سراج صاحب اور مولوی ہاشم علی صاحب مالک مطبع کوئی صاحب بلا اجازت اسکتاب کو مالک مطبع کے نہ طبع فرمادین